TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222574
UNIVERSAL LIBRARY

ومن یتوکل علی الله فهو حسبه

ریاض البحر
١٢٥٢

در مطبع مصطفائی محمد مصطفی خان ١٢٨٣ طبع گردید

Checked 1968

60

Checked 1968

Checked 1969.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

بھولو نہ وظیفہ سحر و شام خدا کا — ہر وقت رہی ورد زبان نام خدا کا

مین نی تجھی پیدا کیا مین ہون ترا رازق — سب بندونکو آیا ہی یہ پیغام خدا کا

محتاج کو محروم نرکھہ اپنے کرم سے — سایل کی پیالی کو سمجھ جام خدا کا

دلجوی فقیرونکی ہی خوشنودی معبود — تکریم غریبونکی ہی اکرام خدا کا

کہتے ہین شریعت جسی وہ راہ خدا ہے — یہ دین خدا کا ہی یہ اسلام خدا کا

ما ینطق بلحوظ بلا شک رہی دلمین — فرمودۂ محبوب ہی اعلام خدا کا

نعمات الٰہی کا ہمین شکر ہی واجب — بندونپہ ہی احسان و کرم عام خدا کا

افسوس کہ غافل ہین ہم یاد سی او سکے — ہر وقت کرین ورد دوام خدا کا

آلودہ گناہو نسی کری دلکو نہ انسان — ہی قلب بشر منزل الہام خدا کا

للّٰہ کوی امر نہ ہمسی ہوا ای بحجر

ناکام رہی کچہ نکیا کام خدا کا

زیادہ روضۂ رضوان سے اچھا لاہی وضع جہین
فلک ہی قمقمہ خورشید شعلہ شمع مرقد کا

نجات عاصیان موقوف ہی تیری محبت پر
شفاعت ایک جوہر ہی تری آئینہ خد کا

پڑا سکہ تری کلمی کا دل اہل عالم کے
بجا ڈنکا زمانی مین تری فتح مجدد کا

سوا تیری کشایش کے توقع کس سے کہو
تو ہی عقدہ کشا ہی میری اس قلب معقد کا

محافظ ہر گھڑی کلمہ ہی تیرا کلمہ گو یونکو
خطر کیا گو فلک شیشہ بنا ہی ساعت بد کا

سرفرازی مجھی سب شاعرو مین ہو عجب کیا ہے
کہ مین مدحت سرا ہون سب نبیونکی سرور کا

خداوندا دلائی آل سے غفلت نہو لکو
زبان و لب نہ بھولین مرتی دم کلمہ محمد کا

مری مان باپ ہون مغفور یارب تیری رحمت سے
مری اولاد ہو ممدوح صدقہ آل احمد کا

کیا ہے چاردہ معصوم کو ہر حال مین حامی
ادا ہو مجھ سے کیا شکر اس احسان مجدد کا

۲

اوڑتا ہی جب غبار در بوتراب کا
ہوتا ہی سرمہ چشم مہ و آفتاب کا

کیا موج ذوالفقار مین عالم ہی آب کا
ہر خود آہنی کو ہی رتبہ حباب کا

اک فقرہ لافتی بھی ہی اوسکی خطاب کا
قبضہ ہی دست پاک مین سیف شباب کا

عازم ہوی جو وادی ہستی کی سیر کو
گردون نی پیش خیمہ نکالا سحاب کا

نیسان جود اوسکا اگر قطرہ ریز ہو
معمور موتیون سے ہو کیسہ حباب کا

خوشبو مین کیا ہے داغ مودت کی ابھری
سہرا ہی کہ دوش پر ہی قرابہ گلاب کا

بخشش سے باز رکھہ نہین سکتی عمل سیہ
چھینٹی کے کیا شکار ہو چنگی عقاب کا

ساقی امید وار ہی خوش گو ہو ہون
دل کو کرے کباب یہ شعلہ شراب کا

استاد جبرئیل ہی مین بس ایسا ہون
ام الکتاب نام ہی میری کتاب کا

کیا ہی بہار ہے مین ریاض مرتضی
ایسا بہشت مین نہ ہی تختہ گلاب کا

اوسکے فرات فیض کو کیا اوج موج سے
ہی چرخ برگمان مجہی آسیاب کا

قوت وہ دی جو زمزم کو غالب ہو سخت سے
بجلی مقابلہ نہ کری موج آب کا

جاتے ہی نار نور ہوی ارض پاک مین
موتی سا رنگ ہو گیا لعل مذاب کا

دل مومنونکی گرم زیارت ہین یا امام
عالم ہی اضطراب مین اک التہاب کا

یارب یہ عید مومنونکو ساز دار ہو
صدقہ جناب شاہ ولایت مآب کا

عندلیب البیان ہی تیری محبت مین ملک
عالم ہی تحسین شان کا اوسمین فی باب کا

ای بحر جیسے اوسکی محبت ہی جوش مین
ہر اک لہو کا قطرہ ہی دریا ثواب کا

۴

بحر درویشی طریقہ ہے رسول اللہ کا
باندھیے تسمہ کمر مین بسم اللہ کا

کہولا آزادون نی قفل قل ہو اللہ احد
ہو گیا مفتاح ہاتہی پر الف اللہ کا

رہروان عشق کی حق مین ستم ہی حرم ہی
رستا قاتل بتاتا ہے شہادتگاہ کا

اہل بازار جہان گندم نما ہین جو فروش
غافلونسی کب ہوا سودا خدا کی راہ کا

تارک دنیا کسی لت مین بیگانہ نہین
لاکہ گلیونمین گزرتا ہی فقیر اللہ کا

چہپ گیا کامل ہر اک ہر ... کہ مرکز
رکہ لیا درویش کی خرقی نی پردہ ماہ کا

ردیف الف

تحفۂ سوسن نے ایسی شام دکھلائی مجھے
چاندنی کی پھول پر دھوکا ہوا مہتاب کا

زخم کا ہونٹوں کی جگہ ہیں ہیں گلونکی داغ ہیں
شکوۂ اعدا کروں میں یا گلا احباب کا

آمد فصل جنوں ہے تا کجا قید نماز
طوق گردن سے اتارا جا ہی محراب کا

میری پہلو میں اگر سوئی نہ وہ آرام جان
خواب میں بھی آشنا ہوں میں نہ فرش خواب کا

وہ بہار آئی کبھی روتی ہوئی ہنسی لگیں
حوض کا فوارہ بنجائی کنول تالاب کا

بحر تیری دیدہ و دل کیا بلا انگیز ہیں
آہ میں آندہی کا عالم اشک میں سیلاب کا

۶

اللہ نے جمال دکھایا حبیب کا
منہ دیکھکر اوٹھی تھی کسی خوش نصیب کا

افسوس ہمنے خط غلامی نہ پایا اوسی
لکھوالیا نہ اوس سے مچلکا رقیب کا

معشوق کی ستم کی حلاوت نہ پوچھیے
شربت ہے جام گل میں لہو عندلیب کا

سنتا ہے کون قافلے میں نالۂ جرس
شور فغان ہے یا دہائی غریب کا

بیمار ہجر کی ہے دوا وصل کا پیام
مکتوب یار ہی مجھے نسخہ طبیب کا

ساقی سے کوئی کہدے کہ اتنا ہے خیال
نازک ہے شیشہ سے بھی سوا دل غریب کا

گھر بیٹھے روز دولت دیدار یار ہے
دروازہ کھل گیا ہے ہمارے نصیب کا

انسان پر کھلی جو نصیحت کا ذائقہ
نعمت سمجھ کی کھا ہی طمانچہ ادیب کا

عناب لب بنفشہ خط ہے ہوا ہے دل
نقش جمال یار ہی نسخہ طبیب کا

مقبول کوئی عرض گنہگار کی نہیں
منہ دیکھتے ہیں میری دعائیں مجیب کا

۶

ایکدن ہوجاےگی گاروشن سیہ کاریکا حال | دونون بغلونمین جریدی ہین کہ جوڑا سانپ کا
جانتا ہون مین تمہی سے اس وذنب کو اہی فلک | میری ڈسنی کی لیی پالا ہی جوڑا سانپ کا
کیا تعجب حسن جانانسی اگر ہو نہہی گزند | خال ہین بچہو کا جوڑا زلفین جوڑا سانپ کا

سانپ کی کاٹیکی لہر آتی ہی جو وصف لف مین
بحر نی پہر تو کوہی مضمون بچہو سانپ کا

۸

بشر روز ازل سی شیفتہ ہی شان وشوکت کا | عناصر کی مرقع مین بہرا ہی نقش دولت کا
ازل کی دنسی غم مشتاق تہا جو سیر کی خلقت کا | بنایا آنسو ونسی گوندہ کر تیلا کدورت کا
مقدر نی دیا ہی ہاتہ مین کاسہ ہلاکت کا | گدا ہون اوس پتی ہی ہکر کا جو ٹکرا ہی آفت کا
رہی سینہ سپر ہر دم یہ جوہر ہی محبت کا | کبہی لوہا نہ مانا یار کی تیغ عداوت کا
دکہایا اوسنی بن ٹہن کر وہ جلوہ اپنی صورت کا | کہ پانی پہر گیا آئینی پر دریای حیرت کا
خدا آباد رکہی کا ہو سکے تو شمر اونکو | ہر اک گہر خانہ شادی ہی ہر کوچہ ہی عشرت کا
شب وصلت تو جاتی جاتی اندہا کر گئی مجکو | تم اب بہرا کرو صاحب سنا کر نام رخصت کا
مری جیب پہ نہ چارہ آنسو بہائی اونسی مرنی تک | ہوا ثابت کہ پانی بہگیا چشم مروت کا
جلائی دوست یا ٹہنڈا کری اوسکی آج جفا | نہ دوزخ سی مجہی نفرت نہ مین مشتاق جنت کا
تہو گا فرق نقطے کا ملا کر دیکہ لی کوئی | مری اعمالنامی سی نوشتہ میری قسمت کا
جو شامل ہی کرم اوسکا تو کیا غم سستی عقبی کا | سیہ نامی سی اپنی کام لونگا ابر رحمت کا
خدا نی دی ہی لذت شعر کی خوشتر تو نکو | لہو کی گہونٹ پینی مین مزا ملتا ہی شربت کا

ردیف الف

ردیف الف

ایسی جھوٹی ہو اگر سچ ہی کبھی ہو بولتے
یار تمکو دل نہیں دینی کا بی بوسہ لیے
اہل دنیا خوش ہوں یا ناخوش ہوں تجھے پروا نہیں
جب تمہاری کان کی بجلی چمک کر رہ گئی
قامت جانان ہی سیل منزل اول مجھی
تاش کا ملبوس چوٹی مین مقرر چاہیے

اعتبار آتا نہیں صاحب تمہاری بات کا
تم جو اپنی گونگی ہو مین بھی ہوں اپنی گھات کا
آسرا کہتا ہی یہ بندہ خدا کی ذات کا
میری آنکھوں نی سماں کہلا دیا برسات کا
کاکل شبگون ہی جادہ وادی آفات کا
چاندنی سی رات دن ہی ہوتا ہی جوبن رات کا

بحر اپنی اپنی قسمت ہی بشکل مہر و ماہ
زر اداسی بخشا اسے کاسہ دیا خیرات کا

۱۰

خدا علیم ہے ہر شخص کے بناوٹ کا
جواب ہو نہ سکا تیری زلف کی لٹ کا
کبھی لبون پہ رکا سینے مین کبھی اٹکا
درد دہن کے لیے خامشی مناسب ہے
بوقت خواب جو زانو صنم کا یاد آیا
مٹا سی اپنی کمک بادلون نے ایسا
عبث رقیب کو ہی فکر آتش افروزی
دو والی او سنی بہری جان پیچ میٹھی ہم
لڑی جو دوست تو جھک کر اڑین یہ آپ ہم

کہو نماز دو سجدے کیے کہ سر ٹپکا
بکل کی سانپ نی باندھی ہی لا کہ سر ٹپکا
تمہاری واسطی کیا کیا نہ شب کو جی بھٹکا
بہی ہی قفل نہیں جسمین کیل کا کھٹکا
اوٹھا سہر ہانیکے تکیے سی شعلہ مرگھٹ کا
صراحیون کی گلی کا بھی ہین سنون کھٹکا
بھہان کہ رنگ ہمارا جما نہ پہر چٹکا
چراغ گور ہمارا دیا ہی جگمگٹ کا
وہ تہاتہ باندھی سی جاکی ہو ہاتھ پالٹ کا

خاک جو ہون تو کیا عجب ابر ہی غبار کا
تحریر جو ہو حال رخ ہماری کہین
بس کا نہ کہ ہی حال کی صفت سبک ہی
داغ ہی کسی عشق کا نقش ہی فرش سے جلا
پھول نظر آوی یار کی جامہ وار کا
ہی فنا کی اطلسی چال کی پڑی پھول نہین
فصل نہین سبزی صف نہین بجلی کی

اسکو ذرا خوف نہین تیغ نظر کا
دیدار کا ہو کا ہے بہت کہا نکا جگر کا
چھوٹا نکلا نہ سینے لگا نہ لگا نی زلفین
معلوم نہین حال نہین ایسے کم کا
عشاق کی تقدیر مین آرام نہین ہے
کیا سوون شب وصل کہ دہر کا ہی سحر کا
کیا مضطرب الحال ہی دل عشق کی ہاتھون
مثل گل بازی نہ ادہر کا نہ ادہر کا

ردیف الف

شور ہے اوس سبزۂ رخسار کا	۱۲	آج طوطے بولتا ہے یار کا
کس ادا سے ہاتھ رکھا قبضے پر		پڑ گیا پتلی مین دم تلوار کا
اشک بی تاثیر سے ہون آب آب		عقدہ ہو ہین آنسوونکی تار کا
بجھگیا میرا چراغ زندگی		دیکھکر وہ قمقمہ رخسار کا
کس مرض کی ہی دوا عناب لب		خط رخ نسخہ ہے کس بیمار کا
اب کی ایسی جا رہی فصل بہار		گل ہی تجھا لہ زبان خار کا
ابرو غلمان ہے وہ محراب در		زلف حورا سایہ ہی دیوار کا
لینی والی لیگئے ہوش و حواس		بک گیا سودا مرے بازار کا
جب مین نکلا خلق نی گھیرا مجھے		میرا سودا قرض ہے بازار کا
ہوی جنت ہی جہری صیاد کی		میری گردن پر ہی حق گلزار کا

آبکاری کی ہو خدمت بحر کو
ناخدا ہے کشتی میخوار کا

جو کوی فاتحہ کو آی نام نہ لی بہار کا	۱۳	کانٹو نپہ کھینچی گا مجھی سبزہ مری مزار کا
وا رے عشق دیکھنا باغ کی سمت اوڑ چلا		پر ہی قفس سی جو گرا بلبل بیقرار کا
جو شمین ساون آچکا بہادون مین تھکا		ہو نہ سکا مقابلہ دیدۂ اشکبار کا
جوم کی پای آسیا ڈہونڈہ وسیلہ رزق کا		شکوہ زبان پر نہ لا گردش روزگار کا
وعدہ ہوا ستم ہوا دیکھی کب وہ آی گا		آنکھو نمین دم ہی آرہا صدمہ ہے انتظار کا

[illegible]

آغاز جوانی ہی مین پیرانہ سری سے
وہ شام ہماری ہی کہ عالم ہی سحر کا

اے بحر نہ لی عارض محبوب کا بوسہ
شبہہ ہی مجھی کان کی مچھلی پہ مگر کا

چلہ کش تر یا دھوا مشتاق ہو کر حور کا ۱۵ کیا سہام اللیل سے تا کا نشانہ دور کا
اک اکدن خاتمہ ہی عاشق مہجور کا
ناتوان پر دانت ہی فیل شب دیجور کا
دید کی طالب کو چشم معرفت مین چاہیے
آتش ہر سنگ مین جلوہ ہی برق طور کا
دل داغ اونکی خنک ہین جو ہین قید نیستی
تیر اسایہ مشک ہی لیکن اثر کافور کا
ہو گئی میٹھی نگاہ یار پیتی ہی شراب
ذائقہ دینی لگی بادام چشم انگور کا
نیش مژگان اوسکی آنکھون نے چبھوئی سقدر
سینہ سوراخون سی چھتا بن گیا زنبور کا
ایکدن ٹوکا تھا اوسکی شعلۂ رخسار کو
بھر دیا لوگون نے انگارون سی منہ تنور کا
رنج ہوتا ہی اگر دلکو تو روتا ہی بشر
آنکھ سی بہتا ہی پانی قلب کے ناسور کا
خود بخود محشر مین جی اٹھی خفتگان نالہ کش
کان پر جون بھی نہ رینگی سننکی نالہ صور کا
کون دنیا مین بٹاتا ہی کسیکا درد دکھ
کون سر پر بوجھ لیتا ہی کسی مزدور کا
دل جلاتا ہی کبھی دل ٹھنڈا کرتا ہی کبھی
گاہ بنتا ہی وہ شعلہ گاہ بگا نور کا
عہد طفلی سی بھری ہین اوسمین باتین نیزیان
اوسکی مٹی کی بھی پر گمان تھا صور کا
تیری تشتو نسی لہو کی سیل جاری ہو گئی
تیغ کھنچے تو نے قشقہ کھینچکر سیندور کا
سرمی کا دنبالہ کیونکر نیش عقرب ہو گیا
یہ شگوفہ ہی تمہاری نرگس مخمور کا

بھکی جیب کر پر مجھی پانی سی پتلا کر دیا — اب یہی رونا ہی اپنی اشک بی تاثیر کا
کان بجتی ہین صدا جھنکار کی سنتا ہون — غل مچا رکھا ہی کسکی زلف کی زنجیر کا
کہہ نہین سکتا جفای چشم فتان یار سی — ہونٹہ سی دیتا ہی ڈورا سرمی کی تحریر کا
شمع روشن کی کبھی گھر مین جو اوس گلرو نے — کام منقار عنا دل سے لیا گلگیر کا
دہوپ مین جب یار نکلا رنگ کندن ہوگیا — جب عرق آیا اوسی روغن کہنچا اکسیر کا
بیٹہکے خط کیا جانی کیا چٹہی پائی اوسکو غیر — وہ صنم ناخواندہ ہی موقع نہین تحریر کا
آدمی کیا دیو ہوتا ہی اطاعت سی مطیع — یہ ہماری تجربی مین ہی عمل تسخیر کا
سلطنت کرتا ہی اپنی بوریی پر فقیر — چہوڑکر عالم کو پایا رتبہ عالمگیر کا
شکر ٹہی جس سی کیی مین وہ کام اچہا نہین — بار الہا عفو بدلا ہی مری تقصیر کا
واہ کس قاتل ادا سی تیغ کہینچی یار نے — بسملونکی حلق سی نعرہ ہوا تکبیر کا
خندۂ دندان نما کرتی ہین محبوب ہم — کیا اثر جاتا رہا ہی نالۂ شبگیر کا
جان کا تن سی نکلنی کو نہین جی چاہتا — کیا محل دلچسپ ہی کیا کہنا اس تعمیر کا
جب جوانی کی حلاوت سیر کرتی ہین یہان — ذائقہ ہونٹہونکو ملجاتا ہے شکر شیر کا

طفلی دبستان دایہ شان رزاقی ہی بحر
ایک قطرہ کو دیا ہی رزق دریا شیر کا

۱۸ کسطرح سوراخ سینہ ہو کسی بے پیر کا — تیر نکلا ہے ہماری آہ بے تاثیر کا
گو وہ چپ بیٹہا ہی پر شوخی کی باتین ہین وہی — ہے لب خاموش مین عالم لب تقریر کا

ردیف الف

[illegible]

ردیف الف

مقصد دارین حاصل ہی عشق ہی اگر
بادشاہ لافتی کا سید لولاک کا

حسن کے آتش کو بھڑکاتی ہین جب ناز وادا
شعلہ بنکر جلوہ دکھلاتا ہی تپلا خاک کا

حسن بنگلو ہی ہٹی کپڑی بہی اونٹی زیب مین
دیکہ گل کی بر مین عالم جامۂ صد چاک کا

آب ہی آئینہ سنگین بہی جسکے روبرو
سامنا ہی آج میری دلکو اوس سفاک کا

ڈوبتی ہی کشتی عمر روان عاشقان
کیا قدم دریا ہی تیری توسن چالاک کا

قطع کر ڈالی چھری لیکر وہ میری بند بند
بند چہولو مین جو اوس سفاک کی فتراک کا

خیر ہو ہم عاشقونکی عشق ہی دریای قہر
ٹوٹتا ہی توڑکی پانی مین دم پیراک کا

بحر ذوق کربلا مکنون خاطر ہی اگر
کیسۂ دل کو سمجھ صرہ ہی خاک پاک کا

تو خدا پہ نرکھو معاملہ دل کا
برا بہلا ہمین ہوجای فیصلہ دل کا

بتو نسے ہی تعلق معاملہ دل کا
خدا ہی شیرین ہی ہو جو فیصلہ دل کا

چلو بلا سی اگر ہی یہ آستین کا سانپ
بغل مین پال کی ہین کیا کرون گلہ دل کا

خیال زلف مین سینی پہ سانپ لوٹتے ہین
دہان مار کا پہالا ہی آبلہ دل کا

سخنون تمہاری کیا اپنی کہون حقیقت حال
تمہین ہے میرے شکایت مجھی گلہ دل کا

خدا یہ نالہ و فریاد سازوار کرے
کہ دل لگی ہی ہماری یہ مشغلہ دل کا

بہٹک کے کوی گیا دیر کو کوی کعبے
عجیب بہول بہلیان ہی مرحلہ دل کا

مین عشق قد مین الف کہینچکر ہوا ہون فقیر
مین زلف یار سی رکہتا ہون سلسلہ دل کا

[illegible]

ای بحر گر خدا یہ توکل حباب وار
خشت جبین ہی توڑ پیالہ سوال کا

۲۲ شہرہ شعرا مین ہو مری حسن عمل کا | اللہ کرے خاتمہ بالخیر غزل کا
پہر طور شب وصل مین ہی جنگ و جدل کا | تم لای ہی حرارہ مری جان آج ہی کل کا
کیا تفرقہ ہی باطن و ظاہر مین تمہاری | دل سنگ سی بہاری ہی تن ہو لسی ہلکا
اس دل کی عوض مانگتی تقدیر سی تہہ ر | کیا کیجیی موقع نہین اب پہیر بدل کا
مین ڈہونڈہتا پہرتا ہون وہ قاتل نہین ملتا | گہہول گئی ہی مری تقدیر اجل کا
غیرونسی وہ اب ترک ملاقات کریگی | لکھوایگا اونسی خط رخسار مجلکا
اندہیر تری حسن جوانی نی کیا ہے | دور خط رخسار ہی یا دور زحل کا
اے جان جہان کم سخنی ختم ہی تہر | لب بستہ دہن ہی کہ نگینہ ہی دو ملکا
ادقات بسر حسن پرستی مین ہوی ہی | ابروی صنم دہی مری فرد عمل کا
مرہم کی عوض زخم پر اب چاہیی تیزاب | انگور مین پایا نہ مزا تیغ کی پہل کا
کیونکر نہو محبوب کی باتون مین حلاوت | لب قند مکرر ہین دہن چشمہ عسل کا
اول سے محبت مین گئی منزل اول | کیا مین ہوا ہمکو سفر پہلی پہل کا

ہم شعر مین بہی کرتی خدا کی ہین ای بحر
تسبیح ہی نام اوسکا وظیفہ ہی غزل کا

۲۳ پیری نی کیا ہی مجہی مہمان اجل کا | یہ قد نگون طاق ہی مرقد کی محل کا

(ردیف الف)

ردیف الف

ہی آج شب عید تری بزم قدم سے — عاشور جسے کہتی ہین وہ روز ہی کل کا
لیا تہر کی آنکھین مین خدا جان بچائے — جو پنجہ مژگان ہی تمانچا ہی اجل کا
ہٹتے ہی نہین وی صنم سی یہ سیہ رو — ٹکی کو سنوار کہا ہی زلفون نے ڈہونڈہلکا
کیا روز جدائی بہی ہی پی نور مکدر — خورشید پہ ہوکا ہی کہ ذرہ کوی جہلکا
دل میرا چرایا ہی نہین پوچہتا کوئی — ہے وزد حنا چور نصاری کی عمل کا
اچہونسی بری ملی بنالیتی ہین جوڑا — مکار مہوس ہین زمانہ ہی دغل کا
طاعات ریائیکا اثر داغ جبین ہے — اللہ نی کالا کیا منہ اہل دغل کا

اسی بحر میں اشعار دہ ہین جنمین مزا ہی
عرفی کے قصیدے کا نظیری کی غزل کا

صلہ اسوقت ہین شاعر نہ ڈہونڈہی شعر موزونکا — ۲۰ لکہا ہی ہنس کی قسمت مین دانہ مرغ مضمونکا
کرونمین تیرہ بختی کا گلہ یا دور گردونکا — شب نا سعدی دیکہا نہ منہ روز ہمایونکا
زہی ساقی کہ اپنی بادہ خواران محبت کو — دیا شیشہ دل محزونکا ساغر چشم پر خونکا
کسی موقع پہ اپنی شہسواری بن نہین پڑتے — الف ہوکر گرا دیتا ہی گہوڑا بخت وا ژونکا
کبہی تقدیر پر تدبیر کو غالب نہین دیکہا — یہان خشت جبین سی توڑتی ہین خم فلاطونکا
کرو اندیشہ اپنی پستی ہمت سی نہ روا لو — لپٹ جائی نہ پتسی کوڑیالا گنج قارونکا
دوشالہ اوڑہ کر غرا نہ کر ہم چرمیوشوں سی — درفش کاویانی سی ٹرہا رتبہ فریدونکا
فقیری تو ہین وانا بہی ہو تو منہ کی کہاتا ہے — لہ باغ سبز ہی آہر دمیکو کہیت گیہونکا

انشاء

اشارے غیر سے کرتی ہو تم ہم سب سمجھتے ہیں | کہو کہ دین تمہارا ابرو کی بیت مژون کا
جنون کیا گہرے باہر یا دین کہوں سے آتے | نہ رستا کوہ کا معلوم ہے مجکو نہ ہاموں کا

طبیعت بحر کی روشن ہوئی جب وصف ابرو سے
ہوا فانوس مصراع مہ تو شمع مضمون کا

٢٧

کبھی دیکھی جو عالم اوس پری کی زلف شبگونکا | بنی لیلی وہ سودائی مٹا دی نام مجنونکا
خدا حافظ ہے اسکی کاکل پیچاں کی مضمونکا | اثر اس سانپ کے پہنکار سے ڈرتا ہے افسونکا
تہ شمشیر کہ دونگا گلا وہ منہ تو دکہلائے | بہت ہیں تشنۂ دیدار ہوں اوس تشنۂ خونکا
عدم کو جائینگے یہ کی لاشے ہم شہید و | نہ پوچھو آب تیغ یار کی دہارا ہے جیحون کا
عجب انداز سے ساقی نے دیکھا وقت سیخوارے | گلی میں ہو گیا پہندا وہ ڈورا چشم میگونکا
صنم سے خستگان خاک فریاد کرتی ہیں | ہمیں سچ نے نہیں دیتا ہے نالہ تیری محزونکا
گلا ہے آتش گلزار تیرے برخلافی کا | جلایا آشیان میرا نہ گہر صیاد کا پہونکا
لہو ہو کر جو تو ہر وقت آنکہوں سے ٹپکتا ہے | پڑا ہے تجہہ ایدل صبر میری جان محزونکا
حسینان جہان کب جان کے دولت لٹاتے ہیں | لیا بوسہ جو ہمنے قفل توڑا گنج قارون کا
تمہاری ہجر میں ہم پر عجب راتیں گزرتی ہیں | شفق جب شام کی پہولی ہوا سامان شبخونکا
عبث انجم شفقدنکی وصل سے مرتی ہیں کوئی | ہوا پیوند کب سر دہی سے بید مجنون کا
خدا کیواسطے بیمار ہوں میری طرف دیکھو | تمہاری سر کی کا ڈورا مجہے گنڈا ہے افسونکا
سنو اے بحر ہمسائی اپنی اداسی کی دیکھو | کنی ہر ایکی ہے یہی تو قطرہ ذرہ گلکونکا

ردیف الف

۲۹

نہ پوچھو حال مجھ حزیں کا فریفتہ ہوں کسی حسین کا
اسیر ہوں زلف عنبریں کا قتیل ہوں چشم سرمگیں کا

ہجوم اندوہ و یاس کا ہی اب ایسی چھاتی میں کیا فزا ہے
کمال دنیا سی اٹھ گیا ہی کہیں ہی رتبہ نہی زمین کا

بیان کیا کیجیے مصیبت کسی پہ کیا زور ہی قسمت
نہ مجکو اغیار کی شکایت نہ شکوہ محبوب نازنین کا

خدا کری مغفرت ہماری کہ ہم ہیں ہی تین دن میں تنہا ہے
غضب ہے اس دلکی بیقراری الٹ نکالی طبق زمین کا

مقام افسوس ہی کہ ہمدم سفر سی اپنی ہوتی محرم
ٹھہانسی آئی کہاں چلی ہم کہو نہ احوال کچھ کہیں کا

پڑا ہوں گوشی میں جو بیکار انہ کسیکا کوی ہی یار
نہ گرد دامن ہی ہر نوکا نہ صندل جبین ہمنشین کا

کبھی فغانکا ہی شعلہ اوٹھتا کبھی تڑپتا ہی قلب میرا
کبھی ہو نہیں صاعقہ فلک کا کبھی ہو نہیں زلزلہ زمین کا

یہ کوچہ عشق ہی وہ ڈہرا کہ منہ گیا میر دل کا غرا
ہوا رہ کفر کا وہ ذرا جو تہا ستارہ سپہر دین کا

وہ زلفیں بکھری ہوی ہیں مشکنافہ کی خاک اوڑ رہی ہیں
حیا کا پردہ اوٹھا کی آنکھیں یوسف کہنچیں غزال چین کا

چہو اکسینی جو دل لگی سی تو زہر چڑھ گیا وہ جی
کبھی نہ کیلا گیا کسی سی وہ سانپ ہی زلف عنبرین کا

کسیکا یہ حسن بی بہا ہے کہ مہر صدقی قمر فدا ہے
ازلکی دنسی چمک رہا ہی ستارہ محبوب مہ جبین کا

کلام جس شخص سی کیا ہی غلام اپنا بنا لیا ہے
عقیق لب نے مٹا دیا ہی اثر سلیمان کی نگین کا

نمونہ باغ ارم کہیں ہم کہ صاف سنبل ہی زلف پرخم
لبوں میں گلبرگ کا ہی عالم عذار میں رنگ یاسمین کا

جو گرمی آئی تو آہ کیا غم تمہارا حسن جلا ہی گلشن کہ ہم
کہ چشم ترکی مدد سی ہر دم بہرا ہی مشکیزہ آستین کا

بیان اوسکا ہو کس زبان سی کہلا زمین یا کہ آسماں سے
مکین کا ہی نشان مکانسی مکانسی ہے پتا مکین کا

یہ وقت غفلت نہیں ہی جاناں کوی گھڑی کا ہی بس مہماں
شکار ہوتا ہی طائر جان لگا ہی صیاد دم پسین کا

ردیف الف

٣١ بیان بربادی وطن کا شغل ہی یارو نئی انجمن کا | نہیں ہی چرچا کسی سخن کا کہلا ہی دفتر غم محن کا

دکھا کے انداز تن بدن کا دکھا کے بل زلف پر شکن کا | بٹھاتا ہی سکہ بانکپن کا مزاج کہوتا ہی سیمتن کا

زمانہ تیر نگہ کا بسمل نشانہ ہر اک شکار کا دل | وہ چشم و ابرو ہین دونون قاتل جو تیر ہی تیغ ہی تلے ہی کلاہ بانکا

خفیف قدسی ہوئی صنوبر سبک ہوئی گل لو نسی گل تر | وہ جب گیا سیر کو چمک کر چراغ گل کر دیا چمن کا

برای بری ہی ہماری قسمت سفر مین ہی سفر کی رحمت | کبھی جو بیٹھا غبار غربت تو شعلہ اٹھا غم وطن کا

کسی کہا ؤ نمین داغ اپنا نہین ہے پرسان کوہی کسیکا | چراغ لیکر ہزار ڈہونڈا مزاج پایا نہ انجمن کا

خزان نی لوٹا بہار کا گہر نہیں بوٹا نہ گل صنوبر | ہوا وہ سب گاؤ خورد دفتر اولٹ گیا ہی تختہ چمن کا

یہ دل ہی خار بستہ طبیعت کہانکی خلوت کہانکی جلوہ | نہ مجکو گہر بیٹھنی کی حسرت نہ مجکو ارمان انجمن کا

نہ پوچھی میرے دل کا جوہر یہ لعل یاقوت سے ہی بہتر | بنائی اسکو اپنا زیور نگین ہے اکبر کی نورتن کا

ہوا جو اس چاند سی مقابل تو ہو گیا نور ماہ زائل | ہوئی سیہ وہ دماغ حاصل گمان ہمکو ہو گہن کا

جو دار فانی مین گہر بنائی نہ گنج مرقد کو بہول جائے | بنائی پوشاک تہان لائی خیال رکھی کفن کا

اگر شہادت کا ادعا ہی سلاح پہنا خود کا شتار وای | بہت یہ نازک مقدما ہی اٹھانا احسان تیغ زن کا

اگر کمر قتل پر ہی باندہی تو یہ وصیت ہی تسی میرے | کہ مٹی دینا غبار خط کی چہڑکنا پانی چہ ذقن کا

خموش مٹھی ہو گیا غضب ہے مزاج کیسا ہی کچہ تو کہیے | سمجھ گیا مین جو خال لب ہے قفل ہی دروازہ دہن کا

کہو کہاں ہی بحر حال اپنا فقیر کسنی تہین بنایا
جبین پہ قشقہ کمر مین تسمہ بغل مین مینا گلی مین منکا

٣٢ سرو مین رنگ ہی کچہ تری زیبائی کا | جامہ گل مین ہے جہا یا تری رعنائی کا

[illegible]

ہم ہی یکسین ستم انداز ہین کیا کچھ نہین — کھیلیے جلکے شکار آہوے صحرائے کا

گل نوہ ہرا غنچے شمع ہر محفل مین — جلوہ ہرجا ہی مری شاہد ہرجائے کا

دل مجنونکی بدولت ہوی تکلیف معاف — مین تو قائل ہوا دیوانی کی دانائی کا

آج کیا نغمۂ من کنت سنون ایساقی — بندہ قائل ہی ازل ہی سی مولائی کا

جام نقارۂ شادی ہی مجہی ایساقی — قلقل شیشہ ہی نغمہ ہی شہنائی کا

ہاتہ آتا ہی مقدر سے ہمای دولت — جال کس کس نی بچہایا نہین دانائی کا

بادہ خوار یکی یہ تعزیر ہی خمیازہ نہین — مار ڈالی کا شکنجہ مجھے انگڑائی کا

بیکسی نے مجھے درگور کیا ہی ایسا — مردی دم بہرتی ہین مجہ زندگی تنہائی کا

بحر اب شمع بصارت کی ضیا زائل ہے
نام عینک سی ہی روشن مری بینائی کا

۳۴

خرابی لا ہی گا اکدن فراق دیار جانی کا — ہماری قصر تمکین جا ہی جہیلا نشانی کا

دکہایا دست ویانی زور عالم ناتوانی کا — ہماری ساتی کو عجمی ہی جسی پہلوانی کا

گہلی جاتی ہین تی روتی ہم شبہای فرقت مین — ہوا ہی یہ دم تحریر شمع زندگانی کا

ضعیفی آ ہی جاتی تہی بیٹہی ہی بہر ہین باعث — قد خم گشتہ ہی یا حلقہ ماتم جوانی کا

کسی آفت زدہ کو پوچہتا ہی کون عالم مین — بجز گلخن کو ہی خواہان نہین برگ خزانی کا

کہین تنکی فی ہی روکا ہی بیا کی ورطہ کو — بہا لیجای گا مجکو پسینا ناتوانی کا

فروغ حسن پر جتنی تعلی ہو مناسب ہے — تمہاری تل مین روغن ہی چراغ آسمانی کا

ردیف الف

[illegible]

کھلا نہیں آتی نان داغ مجکو تپ فرقت
قمر سر پر لیتی ہی خوان میری مہمانی کا

چراغ ناف کی بتی کہیں گریبان دیکھو
بنا ہی شعلہ جوالہ نیفہ سرخ جانی کا

تال کار اس ست تاسف کا جلا جل ہے
سند ہا ہی پشت غم پر ساز میری شادمانی کا

سی مژگان جانان میری تحریکو تو ہمت ہے
بڑا ہی سحر زن عیسی میں دم راز زندگانی کا

جلاؤں شمع کاشانی میں کیا چشم تر دہ ہے
نہ بھڑکی دلمیں پروانیکی شعلہ گہبانی کا

طبیعت بحر کی ہر چند ہی ہر رنگ میں یکتا
مگر بلبل کی صورت معترف ہی بیزبانی کا

ردیف الف

۳۶

بیٹھا ہے پلنگ آج لب بام کسیکا
تڑپا ہی گا شب بھر مجھی آرام کسیکا

جیکی ہے رہو بحر نہ لو نام کسیکا
ایمان کسیکا ہے نہ اسلام کسیکا

نکلا تری ہاتھوں نہ کبھی کام کسیکا
یوں بچا یا نہ تابوت بھی دو گام کسیکا

دنیا سی یہ نفرت ہی کہ اب لیں بھی
منہ دیکھیں کسیکا نہ سنیں نام کسیکا

یہ ہونٹھ نہ بولیں کلمہ بد یہ دعا ہی
یہ کان سنیں کوی نہ الزام کسیکا

ٹوٹا جو کبھی شیشہ سے آی یہ آواز
اس بزم میں معمور رہا جام کسیکا

ہم قید یوں تک باد صبا بھی نہیں آتے
پونہچا ہی کسی گل کو جو پیغام کسیکا

دنیا سی سفر شبنم و خورشید کے مانند
ہی صبح کسیکا تو سر شام کسیکا

ہملوگو نکی جو بات ہی وہ بی بہر پائے
آغاز کسیکا ہے نہ انجام کسیکا

دیوانی ہیں وہ لوگ جو گل کہاتی ہیں ادہم
غمخوار نہوگا وہ گل اندام کسیکا

۳۸

جوبن کا دور معجزہ اے یار ہو چکا
طوطی خط کو آئینہ رخسار ہو چکا

آیا نہ زوال لٹ گئی دولت ہی حسن
برخاست لوگ ہو گئی دربار ہو چکا

نالوں سے کیا جگایئے خفتہ نصیب کو
مردے کی نیند سویا ہے بیدار ہو چکا

تم کیا کرو گی صید بھڑکتی ہو خود ہی
شہباز حسن ایک کا طیار ہو چکا

ابرو کا بیچ مری ہاتھ آئی یا نہ آئی
مہر بیچ کر مین وسکا خریدار ہو چکا

وگنا قفس سے رنج ہو اصحن باغ مین
پہوٹے جو ہم تو موسم گلزار ہو چکا

ساقی صلاح کی ہی تو منہ سے لگا دے خم
دو چار جام سے تو مین سرشار ہو چکا

ق
پہیلا کے پاؤں چین سے آرام کیجیے
رفع ملال آپکا ای یار ہو چکا

جسکے فغاں سے نیند نہ آتی تھی آپکو
وہ شخص فن بہی پس دیوار ہو چکا

ساقی ترا کریم ہی نومید ہو نہ بحر
کوثر کا جام حصۂ مے خوار ہو چکا

۳۹

امور خیر مین کچھ اہتمام ہو نہ سکا
مآل نیک ہو جس کا وہ کام ہو نہ سکا

بغیر منزل اول قیام ہو نہ سکا
جب آیا کوچ کا دن پھر مقام ہو نہ سکا

ہر ایک مرتکب معصیت یہاں سے گیا
کسی بشر سے فرشتی کا کام ہو نہ سکا

قدم کسیکی نہ ٹھیری جب آب و دانہ اٹھا
گہر سے بطن صدف مین قیام ہو نہ سکا

شراب آب خجالت نگاہ مین ٹھہرے
کہ چشم یار سے ہمچشم جام ہو نہ سکا

نزاکت اوسکی قدم چومتی ہی دیکھا ہے
کڑی یہین لی جسدن خرام ہو نہ سکا

آدمی گردش ایام سے غافل نہ رہے
شام کیا ہوگا خدا جانے سحر کیا ہوگا

دلبلی سوی فلک کہتے ہیں جس سر تسے
پنبۂ مرہم کافور تسمر کیا ہوگا

یہ جگہ وہ ہے فرشتوں نے گنوئین جہاں کی
پاک آلائش دنیا سے بشر کیا ہوگا

سو کبھی بھی نہیں دیتے ہو جو تم سیب ذقن
کس مرض کی یہ دوا ہے یہ ثمر کیا ہوگا

دل لگایا تو ہے پر چین نہیں جا کے گھڑی
یہی دھڑکا ہے مجھے آٹھ پہر کیا ہوگا

خالق اوس شک مسیحا کو سلامت رکھے
مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا

کوچ کرتا ہوں سو منزل درگاہ کریم
فکر اعمال عبث زاد سفر کیا ہوگا

وصل کی شب ہے یہ کہدی کوئی گھڑیالی سے
نہ بجاؤگی اگر آج گجر کیا ہوگا

فاحشہ خانہ برانداز ہے ہرجائی ہے
گھر میں دنیا کو جو ڈالونگا تو گھر کیا ہوگا

مختصر کیجیے سو باف مری سر کی قسم
بہاری جوٹی ہے بہت حال کمر کیا ہوگا

شہرم بالونکی سپیدی سی ہو کیا رونے مین
دہوپ سی خشک بھلا دیدۂ تر کیا ہوگا

بیوفا کو جو کلیجا بھی کھلا دین اپنا
لب و دندانکی طرح شیر و شکر کیا ہوگا

غم ہے ای بحر تری بے سر و سامانی کا
ہو گی کیونکر تری اوقات بسر کیا ہوگا

ردیف الف

۱۴۱

صحبت سے کاملونکی جو کامیاب ہوگا
ہر جزو کل ہی کا نقطہ کتاب ہوگا

جس ذرا پہ پڑ رہو تو بے نقاب ہوگا
چمکیگا اپنا سودا داغ آفتاب ہوگا

اپنا ہو آپ قائل مٹی ہین جیتے جی ل
تو ہا بیۂ کعبۂ دل حج کا ثواب ہوگا

ردیف الف

جذبۂ شوق تم کہا ئینگے کہان دیکہو | سینی مین دل کی جگہ تیر کا پیکان ہوگا
کون ہمدرد ہی اُس کا جلی گا غم ہی | کون خبر شمع مرنجاک یہ گریان ہوگا
ننگ و ناموس خدا را مرا دامن چہوڑین | دل بہت تنگ ہی چاک گریبان ہوگا
کون سی رات قدم رنجہ کروگی صاحب | کسدن آباد مرا خانۂ ویران ہوگا
منہ وہ آنچل سی چہپانا مجہی یاد آتا ہے | نہ جدا دیدۂ خونبار سی دامان ہوگا
دشت گرد دیکہو ہی اللہ دکہائیگا بہار | آبلی پہوٹین گی ہر سبز بیابان ہوگا
دیکہکر عارض جانان کو ہر اک کہتا ہے | منہ ادہر مہر کریگا تو پشیمان ہوگا
کیا خبر تہی کہ دل آئیگا یہ تجہ ادا بت | کہ ترا رشتۂ زنار رگ جان ہوگا
دیکہنی والی حجاب وسکا اوٹہاتی ہین عبث | انکہون پر پردے پڑینگی جو وہ عریان ہوگا
زلفین سو پیچ سی لیتی ہین بلائین منہ کے | جو اسی دیکہی گا سو جان سی قربان ہوگا
چال تلوار کی چلتا ہی وہ دہقان زادہ | کہیت رستی مین پڑیگا جو خرامان ہوگا
سبز صحرا کی مری دلین جہی ہی ایسی | آبلی سی نہ جدا خار مغیلان ہوگا
بندہ کہتی ہی تجہی جوبن کی ہوا دنیا مین | گل تری آگی چراغ مہ کنعان ہوگا
گل پہیلائیگا اسیری مین ہمارا رونا | خونفشانی سی قفس تنگ گلستان ہوگا

نقش بر آب ہوی ہجر مین روتی روتی
بحر ہمسا ہی کوی عاشق گریان ہوگا

لاکہہ پردو مین وہ چہپ کر روبرو ہو جائیگا | ۴۳ | محمل لیلیٰ غبار آرزو ہو جائیگا

خوبی قسمت سے مجکو عیش غم ہو جایگا
دل اگر خوش ہو کسی کی بھولی گا دم ہو جایگا

ایکدن افسانہ اپنا حال غم ہو جایگا
جسم گھل گھل کر رگ خواب عدم ہو جایگا

ایکدن غدر خطا ہوگا لب سوفار پر
تیر مانند کمان خجلت سے خم ہو جایگا

عشق ہے مثل زلیخا تو وہ یوسف ہے غلام
داغ دل کھوٹا نہ ہوگا تو درم ہو جایگا

کیا ابھی سن سن ہے اے دل محبوب کے نام خدا
بارہ برس آئی دو قد شمشیر م ہو جایگا

خوشۂ لاتقنطوا کی یاد میں بیٹھے رہو
میکشو داماں ترا بر کرم ہو جایگا

تیغ کی نیچے ہی سر رکھکر یہیں پائینگے ہم
ای اجل تیغا در باغ ارم ہو جایگا

کہانی والی چاٹ کر اوڑ جائینگی وقت قتل
کشت منعم کی لیے ٹیڑی حشم ہو جایگا

شوخیاں اس طفل آتشباز کی لکھ دیکھی
ہاتھ میں پھول کاتب کا قلم ہو جایگا

اوس بچے کی آہ میں اے دل سمجھ کر پاؤں رکھ
دیدۂ عفریت ہر نقش قدم ہو جایگا

دیکھکر رو دیگا برق انداز میں وہ صید بین
دیدۂ بندوق مثل زخم نم ہو جایگا

خون بلبل لائیگا رو رسیہ گلزار پر
ہر ورق پھٹ جایگا تختہ قلم ہو جایگا

حال گر دشمن اپنی دیوانگی کا پوچھیگا وہ شوخ
کو بکو پھرکی وا نقش قدم ہو جایگا

منعم اکدن آبرو ریزی کی برسات آئیگی
زر کو پر لگجائینگی جگنو درم ہو جایگا

ہم فقیر اللہ کی جھوٹی صدا دیتے نہیں
جو ہمارا جام بھر دیگا وہ جم ہو جایگا

جس صنم کو دیکھیے بنکر خدا بیٹھا ہے وہ
دیر بھی ای سجر گر پڑ کر حرم ہو جایگا

[illegible]

بڑینگی ہاوسکی طالب صفحۂ عالم میں ہر گردان
قدم پرکار کی مانند بی منزل نہ ٹھیریگا

بنا جمشید کا کاسہ نہ سکندر کا آئینہ
کسی معلوم تہا یہ دل کسی قابل نہ ٹھیریگا

اگر ایسی ہی گرمی ہی گل رخسار جانانمین
برنگ دانۂ اسپند منہ پرتل نہ ٹھیریگا

وہ آب تیغ جسدم فی سبیل اللہ کریگا
یقین ہے کوی مستسقی لب ساحل نہ ٹھیریگا

عبث لیلی کی پیچہی دوڑتا ہی قیس دیوانہ
ہوا پر ہی بگولی کیطرح محمل نہ ٹھیریگا

تمہارا پاس ہی جانا اگر آسان گنیگا
تو اپنا دم نکلنا ہی ہمین مشکل نہ ٹھیریگا

خزانمین ہولسی تپی جدا ہوتی ہی دیکھے
ہزار احباب ہون کوئی دم مشکل نہ ٹھیریگا

نکرتا خیر دم بہر ہاتہ کا زرف کی مین
ہتھیلی پر شعلہ زال کا غافل نہ ٹھیریگا

جگر مین داغ ٹھیرا ہی تو اعضا کی جاتا ہو
یہ شعلہ ہی خس و خاشاک کی شامل نہ ٹھیریگا

دیار عشق مین ای یحیجر کس سی کیجئی نالش
عدالت ہی ضلالت ایک بہی عادل نہ ٹھیریگا

مضحکہ جب اشک بی تاثیر ہونی لگا
مثل اشک اپنی سینی مین تیر ہونی لگا ۴۷

پہر دل سودا زدہ غونچہ کا گہر ہونے لگا
گہر اوجڑ جائیگا غولونکا گزر ہونی لگا

جب بہار آئی خزان انکہونکی بیچی پہر گئے
جب کہلا صد برگ سونکڑی جگر ہونی لگا

شانسی پیدا ہی سر احسیان یار تسے
جب ہوا مین کہل گئی کاکل حیوز ہونی لگا

بار احسان کب اٹھا سکتی ہین ہم ناتو انچر
غیر کی تنکا اوتارا در ہونی لگا

بڑہتی جاتی ہی نزاکت یار کی بالونکی ساتہ
جہونک لفونکا بہی اب بار کمر ہونی لگا

[illegible]

ردیف الف

فرد تھی وہ بیت ابرو حسن کی دیوان مین
چڑھ گئی غصی سی بھون مصرع مین سکتا ہو گیا

اوڑ گئی غوغ بی بھی سرسی جب چلی باد وبال
تاج شہ کو موج گل آندھی کا جھونکا ہو گیا

گور مین آخر سلایا انتظار یار نے
دیدۂ مشتاق مجکو قبر کا ڈھیلا ہو گیا

تنکی چنتا باغ سی نکلا مین دیوانونکی شکل
یون تھی باد خزان مجکو چھپٹا ہو گیا

نیمچی کے جھونک سی بیکل کلائی ہو گئے
مین نی کہا یا زخم اوسکا ہاتہ جھو ہو گیا

زیور گل باغ مین پہنا جو اوس محبوب نے
نخل گل ایسا کہا پہولونکا دونا ہو گیا

بڑھ گئی عزت جو گل پہنکی اوس محبوب نی
بحر نے یہ آبرو پائی کہ دریا ہو گیا

۴۹ خط مہری وصل کا آیا اچنبھا ہو گیا
اکیا نگین خاتم قسمت دو پلکا ہو گیا

شعر گوئی مین ہمارا بول بالا ہو گیا
گوشہ گرد و مین دو مضمون ثریا ہو گیا

تم گلی سی لگ گئی ٹھنڈا کلیجا ہو گیا
میری لمین جو پھپھولا تھا وہ اولا ہو گیا

طرۂ حسن اوس صنم کی سر پہ زیبا ہو گیا
زلف کالی ناگنی جوڑا کنہیا ہو گیا

ہی یہ سامان تباہی ایکدل فکر ین ہزار
اب جہاز زندگی لشکر کا بیڑا ہو گیا

ہی ہزار اور بر پتش آتش رخسار یار
جالگیا پانی نگہ تو دست بیضا ہو گیا

جان قالب مین ٹھہری رقص جانان دیکھکر
مجکو گھنگرو اوسکی سارنگی کا لہرا ہو گیا

جوش وحشت اکطرف دی محبت اکطرف
پھرون روتا ہوا مین پر غم مین مجھے گیا ہو گیا

محفل ناقدر مین ای بحر بے قدر گیا
ذرہ قطرہ نمین ہوا ذرہ نمین قطرہ اگیا

کل فرشتونکا گزر ممکن نہ تہا جس بزم مین
اوس محلمین آج غولونکا گزارا ہوگیا

رشک بہر آتی ہین دیکہی سی جمال آفتاب
روئینگی آنکہونکو ہم جسدن نظارا ہوگیا

جسم دم بہر جان کو چہوڑی بہت آسان ہی
ہجر اوسکا کسطرح مجکو گوارا ہوگیا

جنبش مژگانکی صدقی کیا سخن کی احتیاج
قفل مطلب کو کلید اوسکا اشارا ہوگیا

جسکے دامن سی لگا بحر تباہی مین پڑا
جس کناری پر مین جا پہونچا وہ دہارا ہوگیا

کیا سخنگوئی نہ جب لطف سخن ہمپر کہلا
معنی اشعار گونگی کا اشارا ہوگیا

بیقراری قلب کو خواب عدم مین بہی ہی
چارکی کاندہی جنازہ کا ہلورا ہوگیا

جب سنی فصل خزا مین مینے فریاد ہزار
غنچۂ دل چاک ہو ہو کر ہزارا ہوگیا

گہری لی نکلا ہمین آخرکو یہ جوش جنون
قابل بازار اب سودا ہمارا ہوگیا

چرخ نے حرف غلط آسا مٹا رکہا ہمین
نقطۂ شک اپنی طالع کا ستارا ہوگیا

عیش کے لذت ملی خوان قناعت پر ہمین
عید کا چاند اپنی روٹی کا کنارا ہوگیا

وای محرومی نہ پہونچی چشمۂ مقصود کو
سوکہی گہاٹون تشنہ کا منہ کا اوتارا ہوگیا

آج تمنی پی شراب ای بحر جاکر باغ مین
دانۂ انگور پر کیا استخارا ہوگیا

۵۲

آئی خزان ہزار کا دل آب ہوگیا
روز وصال گل شب سرخاب ہوگیا

ساقی شبونکا عیش ہمین خواب ہوگیا
آب سیاہ ہجر مین سرخاب ہوگیا

مسدود ہجر مین رہ آرام ہوگئے
پتلی کا خال قفل در خواب ہوگیا

ردیف الف

گہل گہل کی تیری عاشق گریان کا تن
کاشانۂ حباب کی دیوار ہو گیا

نکلے جو رو نکھٹی گئی رخسار کی بہار
ہر گل کو میل راہ خزان خار ہو گیا

خالی پڑی ہین دام و قفس صیدگاہ مین
ای مرغ دل کہان تو گرفتار ہو گیا

دل بلبلونکی آتش گلنی جلا دی
افسوس باغبان نہ فی النار ہو گیا

تہوڑیسی حسن پہ ہی بہت یار کو غرور
ابرو جو کج ملی تو کماندار ہو گیا

ہمنی ہما کی ہاتہ نہ بیچین یہ ہڈیان
گتا جو اوس گلی کا خریدار ہو گیا

بیڑا چڑہای ابرو جانان کمان کا
عالم کی دلمین تیر قزہ پار ہو گیا

دو گام چل کی اوسنی کہای جو نقش پا
ہر دیدۂ تدرو قمر زار ہو گیا

سبزہ کی سیر زہر ہوی عشق زلف مین
کنگہی کا پہول مجکو سیہ مار ہو گیا

ای عندلیب تیرا کلیجا سراہی
تیغ خزان سی میرا دل افگار ہو گیا

کہولی کمر جو اوسنی کمر باندہی قتل پر
خونریز خلق غنچۂ گلنار ہو گیا

خوش رنگ کیا ہی ہونٹہ تمہاری ای پری
ہر لعل داغ سینۂ کہسار ہو گیا

شاید ہماری ہو لو مین تشریف لائینگی
آنیکا فصل گل مین ہی اقرار ہو گیا

دریای عاشقی کا کنارا نہ پوچہیے
ای بحر جو کہ ڈوب گیا پار ہو گیا

۵۴

آشکارا ہجر و بر کا حال مجہر ہو گیا
دلکو آئینہ بنا کر مین سکندر ہو گیا

وصل کی شب کو جو آزردہ وہ دلبر ہو گیا
چاندنی کا کہیت گویا صبح محشر ہو گیا

ردیف الف

مین وہ بلبل ہون کہ میری داغ دل کی ہے بہار
شعلہ شمع سحر ہر اک گل تر ہو گیا

ترک دنیا سے خوشی اس مرتبہ حاصل ہوئے
اپنی جامی سے ہر اک درویش باہر ہو گیا

صنع خلاق جہان ہی خوبروؤن کا جمال
سبزہ کیا نکلا کہ مینا آئنے پر ہو گیا

سادے کپڑے نگینے پر زر فروغ حسن سے
موتی کا ہار پہنا سلک گوہر ہو گیا

مہر آئی آسمانکو میری مشت خاک پر
پہیل کر نور قمر مرقد کی چادر ہو گیا

زخم کہاتا ہے ہزارون بے سر گرم وفا
آتش خنجر مین مرغ دل سمندر ہو گیا

شک ہوا گاو زمین کا ثور گردون ہی مجھے
پست اسد رتبہ مری طالع کا اختر ہو گیا

تل گیا نظر و زمین تو شبکو جو کوٹھی پر عرب ہا
تیرا پلہ پائے مہ کے برابر ہو گیا

دیکہتے ہی یار کو بہولا مری خط کا جواب
ایسی آنکہین پہر گئین طوطا کبوتر ہو گیا

یار تیری زلف کی تعریف سنکر بحر سے
غیر رنگت ہو گئی کافور عنبر ہو گیا

٥٦

مجکو جسدن سے سیہ کاریکا دفتر ہو گیا
میکدہ میری تجہے بتکدہ گہر ہو گیا

رات بہر تڑپا کیے ہی یا بسمل کیطرح
تیغ کا ڈورا ہمین ہر تار بستر ہو گیا

بحر و بر مین سب کو تیری فی اتنی اسہی
در صدف مین قطرہ زیرہ غنچی مین زر ہو گیا

دیکہکر زلف سیہ کو چشمہ رخسار پر
غرق ماری شرم کی دریا مین عنبر ہو گیا

یار کی بالی مین جہمکا قدرت اللہ نے
عقد پروین کان مین زہرہ کی زیور ہو گیا

حسن کا اک شعبدہ ہی جوا داہی یار کے
کہل گیا جوڑا جو مین عقرب سے اژدر ہو گیا

ردیف الف

آتش تر روشنی آنکھوں کی تھی آمجی سبب
جام کیا ٹوٹا چراغ انجمن گل ہو گیا

واہ کیا ہی ہی تمہاری شمع قد کی روشنی
گھر ہمارا نور کی فانوس بالکل ہو گیا

کسقدر مستی ٹپکتی ہی تمہاری چال سی
پاؤں سی جو نقش چھوٹا ساغر مل ہو گیا

رات کو یاروں کی جلسی مین جو آ بیٹھا شوخ
پھر جو دیکھا رنگ محفل کا تبدل ہو گیا

کوی گردن کا ہوا عاشق کوی خسار کا
شمع پروانہ ہوی پروانہ بلبل ہو گیا

یار او تری خنجر پاے وفا دانسی بحجر
خنجر جلا دیتمکو آہنی پل ہو گیا

۵۸

ایک ذرہ کا جو ذرہ حال روشن ہو گیا
تل کا دانہ دیدۂ عارف مین خرمن ہو گیا

اوس سراپا نور سی محفل کا جوبن ہو گیا
یار آبیٹھا کہ فرش جہاڑ روشن ہو گیا

روپ بدلا پانی زیور سی جو بن ہو گیا
کانکی نیچی سی منہ کا رنگ کندن ہو گیا

جبکہ تخفیف گنہ فرمائی اوسکی عفو نے
بوجہ اعمال سیہ کا خال گردن ہو گیا

کام دانی کا دوپٹا رکھ دیا جب فرش پر
چاندنی کی کھیت مین تاروں کا خرمن ہو گیا

ہم ہین بعد از مرگ بھی محو تماشای بہار
جب غبار اپنا اوڑا دیوار گلشن ہو گیا

جھانک کر دیکھا جو اوسنی ہم نشانہ ہو گئے
چھری ذرتی نگلنی بندوق پروزن ہو گیا

جوش نظارہ ہی تیرا ایسی نگاہین ہو گئین
پردہ ہر آنکہ کا چھن چھن کی چلن ہو گیا

بادشاہی یا گدائی جو بن آئی کر چلی
ربع مسکون چار دن اپنا بھی مسکن ہو گیا

مژدہ باد ای خاکساران محبت مژدہ باد
کوی آفت خیز مین اپنا بھی مسکن ہو گیا

اشک غم فرقت مین رفتہ رفتہ باران ہوگیا ۶۰ پہیلکر کالی گہٹا داغ عزیزان ہوگیا

بیوفائی نی رکہا اوسکی الفت مین مزا دل ہوا کہٹا ترش سیب زنخدان ہوگیا

اسقدر برسای موتی چشم گوہر بار نی چرخ پر پانی سی پتلا ابر نیسان ہوگیا

آہ بی تاثیر کی شعلی کو ہی ایسا حجاب برق کی مانند چمکا اور نہان ہوگیا

فقر کا یہ چہو مزا سلطان ابراہیم سی چہوڑکر شاہیکو درویشی کا خواہان ہوگیا

ذوق میخواری مین کچھ خوف خدا ہتا نہین رہن میخانی مین اپنا دین و ایمان ہوگیا

اوستمگر اتہو اپنی زخمیو پر رحم کر بہر گئی زخم جگر خالی نمکدان ہوگیا

دل تڑپتا رہگیا دشت و جبل کی سیر کو لغزش پا کا برا ہو پا بجولان ہوگیا

لکہنؤ پر آگئی کیسی بلای انتشار دفتر گلزار اوراق پریشان ہوگیا

کیا تڑپ ہی ذبح جو بلبل ہوا گلزار مین دامن گل پر لہو اوڑکی افشان ہوگیا

ذرہ ذرہ ریسی ہی دشت عاشقونکا سو دل جب اوڑی خاک اپنی گرد و جراغان ہوگیا

رتبہ یہ روشن کلامی سی ہوا انجام کار
بحر اک ذرہ تہا اب مہر درخشان ہوگیا

تاب حسن مرتبہ بالی کا عالی ہوگیا ۶۱ خرمن ماہ درخشان گہٹ کے بالی ہوگیا

نو می پر جیسی اسپند تاری توڑ کر رشک ماہ چاردہ جام ہلالی ہوگیا

وہ جب آیا فاتحی کو ہمنی آیہ مین پڑہین پتہر اپنی قبر کا روضی کی جالی ہوگیا

جبین ابرو نی دکہایا اوٹی سفی کا اثر یار کا نقش جمالی بھی جلالی ہوگیا

اقرار وصل کر کی پہر انکار ظلم ہے
تم کیا پلٹ گئی کہ کلیجا الٹ گیا

آلودگی کیواسطے اپنا بناؤ تہا
نکہری یہ ہم کہ جامۂ ہستی چکٹ گیا

ہمراہ میری کون چڑہا کوہ عشق پر
فرہاد ایک تیشی مین ستی سی کٹ گیا

وہ بوی لطف لف طبیعت مین اب نہین
کیسا تہا عطر جا رہی زمین چکٹ گیا

تنخواہ گالیونکی نہ چڑہ کر ملی کبہی
جب سی کی اوٹہی نوکرونمین فرد کٹ گیا

قاتل مین یہ کسے بہی تہی ہوا میری قتل کی
خود آستین چڑہ گئی دامن سمٹ گیا

تاریسی لالہ زار شفق کو خجل کیا
افشان جہپی تو چاندنیکا کہیت کٹ گیا

ہاتہ آکی وہ نکل گئی ای بحر کیا کہین
دل ہاتہ بہر بڑہا تہا کئی ہاتہ کہٹ گیا

۶۳

خالی کا چاند آپکی فرقت مین بہر گیا
اب تک نہ آی یہ بہی مہینا گذر گیا

ہم جان پر بہی کہیل کی جیتی نہ بازی سی
ہمنے یہ داؤ بڑہ کی لگایا تہا ہر گیا

جن جن کی دانی شیخ نی سبحہ بنا لیا
گر کر جو میری تاک کا خوشہ بکہر گیا

کہتا ہی کوی عیب مجہی کو ہی کو مکن
عہد شباب خلق مین بدنام کر گیا

تیر نگاہ یار کو تار نفس کہون
گذرا جو سینی سی تو مین جیسی گذر گیا

گل تنگ حوصلہ تہا نہ دولت بچا سکا
سونیکا ایک کہا کی نوالا ابہر گیا

عاشق کی خوبصورتی اندوہ وغم مین ہے
رنگت جو زرد ہوگئی چہرہ نکہر گیا

صدمے مجہی فلک کی فلاخن کی یاد ہین
پتہا اوٹہا تو جان سے پتہر مین ڈر گیا

زار ایسا ہون کوی بولا مجھی غش آ گیا
جسنے دامن سی ہوا دی جسم لاغر اوڑ گیا

یار کی زلفونسی دلکا چھوٹنا دشوار تھا
کیا ہی پھنسکر یا الجھکر مین کبوتر اوڑ گیا

بحر اشکونکی شکایت کیجیی یا آہ کی
بلبلا صا ہون کا بنکر مرا گھر اوڑ گیا

٦٥

زیر سر پہٹ پہٹ کی سارا بالش پر اوڑ گیا
ہم یہ تڑپی ہجریان ہو ہو کی بستر اوڑ گیا

ناتوانی مین بھی ہون چالاک مثل برگ کاہ
جب ہوا آئی مری گھر مین مین باہر اوڑ گیا

گیا شب غم مین فقط پران ہو ہوش و حواس
خواب بھی آنکھونسی مثل چشم اختر اوڑ گیا

آدمی کیواسطی دنیا مین بہر زینت نہین
صورت رنگ حنا جب ہاتہ سی زر اوڑ گیا

یار کو جب مینی خط لکھا تماشا دیکھنا
خلق بازیگر کی کابک سی کبوتر اوڑ گیا

گرمی رخسار سی کافور ٹھنڈا پڑ گیا
جلکی زلفونسی دہوین کے شکل عنبر اوڑ گیا

مین گرفتار قفس وہ مرغ آتش بال ہون
صاعقہ چمکا فلک پر جب کوی پر اوڑ گیا

مین ہون وہ آہوی مخمور دہ بہر جیب کر
پرتو آئینہ سان سد سکندر اوڑ گیا

فرقت ساقی مین موج نشا خنجر ہو گئے
شیشۂ گردن سی اپنا کاسۂ سر اوڑ گیا

غافلو سنگین عمارت ایکدن برباد ہے
دیکھ لینا پنبہ آسا سنگ مرمر اوڑ گیا

خانہ باغ عیش مین جسدن چلی باد خزان
بوریا گھر مین ہا فرش مشجر اوڑ گیا

ای امیرو راہ دنیا مین نہ جم خم سے چلو
پاؤ مین ٹھوکر لگی تو سر سے افسر اوڑ گیا

بحر دو دن بھی رہا مجکو نہ شغل اشک و آہ
پانی ہوکر بہہ گیا مین خاک ہوکر اوڑ گیا

ردیف الف

واعظ ہماری آگی مذمت شراب کے
کیا خوب نشا ہمنی پیا تو بہک گیا

تمہیں نثار ہونگی نکرتی تہی عرض ہم
اب تو تمہین یقین ہوا اب تو تہک گیا

کس شوخ بد مزاج سی صحبت ہوئی نصیب
لتی لیی مری جو دوپٹا مسک گیا

پہر یاد آگئی مجہی ناگن سے زلف یار
پہر زہر عشق ساری بدن مین چہلک گیا

تا عمر وصف یار کی لکہا پڑا کیے
چلنی لگی زبان اگر ہاتہ تہک گیا

ہم عاشقون کیواسطی پوشاک ننگ ہے
کی جسنی اپنی جامہ دری عیب ڈہنک گیا

کوثر کا جام اوسکو الٰہی نصیب ہو
کوئی شراب میری لحد پر چہڑک گیا

میدان عشق مین نکوی ساتہ دی سکا
طبقہ زمین کا پاؤن تلی سی سرک گیا

گجرا جو ہاتہ مین ہی تو بدہی گلی مین ہے
بجلی کمر کبہی کبہی نوچا لچک گیا

بیٹہی کبہی جو یار کی دیوار کی تلی
سایہ نہ سر پہ نخل سی ٹہیرا سرک گیا

اپنی شعر ای پاک کا شاگرد ہون مین بحر
تعلیم جو اودہری ہوا مین وہ بک گیا

۶۸

دل میرا لیکی پہر مری سر سی ٹپک گیا
کیا کہدیا رقیب نے کیا جیمین تہک گیا

شکوہ جو روی یار سی آنچل سرک گیا
اک نور چاندنی کی طرح سی چہٹک گیا

دولت کسیطرح نہ رکی گہر سی جب چلی
کاڑا زمین مین جو خزانہ سرک گیا

روشن ہو کیون نہ داغ کی سکو نسی نام عشق
چلاکی خدانی جسکو دلی وہ چمک گیا

نکلا کبہی جو سیر کو با چشم خونفشان
ساری سڑک کو خون جگر سی چہڑک گیا

ردیف الف

انسان ہے بڑی ہی جہلا وہی کیا ہی وہ
جب ہاتھ ہمنی یار پہ مدا لا نکل گیا

مژگان یار کا جو چہرا رخ پہ غم ہوا
پلٹن نکل گئی کہ رسالا نکل گیا

شاید کہ آب تیشۂ فرہاد اشک تھے
کیا کیا پہاڑ کاٹ کی نالا نکل گیا

بعد فنا ہوئی ہی جہانگشت سیر خاک
دم کیا نکل گیا کہ سلا نکل گیا

لی یار سیری سینی مین ٹھہیرا نہ ایکدم
ہرچند مینے دلکو سنبھالا نکل گیا

ای بحر کشتہ ہو گئی ہم بچ رہا رقیب
میدان امتحانسی نرالا نکل گیا

تیری گلی سی جان بلب اک ناتوان گیا
کیا جانین اوٹھ کی جیار کی کاندھی کہان گیا

رسوا کیا نہ عشق نی مجکو کہان کہان
پیچھے مری گئی یہ بلا مین جہان گیا

مجھ ناتوان کو دیدۂ گریان نی کھو دیا
کیا جانون بھکی آنسوؤمین مین کہان گیا

گل سے نہ عندلیب کو صحبت ہوئی نصیب
صیاد ظالم آیا اگر باغبان گیا

اللہ ری سوز عشق تری سر بلندیان
زیر زمین جلا مین فلک پر دہوان گیا

اک بادشاہ حسن کی نالش خدا سے ہے
ڈنکی کی چوٹ عرش پہ شور فغان گیا

قسمت نے باغ خلد سی بھی دل ہٹا دیا
مین اس چمن سی داغ بدل لالہ سان گیا

دیکھی گی سر رقیب کا بندگی یا دمن
جسدن فراخ ہاتھ سی ایجان جان گیا

دولت ہماری یار کی قدمونکی ساتھ ہے
پیچھی وہان گئی وہ جہان مہمان گیا

جب خال سر پہ بیٹھی محبوب پر بنا
گلدستے پر بلال برای اذان گیا

چھریونکی دستے بنگئے سوفار تیر کی
ضایع نہ مجھ قتیل کا اک استخوان گیا

ردیف الف

چل بسا جوبن تو کیا معشوق بن میں رہ گیا
داغ حسرت بنکی منہ کا تل بدن میں رہ گیا

حل ہوا کب خال کا عقدہ سخن میں رہ گیا
یہ الاچی دانہ شاعر کی دہن میں رہ گیا

نیمچہ کھینچکر جو دست تیغزن میں رہ گیا
آتے آتے آب خضر اپنی چمن میں رہ گیا

مٹ گیا حرف غلط کی شکل کاہش سے بدن
صورت معنی میں لفظ پیرہن میں رہ گیا

جب لکھا حال کمر سکتہ نہ نکلا شعر سے
جب کیا وصف دہن عقدہ سخن میں رہ گیا

جامۂ ظاہر پرستی سے نہ باہر ہو سکے
زندہ خلعت میں ہا مردہ کفن میں رہ گیا

میگساران سخن بھر بھر چکے اپنا قدح
اب ہمارا دور آخر انجمن میں رہ گیا

مشتعل ایسا ہوا اپنا گل داغ جنون
پنبہ زار استخوان جلکر بدن میں رہ گیا

شعر کو ارباب معنی کہتے ہیں سحر حلال
اسم اعظم کا اثر نقش دہن میں رہ گیا

جب کھلا میری سیہ کاریکا دفتر حشر مین
آتے آتے آفتاب اوسدم گہن میں رہ گیا

ہم اگر بیر العلم اسکو کہیں تو ہے بجا
ای پری رو جو گرا چاہ ذقن میں رہ گیا

تم نے گوری گوری ہاتھوں سے جو مٹی دی ہمیں
نور چھن چھن کر ہمارے اپنی کفن میں رہ گیا

وضعداری نے چھپایا عیب مجھ دیوانی کا
پردہ عریانی کا ثابت پیرہن میں رہ گیا

پھنس کے ہم دام محبت میں نچھوٹے لا علاج
زلف کی جھولے نی مارا دل شکن میں رہ گیا

وای غربت اسطرح نکلا میں جیسے بوی گل
ای جنون جوڑا اگلی کا بھی وطن میں رہ گیا

دشت وحشت میں نہ میرا ساتھ کوئی دے سکا
جنگلوں کا فاصلہ مجھ میں ہرن میں رہ گیا

گھٹ گیا ابر بہار اوٹھکر تو یہ ثابت ہوا
آتش گل سے دھوان ہو کر چمن میں رہ گیا

وقت آخر ہمین دیدار دکھایا نگیا
ہمسے دنیا سے گئے آپ سے آیا نگیا

رازپوشی سی کبھی ہاتہ اوٹھایا نگیا
نبض دکھلای مرض اپنا بتایا نگیا

پھوٹ نکلی نہ مُرکی سینی کی اندر خوشبو
مشک تھا داغ محبت کہ چھپایا نگیا

میرا دل کسنی لیا نام بتاؤن کسکا
مین ہون یا آپ ہین گھر مین کوی آیا نگیا

ہاتہ اوٹھا بیٹھی ہم اس زندگی شیرین سے
غم جدائی کا یہ تہا تلخ کہ کھایا نگیا

جب کیا قصد کہ احسان نکالو مین
آبرو گھٹنی لگے ہاتہ بڑہایا نگیا

آج وہ حال ہی اپنا جو کسینی پوچھا
ہو گئے قفل دہن شرم بتایا نگیا

رنج یونہی چاہو محبت مین تو راحت سمجھی
دُکہ اوٹھایا کبھی دل اوس سے اوٹھایا نگیا

کچہ نہ پوچھو لب شیرین کی حلاوت ہمسی
یہ وہ حلوی ہی کبھی بانٹ کے کھایا نگیا

حیف آنکھون نے بھی دیکھی مری تشنہ لبی
منہ مین پانی قطرۂ تر سی چوایا نگیا

ناتوانی کا برا ہو ہم اودہر کو جو چلی
تیور آ گئی گر گر پڑے جایا نگیا

مغز چاٹا کیی اندر ز نصیحت والے
غم ہمارا کسی غمخوار سی کھایا نگیا

دوست کب دوست کا ہوتا ہی محل آ رحمت
سو گئی پاؤن تو ہاتھو سی جگایا نگیا

کب حرارہ دل بیتاب کا رونی سی گھٹا
شعلۂ برق کبھی منہ سے بجھایا نگیا

آمد یار کی کیا نہ سنی گرم خبر
عمر بھر راستہ دیکھا کوی آیا نگیا

جسکے جویا ہوی ہم ڈہونڈہ نکالا اوسکو
عقل گم ہی کہ مزاج آپکا پایا نگیا

اوسکے کوچی ہی ضعیفی مین بھی اوٹھی نہ قدم
سر پہ دہوپ آگئی دیوار کا سایا نگیا

ردیف الف

تیر مارا نہ یار نے خنجر
اک ادا سے مجھے تمام کیا

قتل ہوا کیا منصب پایا اللہ ری عاشق کی جو شے
جان تو قاتل پر صدقے کی تیغ کو انعام کیا

ہاتھ و بیر تو بہی کو اٹھایا طاقچہ پہ رکہا مصحف کو
دل لینے تو بکا کلمہ پڑہا عاشق نی ترک اسلام کیا

رنج و الم مین عمر بسر کے قسمت کا شکوہ کیا
دن کاٹے آشفتہ سیری مین کچہ نہ غم ایام کیا

اوسنے تو بی پروای بہت کے تمنی ہی ہی عمر
جان لبو پر آری پر اوسکو آنیکا نہ پیام کیا

بحر نی کام اچھا نہ کیا بیباک ہوی بدنام ہوی
کم ری بر کیون جام کشی کی آپکو طشت از بام کیا

شکست و رنجت مین ہین بیکلیف مینا نیکلیان کیا کیا
بغیر روح ہین تنکی خرابیان کیا کیا

تلاش یار مین ہین بیقراریان کیا کیا
برنگ باد صبا ہون روان دوان کیا کیا

کبھی ستارہ جو میری نصیب کا چمکا
چراغ پا ہوا شدید بر آسمان کیا کیا

خزان گلونکی عدو باغبان عنادل کا
چمن کے ساتہ اوجڑتی ہین آشیان کیا کیا

اگرچہ جلتی ہین گہر کہ کی لو بیان ٹہنڈی ہے
امنگ رہی ہین مانی کی نوجوان کیا کیا

ہمارے یوسف دلکا کہین پتا نہ ملا
روان دوان ہی ہی اونکی کاروان کیا کیا

کلام کرتی نہین باغ حسن کی بوٹی
پکارتے ہین دوالی مین بوٹیان کیا کیا

کوئی نہ مرتہ بہا تا ہی اب انکھون پر
ہمارے اوڑہ گئی دنیا تعلی ردان کیا کیا

شگوفونکی ہی ہری ڈالیونمین کیفیت
نکال لای ہین قلمین گلابیان کیا کیا

گران ہین بیڑیونسے زلف یار کی کڑیان
اوٹہا ئے بوجہ یہ مجنون ناتوان کیا کیا

ہے خدا کی حفاظت مین مشت خاک اپنی
ہوا و حرص کے اوٹھی ہین آندہیان کیا کیا

ردیف الف

قارون نے سر اپنی خزانا اوٹھا لیا	۷۹	ہنسے جو خرچ پاس کے گھر کا اوٹھا لیا
کیا بات تھی کسینی جو بوسطلب کیا		ہونٹوں سے نے قتل عام یہ بیڑا اوٹھا لیا
مین کس بلا سی ہجر کی شب کو شال دون		پھر موت ہی نہین جو یہ صدما اوٹھا لیا
عاشق مین زور قدرت پروردگار کا ہے		گردونسی بھی جو بوجھ نہ اوٹھا اوٹھا لیا
ایسا مین ناتوان ہون پونہچا اوکھڑ گیا		جب ہاتھ مین خلال کو تنکا اوٹھا لیا
کچھ صرف ہو تو کیون نہ خبر آی یار کی		قاصد نی تھیلی دمڑی مین توڑا اوٹھا لیا
کچھ کم نہین ہے نال سے بہول اوسکی ہاتھ مین		وسنے چھڑی کی دھمی تو اکا اوٹھا لیا
نفرت ہماری خاک سی باقی ہی یار کو		رکھا قدم تو پایچہ اپنا اوٹھا لیا
ساہو نکی عاشقی مین دوالی نکل گئے		جم ہوگیا فقیر پیالا اوٹھا لیا
تیر قرہ بھی لیس ہی میری قتل پر		ابرو کی تیغنی تو ہی بیڑا اوٹھا لیا
مرکر بھی بیٹھہ لگتی نہین ہے زمین کو		عاشق کا جبن تو نی خدایا اوٹھا لیا
لیا کیا فریب کی فری لوٹتی ہین ہم		گولی بچا کی کبھی گولا اوٹھا لیا
ہمسے نہ ہو غبار یہ باور نہین ہمین		کو تمنی خاک پاک کا کنٹھا اوٹھا لیا

ای ہجر اوسکی عشق مین اللہ موت دی
جسنے کہ مر کے اپنا جنازا اوٹھا لیا

گھبرا کی ضبط سے جو دل اپنا اوٹھا لیا	۸۰	نالون نی سر پہ عرش معلا اوٹھا لیا
اس باغ مین چلی ہی ہوا اتہام کی		چوری لگی گلو نکی جو بیٹا اوٹھا لیا

بہلا ہی آنکہ مین جادو کہلا اشارہ سی
بہت کمر کی لچکنی کا ہی خیال اونکو
چڑہا خمار جو سر پر اوتر گئی عزت
اوٹہا کی داغ لیا حق سعی کا پیسا
ہوا کو جان دی ہینی زمین کو مٹی
معاف کیجی خدانی ضعیف پر تکلیف

زبان کا فرہ بیزبان سے کام لیا
جو دو قدم بھی چلی پانچونکو تہام لیا
عمامہ رکہ کی گرو ساغر مدام لیا
نہ مرتشی کیطرح ہینی زر حرام لیا
ادا کیا دم رخصت جو قرض وام لیا
ستم کیا اکراب دست و پاسی کام لیا

قسم کہاونگا تیسون کلام کی ای حجر
کسیکا خواب مین بوسہ تو لا کلام لیا

۸۲

سخت صدہونکی تلی دل ناشاد آیا
عقل کے جال مین کب حسن خداداد آیا
وہ فسونساز محبت جو مجھے یاد آیا
آبرو نشتر فولاد کی اللہ رکہ لے
بنگیا شعلہ جوالہ فلک کا دورہ
ناموافق ہے بہت کوچہ جانانکی ہوا
جذب وحشت نے دکہایا اثر مقناطیس
نقشہ کہنچنے ندیا نازنی بدلی سو رنگ
ناتوان ہوکی نہ وار اسیری ہو ہم

پہر آئی مری گہر مین جو صنم یاد آیا
اوڑگئی ہاتہونکی طوطی جو وہ صیاد آیا
سامنے بنکی پری شعلہ فریاد آیا
جبکہ ہم مین نرہا خون تو فصاد آیا
منہ سے باہر جو کبہی شعلہ فریاد آیا
گل خندان مین گیا نکہت برباد آیا
رگ بہڑکتی نہ لگی دیر کہ فصاد آیا
بہر گیا گہر کو خجل ہوکے جو بہزاد آیا
لغزش پا ہوی زنجیر تو حداد آیا

اصل کو اپنی نہ بہولا کسی عالم مین یاز
تتبیہ ہوتی نہ ہی زاغ کمان کا طعمہ
واقعی منزل ہستی ہی مقام غفلت
موت کو بدشگنی جانکے ایسا بہولے
صورت لعباب کے انکہونکی تلی پہر نی لگے
قد آدم کوی شعلہ جو بہڑک کر اوٹہا
ملک الموت بس اب سیٹ نکہا ئین مجکو
سرو و شمشاد کی پود ہی جو نمودار ہوی
چہوٹی گند ہوئی ہوی یار نی گہلوا ڈالے

جب مجکو خلع ہوا ملبوس کہن یاد آیا
واہ کب مین تجہی و تیر فگن یاد آیا
جو یہان آیا اوسی شہر وطن یاد آیا
گور یاد آی کسیدن نہ کفن یاد آیا
آگیا منہ کو کلیجا جو وطن یاد آیا
اوس پریزاد کا بیساختہ پن یاد آیا
جان پر بنگئی اوس گال کا ذقن یاد آیا
تیرا بوٹا سا قد ای رشک چمن یاد آیا
رحم آیا کوی محبوس رسن یاد آیا

بجز ین آہ بہری تمنی اور آنسو بہر لای
بیٹہی بیٹہی تہین کیا مشفق من یاد آیا

اک خاک کی تپلی کا وہ جوبن نظر آیا
عشاق کی دل کا جو نظارہ کیا ہی
کچہ ایسے گلے پڑگئی ابرو کی محبت
سی بیٹہی آنکہو نکو تماشای جہانسے
گلہای شہادت ہوی مجبر جو نچہاور
جب اپنی گریبان مین منہ ڈال کی دیکہا

۸۴

خورشید چراغ تہ دامن نظر آیا
پہر کوی دیکہا کوی آہن نظر آیا
تلوار کا ڈورا رگ گردن نظر آیا
ہر موی فرہ صورت سوزن نظر آیا
پہیلا ہوا تلوار کا دامن نظر آیا
دلسے نہ زیادہ کوی دشمن نظر آیا

ردیف الف

کبھی جو یاہی کی لہرائی جو اٹھ آئی وہ شب جائی
فسوں کیسے پڑھو نہ یہ گیت بنائی جہلا وہ نکہر ستار آیا

چلے جو عاشق تیر خنجر ہوا وہ سر سبز سرخ ہوکر
چڑہا سر ویکا اگر سنا نپر نہال الفتمین بار آیا

اسی سمجھتی ہین جو ہین غازی کہ سر کٹتا ہے سرفراز
کریگا کیا کوئی عشق بازی ہین جان بدبہار آیا

ہوی یہ برباد زندگانی رہی ہستی کچہ نشانی
صبا نے ہرچند خاک چہانی نہ ہاتہ مشت غبار آیا

چاہنے والی چاہتی تہی گلی کا ہار اپنا کر کی رکہیے
دی نہ کس کسنی اسکو رہا گئی تو دم مین گلعذار آیا

وصال محبوب کی تمنا کسے پر اظہار کی نہ جہلا
قرار عدین مینی پہچا جو کوئی اختر شمار آیا

چہک رہے ہین چمنمین بلبل مہک رہے ہین کہلی ہوی گل
چہلک رہی ہین پیالہ مل خوشی ہی بہار آیا

بتاؤ ای بحر اپنی جہلی سی نہی جھی دل لگی کی
خوش آئی صورت کسی پری کی سی یہ تمکو بہی پیار آیا

ردیف الف

۸۶

محبوب خدائی تجہی نایاب بنایا
قد سرو کیا رخ گل مہتاب بنایا

جب کچہ نہ بنی عشق نے بیتاب بنایا
خود بنگیا شعلہ مجہے سیماب بنایا

اوس حسن کی دریائی جو بہر کر مجہی دیکہا
موج قدم ناز کو گرداب بنایا

سرمست شہادت ہین تری عشقمین ساقی
آب دم خنجر کو مے ناب بنایا

آگاہ کیا عشق نے قانون وفا سے
جب ناخن شمشیر کو مضراب بنایا

سب عضو بدن شمع صفت بہگئی گہلکر
اس سوزش دل نی مجہے سیلاب بنایا

اک رات اوڑائی نہ مزی دختر رز سے
ساقی نی بط می کو بہی سرخاب بنایا

جسم ایسا دلکنا ہی کہ کپڑی جو حباب اوٹہے
نینو کو تری حسن نے کمخاب بنایا

۸۸ کبک و طاؤس ایکدن مین یار کی نخچیر پا — ہین جہڑی دو ہری کمان مین اونگلیان تیر پا

پاؤن کو ہبر چالگا ہی ضعیف و زار ہوتن — چین پیشانی ہوی گویا خط تقدیر پا

سیر کو نکلا جو مین دیوانۂ آتش قدم — اگ جنگل مین لگی اللہ ری تاثیر پا

کیا رہا وارثون نصیبونکو کریگا انقلاب — ہتہکڑی زنجیر ہوگی ہتہکڑی زنجیر پا

مین بچہا دیتا ہون آنکہین جب وہ کرتا ہی خرام — تلیونپر کہینچ دی تا نقش پا تصویر پا

عرش پر پہنچی ہوی نعلین جسنی سر کی — یو جہیے موسی سی او سن محجوب کے توقیر پا

حور کی گالونکو نسبت اوسکی تلوونسی نہین — کیا ید بیضا سی دون تشبیہ ہی تحقیر پا

خون کا دریا بہیگا یار تیری چال سی — عاشقونکو موجۂ رفتار ہے شمشیر پا

بوسہ دینکے طریقی پر قدم پڑتا نہین — دست مسکا سے سوا ہی یار کی تاخیر پا

سن رہا ہون یار کی باتین قدم اوٹھتا نہین — ہوگئے جادو بیانی سی یہان تسخیر پا

کوچہ گردیسی سیصوت قدم رکتی نہین — کاٹ ڈالون اپنی کونچی ہی یہی تعزیر پا

توڑ پہرتا ہی اپنی پاؤن گلیو مین گدا — بوریے کا نقش کیعن کرتا نہین تسخیر پا

دم خفا ہوکر ہمارا طوق گردن ہوگیا — نازکی جواونکی آنی مین ہوی زنجیر پا

جا دو معجز نمائی پر جو وہ رکہی قدم — لے ید بیضا سے بیعت یار کی تنویر پا

بس گیا ای بحر اوسکی چال پر جب قسیم رز
میسر کے کفش پانے دی آواز شمشیر پا

۸۹ دو شکل سرو قمر گہات پر نہین آتا — کبہی ادہر ای وہ جالی نظر نہین آتا

قطعہ

در و بام کا مجکو خواہاں نہیں ہیں
مری آشیاں نے میں بنایا تو ہوتا
کلیجے کو مرا داغ [illegible] سنایا تو ہوتا
نہیں یہ بھی شکوہ [illegible] تو ہوتا
کوئی جا لے [illegible] آیا تو ہوتا
کبھی [illegible] کبھی بر روز [illegible]
کبھی در دیر اپنا بنایا تو ہوتا
گلہ ہی مجھی نہیں مرغان گلشن
مجھے آج [illegible] پر جلایا تو ہوتا
کوئی پری داغوں کا قرہ بنایا

رشک بلقیس کو لکھتا ہوں کچھ اپنا احوال		نامہ بر آج مرا مرغ سلیمان ہوتا
آہ سوزاں کی ہوائی نگئی تا بفلک		چرخ چرخی کی طرح سے شرر افشاں ہوتا
شور چشمی صنم سے جگر افگار ہوں میں		دل لگے بدلی مری پہلو میں نمکداں ہوتا
سوزش دل کو بہت ضبط کیا ہے میں نے		دیکھتی آگ برستی جو میں گریاں ہوتا
ہو نہ یہ جیتے جی میں کیا کیا مجھے ان ہونٹھوں نے		زہر کھاتا تری شکر کا نہ خواہاں ہوتا
رات کو یار کے چہرے سے دہن سرکا		اپنی ہالی میں قمر سر بگریباں ہوتا

بحر کہیں وسے اعمال مجسم اپنے
آدمی مجکو سمجھتا جو وہ انساں ہوتا

دم مرگ بالیں پر آیا تو ہوتا	۹۱	مرے منہ میں پانی چوایا تو ہوتا
یہ سچ ہے وفادار کوئی نہیں ہے		کسی دن مجھے آزمایا تو ہوتا
تسلی نہ دیتا تشفی نہ کرتا		مرے رونے پر مسکرایا تو ہوتا
مجھے اپنی فرقت سے مارا تو مارا		دم نزع مکھڑا دکھایا تو ہوتا
غلط ہے کہ مردہ نہیں زندہ ہوتا	ق	تو میرے جنازے پر آیا تو ہوتا
دہیں چونک اٹھتا میں خواب لحد سے		مرا شانہ تو نے ہلایا تو ہوتا
ہوا عید کے دن میں قربان تجھ پر		بلا کر گلے سے لگایا تو ہوتا
مرے قتل پر تم نے بیڑا اٹھایا		مرے ہاتھ کا پان کھایا تو ہوتا
وہ ہنستا نہ سنتا ہو سن تو نرمی		مرا حال ہمدم سنایا تو ہوتا

ولہ

جگہ جگہ پڑیگا جو سودا بہار میں ہوتا
یہ داغ بھی کسی پھولوں کی ہار میں ہوتا
کبھی تو دور مغاں روزگار میں ہوتا
پیالہ ہاتھ میں شیشہ کنار میں ہوتا
اثر جو اشک میں ہوتا تو صورت ساحل
وہ بحر حسن ہمارے کنار میں ہوتا

ردیف الف

[illegible]

بہلا ہوا کہ نہ مجسی ہوا حساب کتاب	شمار جرم نہ روز شمار مین ہوتا
ہماری دل سے کے نہ جوہر کھلی حسینو نپر	کبھی نہ آینہ دست نگار مین ہوتا

خدا سے عشق صنم مین کہی گلا ہی بجر
یہ دل ہماری بہی کچہ اختیار مین ہوتا

۹۲

وہ وحشے ہی دل عاشق کہ قابو ہو نہین سکتا	مسخر شیر ہوتا ہی یہ آہو ہو نہین سکتا
کوی گل تجسی ہمو سن ای سمن بو ہو نہین سکتا	کوی کانٹا تری لالی ق ترازو ہو نہین سکتا
کبھی تسخیر وہ افعی گیسو ہو نہین سکتا	شکن ہی نقش ردّ سحر جادو ہو نہین سکتا
تری جہوٹہی صبوحی کی ہمین ہاتہ بہیلاتا	شہ خاور کا پنجہ شل ہی چلو ہو نہین سکتا
چکو آغوش مین کسطرح اوڑکر چاند کوکی	نہو جس تک رسائی اوسیہ قابو ہو نہین سکتا
کوی مصرع بطرز مصرع ہبنی نہین ہوتا	کوی مطلع بشکل بیت ابرو ہو نہین سکتا
بصارت ہو تو پہر دیدار اوسکا بالمشافہ ہے	کہ انکار فرائین ما تولوا ہو نہین سکتا
فروغ ماہ کیا ہو رو بروہ اوس رخ کی ہے	مقابل نیّر اعظم سے جگنو ہو نہین سکتا
دہن مین چشم سوزن مین نظر کوبی نہین ہی	کمر مین بال مین فرق اک سرمو ہو نہین سکتا
کبھی گلبن بہاری مین کبھی بوٹی خزانی ہی	دو فصلی ہی مزاج باغ یکسو ہو نہین سکتا
مری ملین ہو خال صنم نقش حجر ابتو	خدا کے گہر سے باہر اب یہ ہندو ہو نہین سکتا
ازل سے قاتلوںکو نقش خوبی سی ہی محرو	کسی تلوار کی پہی پر ابرو ہو نہین سکتا
نہ ہاتہ آئیگی اوس انگیا کی چڑیا بجر	قرد کنیا نبلے اسا ہو انسو ہو نہین سکتا

خون عاشق پر کمر باندھی ہی تو ہی خونریز ہو	تیغ مصری حلق پر ہوتی ہی تو سر بانکتا

کیا خبر تھی عاصیونکی ہی دعا مقبول ہی
بحر دنیا کی بکھیڑی سی فراغت مانگتا

۹۵

پھر اولٹ کر جو خبر میری مری جان لیتا — سانس اولٹی نہ مریض تب ہجران لیتا
وہ جو زنار پہنتا تو رگ جان لیتا — سر پہ شقی کی بدل خون مسلمان لیتا
ملک گیری پہ اگر سیانسی جانان لیتا — مورچہ تیغ کا اقلیم سلیمان لیتا
آستین سے نکلا ساعد رنگین اوسکا — آڑی ہاتھوں مجھی ای پنجہ مرجان لیتا
کیا کہوں کوئی خریدار محبت نہ ملا — بیچ کر جان میں اک بوسۂ جانان لیتا
اگر ابرو نہ در خدنگ کو تیغا کرتے — مورچہ مجھسی بھی میں صف مژگان لیتا
کیا خبر تھی کہ جلائیگا جنانہیں ہی مجھے — یادگار یکوبین کہیں داغ عزیزان لیتا
کس نا کس کو ڈبو کر ہوا بابی مشہور — بہیٹ مجکو یہ تر اچاہ زنخدان لیتا
پیرہن تیرا وحشت سی بچاتا کیونکر — میں جو دہنکو چہڑاتا وہ گریبان لیتا
شرم غنچی کو رہی تیری دہن سی ورنہ — کہلیونہیں وسی ہر اک گل خندان لیتا
حیف زاہد نی کسی گل کی حکایت نسنی — بخدا بیچ کی قرآن گلستان لیتا
تیری وتری ہوی پوشاک جو دیدی ہوتی — یہ کر ندار کلہ مہر درخشان لیتا
دیکھنا جیکی جلانیکا مزا گلچین ہی — کوئی دو بیک کی او بیچ مرغ خوش الحان لیتا
لی نکلتا تری کوچی سی جو میر الاشہ — اسپ چوبینکا مزہ تن بیجان لیتا

ردیف الف

۹۷
وہ ہین یہ مردمک دیدہ پر آب گھٹا ۔ کہ جنکے سامنے ہوتی ہی آب آب گھٹا
بخار میکدہ سے ہو جو فیض یاب گھٹا ۔ بجاے آب کرہی بارش شراب گھٹا
فراق مین ہی یہ جانکو عذاب گھٹا ۔ دخان نار سقر ہی مری حساب گھٹا
مقابلہ جو ہوا میری چشم گریان سی ۔ رخ فلک کا ہوا خال یہ سحاب گھٹا
حضور دیدہ پر آب پانی بہرتی ہی ۔ یہان نظر مین ہی مشکیزہ پر آب گھٹا
وہ بال کھولی ہوی چڑہ گیا جو کوٹھی پہ ۔ فلک سی ہو گئی کافور مشک ناب گھٹا
وہ دانہ ہو نمین کہ جسکی بہار عنقا ہی ۔ وہ کشت ہون کہ جسی ہے پر غراب گھٹا
ہزار بار گرچ کر برس گئی لیکن ۔ نہ میری دیدہ تر کی ہوی جواب گھٹا
ہمارے سینی سی اوٹھا ہی آج ابر بخار ۔ گلیم اوڑہ کی نکلی فلک جناب گھٹا
سُناہے جب سی فسانہ ہماری نیکا ۔ ہوی ہی چشم جہان سے خیال خواب گھٹا
خزان سیدہ نہایت ہین کیسے نظارہ ۔ کسیکی سیخ نظر پر نہو کباب گھٹا
کبہی ہماری نہ ہاری سے موافقت نہوے ۔ بڑہا یا اپنا بڑہا آپکا شباب گھٹا

کوی طلسم ہی ای بحر چشم دریا بار
دکہا دی ہی مجھی پتلی تہ حباب گھٹا

۹۸
برسکے باغمین جنت کا لی ثواب گھٹا ۔ خزان رسیدونکی منہ مین چوائے آب گھٹا
بس اب چمن مین کرسی جہانو نی شتاب گھٹا ۔ بہار ونمین نہ بہری ربد خراب گھٹا
اسیکے فیض سے انکھونمین سرخ ہو پانی ۔ شراب ناب کی بوتل ہی لاجواب گھٹا

ردیف الف

دیکھنا حسن خداداد ذرا اوس بت کا
شمع روشن ہوی ہاتھ پہ جو نقشا کھینچا

مار کر مجکو وہ تائب ہوی سفاکی سے
معتکف تیغ ہوی تیر نی چلا کھینچا

اوسکی خدمت مین شب وصل گزاری ہمنے
پیچ کی نی کبھی مٹھی کبھی پنکھا کھینچا

آپکی جو حرکت ہی وہ ستم ہی صاحب
اونگلی چٹکای پا ئی پہ پنچا کھینچا

نہ کھنچی یارکی تصویر کسی سی ہر چند
رات کا سایہ یا چاند کا نقشا کھینچا

اوڑ چلا ہاتہ سی اوسکی جو کوی طائر دل
زلف پیچان نی وین مار کی پھندا کھینچا

سیت ہاتھو جو ٹپکی تو یہ خوشبو پہیلے
عطر گویا کف رنگین نی حنا کا کھینچا

یار کی ہات مین دریا مین جو اوترا ای بحر
رسن موجنی کیا کیا مجھے باندھا کھینچا

۱۰۰

نہ عرش پر مجھی لیجا نہ لامکان پونہچا
کمند آہ جہان یار ہو وہان پونہچا

کلام بحر نہ تا گوش قدردان پونہچا
نکل سکے بحر سی موتی کہان کہان پونہچا

اوڑیگا گنبد افلاک بنکے غبار را
جو میری آہ جہانسو کا دہوان پونہچا

نثار کرتی ثریا کو تیری جھکے پر
ہمارا ہاتہ نہ بالای آسمان پونہچا

چھٹا جو تمسی تو قید حیات سی چھوٹا
تمہاری گہر سی جو نکلا تو مین جنان پونہچا

بہار سبز قدم کو نہ آتی دیر سے لگے
چمن مین کہیت پڑا لشکر خزان پونہچا

گئی بسنت مین گلدستی جابجا گلچین
کوی تو اہل قفس کو بہی ارمغان پونہچا

زمانہ تشنۂ دیدار ہی حسینون کا
دلیل ہے چہ یوسف پہ کاروان پونہچا

پاک رکھا ہمین دنیا مین تہیدستی نے
آب زر سی کبھی دامن نہوا تر اپنا

دل غنی رکھتی ہین درویش امیرونکی طرح
بوریا چاہیی مسند کی برابر اپنا

یہ بہی اک فقر ہی جو نشا مین لغزش ہووہین
کشتی مین ہی سنبہلتا نہین لنگر اپنا

نحس وہ اپنا ستارہ ہی جو ہو سایہ
چھوڑدی شکل فرح زایچی مین گھر اپنا

نامہ کیا یار کو پونہچا یا کہ معراج ہوے
عرش پر بیٹھ کی گونجی گا کبوتر اپنا

کوچۂ زلف مین کیونکر نرہین سرگردان
کون ان پھول بھلیان مین ہی رہبر اپنا

مین وہ بلبل ہون جو صیاد مجھی دور کرے
لین عروسان چمن چھپکے زیور اپنا

آئینہ یار کی صورت کا تماشائی ہے
آئینہ بھول گیا میرے طرح گھر اپنا

بحر کیونکر نہ جھکین ہم کس و ناکس کے حضور
تیغ کھینچے ہوی سر پر ہے مقدر اپنا

۱۰۳ مرگئی پر بھی نہو بوجہ کسی پر اپنا
روح کی ساتھ ہوا ہو تن لاغر اپنا

بطرح دل مین بھرا رہتا ہی لفظونکا دہوان
دم نکلجای کسی روز نہ گھٹ کر اپنا

یار سوتا نہین منہ کر کی ہماری جانب
کبھی کروٹ نہین لیتا ہی مقدر اپنا

تم جو دو پھول چڑہاؤ تو خوشی کی مارے
قبر کھلجاے پھولی تن لاغر اپنا

انتظام آپکی سرکار مین یون لازم ہے
بندوبست آپکا گھر مین رہی باہر اپنا

حور بھی تم ہو نگاہون پری بھی تم ہو
اب تو ایجان دل آیا ہی نہین بر اپنا

نور برساتی ہی لفظونکی گھٹا چہرہ پر
یاؤن اس کوچے مین پھسلی گا مقدر اپنا

ردیف الف

مسافر ودم رخصت بھی ہم رہی غافل

دل اپنا دیکھ ہی ناحق کا درد سر لینا

مریض ہجر کو بچتے ہوئے نہین دیکھا | جو بد خبر کوی سننا مری خبر لینا
پکارتا ہون دم گریہ اپنے دامن کو | بکھر گئے صدف چشم کی گہر لینا
جو مرد مین بخدا آبرو پہ مرتی ہین | جو آبرو پہ بلا آی جان پر لینا

خدا بچای اگر ایکی تیری جان ای بحر
نہ عاشقی کا کبھی نام عمر بہر لینا

١٠٥
ہمنے جب قطع علائق پہ ارادا باندھا | بہار کر خلعت شاہی کو لنگوٹا باندھا
اللہ اللہ ہنکیتی پہ کمر باندھی ہے | آج تو چوٹ ہی صاحب نے تنچا باندھا
سہرا اوٹھایا بہت آشفتہ سری مین ہمنے | بیڑی پہنی کہ فن عشق مین آتا باندھا
گل سے ہم چمن دہر مین لالہ نہوے | زر لٹایا نہ گرہ مین کبھی پیسا باندھا
سیر کی سیر مین رہا در خمار ساقی | دور باندھا تری ساغر نی کہ گنڈا باندھا
ماہ ہر دو نے خبر لی نہ دل افگار کی | چاندنی نی بھی جراحت پہ کپڑا باندھا
غیر کی دسنی سنی چشم مروت نہ رہی | نہ در گوش پر اوس آنکھ نی پردا باندھا
ای پری جسنی ہنسایا تجھی کا دیکر | یاد مین طائر سیماب کی ڈورا باندھا
رات گزری ہین دو لہا کیطرح فرقت مین | صبح کو آنسوونکی تارنی سہرا باندھا
دلنی ہر چند کہ بندی کی طرح سر ٹپکا | نہ نکلنی دیا بالی نی جو حلقا باندھا
ماہ کو ہالہ نہ طوق غلامی ہوتا | اپنے سر پہ کبھی آپنی شملا باندھا
رات پور نظر آتی تھی کہلی بالوں سے | ہوگیا اچھا سہرا اوسنی جو جوڑا باندھا

بھلا ہوا کہ خرابات مین خراب رہا
ہمیشہ وصل رہا نشاء شراب رہا
بغل مین چاند رہا سر پہ آفتاب رہا

قطعہ

ردیف الف

قطعہ

ولہ

مکان سے نکل آئے ہین گلی مین کہین
گناہگار سے کیا پوچھتے ہو اہل عدم
خبر نہین مجہے دنیا تہی یا جہنم تہا
برشتہ بخت ہو نہین لطف عیش کیا مجکو
کہلا نہ حال کسے مست لا اُبالی کا
کبہی نہ چاہنے والو سے آپ کہل کی کی
ہو عشق یہ باتین ہین کوئی کیا جانے

ق

بدن مین دم نہ رہیگا جو اضطراب رہا
خدا کا لطف رہا مجہپہ یا عتاب رہا
یہ جانتا ہون کہ مین مورد عذاب رہا
شراب آگ رہی کو یلا کباب رہا
مدام منہ بہ دہن شیشۂ شراب رہا
اگر نقاب نہ منہ پر رہی حجاب رہا
کدہر ہوا مین مخاطب کدہر خطاب رہا

بچینی ہوئی ہین جو دیوان کائنات مین بحر
مزاولت مین ہماری وہ انتخاب رہا

ردیف الف

۱۰۷

دم رہا جب تک قلق ہمدم رہا
ضبط گریہ پر یہ آنکہین ہین گواہ
مرگئے عادت نہ رونیکی گئی
دیکہ لینگی وقت آخر بہی اوسے
فاتحہ تہا کس شہید عشق کا
راستے پر بال بہر آیا جسن
ضبط نے رکہی لب فریاد بند
شعلہ تہا عہد جوانی اوڑ گیا

اشک آنکہو مین جگر مین غم رہا
جوش مین آکے دریا تہم رہا
تر ہین آنکہین کفن بہی نم رہا
اوسکے آنے تک جو اپنا دم رہا
رات بہر درگاہ مین ماتم رہا
کج رہی زلف و ابرو خم رہا
صبر میری زخم کا مرہم رہا
برف تہا ہنگام پیری جم رہا

[illegible]

شب فرقت ہر رنگ تو دہ بارود ہونگے جلتے
تجھی اے مرغ عیسی آج ہوشیار ہوتا تھا

مقرر فاتحی کو یار آتا یا عیادت کو
اگر مرنا مجھی دشوار تھا بیمار ہوتا تھا

ادای قامت محبوب کچھ تو سر میں ہوتے
جو چوب ناتراشیدہ تھا جو ہر دار ہوتا تھا

بشکل نقطہ ہم گردش سی الین بیٹھتی کیونکر
طناب عمر کو اپنی خط پرکار ہوتا تھا

وہاں خلق سی لف رسا کا نہ قدر ہوتے
اسی جوڑ یکیصو تو طرۂ دستار ہوتا تھا

بھلا کیونکر نہ تیغ ابرو محبوب خم ہوتے
ہمارا خون ناحق آکی سر پر بار ہوتا تھا

لپیٹ کر یا سی ٹی اک شب وای تا کا
ہماری طالع خوابیدہ کو بیدار ہوتا تھا

پری رو نکی نظارہ سی کیا پرہیز کرتا ہین
مقدر مین لکھا تھا عشق یہ آزار ہوتا تھا

جو شوق دید تھا تو جلوہ گاہ یار مین ایکر
تجھی آئینہ بنتا تھا مجھی دیوار ہوتا تھا

تمنا تھے جو شاخ تیغ قاتل پر نشیمن کے
ہماری مرغ جانکو طوطی زنگار ہوتا تھا

بڑی پہلو تھی کی یارزیری تیر مژگان نے
اٹک کر رہگیا دلمین جگر کی پار ہوتا تھا

نہ قالب مین پھر آئی بیوفا روح روان نکلے
بڑا ہاکرا تجا دالبسا بھی کیا بیزار ہوتا تھا

تماشا دیکھتی ہم بھی فراز نیرنگ قدرت کا
کبھی اپنی بھی خارستان کو گلزار ہوتا تھا

نہ تھی امید دریا شہادت پر نکلیں گے
خدا کو آبرو رکھنی تھی بیڑا پار ہوتا تھا

محبت کی ہت نامہربان سی وای تک دا
مسیحا دیکھ لیتا تھا تو پھر بیمار ہوتا تھا

فنا ہو کر بھی کوی یا سی اوٹھنا نہ لازم تھا
ہمیں مٹی پکڑ کر لیشتہ دیوار ہوتا تھا

گل نقش قدم اوسنی چڑہائی فاتحہ پڑھکر
مزار عاشقان کو تختہ گلزار ہوتا تھا

[illegible]

ردیف الف

[illegible]

[illegible]

جس روز تک بال شہ رکہی تہی یار نے
داخل ہماری پیچ مین دو ذنب نہ تہا

کیون مجکو دیکہتی ہی پچی سی ہٹ گئے
عاشق نفیر تہا کوئی حاجت طلب تہا

ق
باہر نکل کے روپ نکالا ہی آپنے
ہر دم مین قوم کچھ اور تہی عالم عجب تہا

جوڑ یکو پلیٹ نہ آتی تہی جان جان
زلف دوتا کو بیچ مین لانیکا ڈھب نہ تہا

جو تنکی چاندنی مری سر پر بلا ہی
کس رخ سے مجکو چاند کف مار شب نہ تہا

ہر ایک جزو کل نظر آیا کیا جو غور
دیکہا وہ آینہ نکوئی جو حلب نہ تہا

وہ میری دل کا آینہ توڑا ہی یار نے
بیعانہ جسکا آج خراج حلب نہ تہا

دل لیچکی تہی جان بہی لینی کو آئی تہے
یہ بیٹھنا بغلمین مری بے سبب نہ تہا

کسکو جلا کے آپنی پیدا کیا یہ نام
قتال تہا خطاب مسیحا لقب نہ تہا

خورشید مینی اوسکو نہ لکہا تو کیا عجب
میری کتاب مین یہ لغت منتخب نہ تہا

وہ لب بلب ہوا جو شب وصل کیا کہون
تہا انگبین شان مین شیرین لب نہ تہا

لیتی ہی بوسہ سے وہ لب کا مین مر گیا
ای بحر ہلدی کی گرہ بہی طب نہ تہا

۱۱۱

کچھ سکندر کی حقیقت نہ قلندر سمجہا
اپنی مٹی سی نہ آئینی کو بہتر سمجہا

یون تو خرمن کو مین کوڑی کی برابر سمجہا
آبرو سی جو ملا دانہ تو گوہر سمجہا

آنکہ لڑتی ہی نہیں آپکو جان بر سمجہا
گھر کی پلکو مین ہرا اپنا نہ خنجر سمجہا

جو ملا خوان کرم سی اوسی بہتر سمجہا
آگیا زہر بہی حصی مین تو شکر سمجہا

ردیف الف

[illegible]

[illegible]

خال عارض کی محبت میں ہوا داغ بلبل
شعلہ نکلا میں جسے بخت کا اختر سمجھا

بیڑیاں پا ہی عناکب میں پڑی ہیں
قید خانہ نظر آیا میں جسے گھر سمجھا

کچھ نہ معلوم ہوئی دل کی حقیقت مجکو
کبھی شیشہ اسے سمجھا کبھی پتھر سمجھا

بے لباسی میں بھی تلوار کا اسلوب ہے بحر
اپنی جوہر کو میں اپنی لیے زیور سمجھا

۱۱۲

مرگ کو زیست ہمارا دل نادان سمجھا
تیغ جلاد کی ڈور رگ جان سمجھا

ایسی بربادی ان آنکھوں نے دکھائی مجکو
اپنی پلکوں کو میں خاشاک بیابان سمجھا

کیا ہی پر نور ہے انداز خرام اس بت کا
نقش پا کو میں دیوالی کی چراغان سمجھا

چشم تحقیر سے دیکھا نہ کسی کے جانب
ذرے کو میں خورشید درخشان سمجھا

جسکا انجام بلندی ہو وہ پستی اچھی
دلو بخت اپنی کنوئیں کو مہ کنعان سمجھا

بے نقابی میں ہی رخسار کا پردہ نکلا
کوئی قرآن اسے کوئی گلستان سمجھا

کوئی سمجھا نہ مجھے خاک چمن ہے اے بحر
خس و خاشاک کو میں سنبل و ریحان سمجھا

۱۱۳

یہ کیا لکھا مجھے او بد زبان بہت اچھا
مثالی اور بھی ہو گالیاں بہت اچھا

نہیں تو اور بھی اشخاص پیار کرتی ہیں
ہمیں یہ جور و جفا مہربان بہت اچھا

کسی پہ یوں نہیں پڑتی نگاہ خوں آشام
ہمیں ہیں تیر کی نشان بہت اچھا

نہو دوچار ہو لو نہ اختلاط کرو
بہت بجا بہت انس میان بہت اچھا

[illegible]

دل برخاستہ کیا زلف کے روکی سیتی ہمکو — تیرے پانو مین چلنہ سلاسل دیکھا
ہمتو سمجھی تھے بگڑ جاویگی صورت خط سے — پر حسن آئنی کا خاک سے زائل دیکھا
دوست کے وصل مین عدو اسی کیا کہتی ہین — جام غور مین بیھر از ہر ہلاہل دیکھا
بہرہ مین گسچہ نمایش مین ہین یا تند ہلال — غم نہین ہمکو جو ناقص نے کامل دیکھا
مال میت بہی جو نکلا تو لیا واعظ نے — کبھی وکر سے قزاق کو غافل دیکھا

بحر کس تار مین کہتی ہو عقائد اپنے
کبھی زنار کبھی سبحہ حمائل دیکھا

115

وہ جلوہ آہ دل پر شرار مین دیکھا — نہ بہلجہڑی مین نہ ہمنی انار مین دیکھا
عجیب نور دل خاکسار مین دیکھا — چراغ مہر کو روشن غبار مین دیکھا
تمہاری آنکھ نی دل عاشق کا صید کیا — ہرن کو شیر پہ غالب شکار مین دیکھا
فرار کر گئی سوی مزار تن سی روح — نہ جب اجل سی مفر اس حصار مین دیکھا
مجھے تو آب پلا تا شراب یو واعظ — نہ میرا حال کسیدن خمار مین دیکھا
قدم نہ آگی بڑہاتی پلٹ کے پھر آتے — نہ پھر کی تمنی مجھی اضطرار مین دیکھا
تمہاری لطف کا نظارہ بھی تماشا ہے — جب آنکھ لڑ گئی پتلی کو تار مین دیکھا
طریق عشق مین شاہ و گدا برابر ہین — قدم کا فرق نہ پیدل سوار مین دیکھا
اجل کے خوف سی نزرت تلخ کام ہے — مزانہ زندگی مستعار مین دیکھا
چھری فراق کی چلتی ہی مرگئی پر بھی — تمہارے کشتے کو بسمل مزار مین دیکھا

ردیف الف

تیر مژگان دلنی ایسی لگای کام آخر ہوا
شیر میرا ساہی کیصورت نیستان لیچلا

تیری کوچی سی نکلنا ای پری اندھیر ہے
خاک کی ذری وڑا کر مین جرا غان لیچلا

کسطرحکا تیرا یہ جہونکا تہا ای باد خزان
باغ سے مجکو اوڑا کر سوئی زندان لیچلا

جب خبر پوچھی مجھی جا رہی ہے اوسکا کلک عفو
دستخط کو مین بہی اپنی فرد عصیان لیچلا

کون خارستان دنیا سے گیا ثابت قبا
گل بہی پرزی پرزی اپنی جیب و دامان لیچلا

داغ دل گل بہول آنکہین پہر آہین نسیم
بحر مین صیاد دلی گہر مین گلستان لیچلا

آشنا کوی با وفا نہ ملا
کشتے دل کا نا خدا نہ ملا

جا ہی مرہم نمک چہڑکنا تہا
زخم کہانے کا کچہ مزا نہ ملا

اوسکے کوچے مین ایسی بہولی ہم
گہر کے جانے کا راستا نہ ملا

دل دیا جسکو رنج ہے پایا
کوئی دلدار با وفا نہ ملا

زندگی تلخ ہو گئی اپنی
تجہسے ملنے کا کچہ مزا نہ ملا

دیکہ لی ہمنے دوستی تیرے
ہمسے اب آنکہ بیوفا نہ ملا

کچہ اجارہ نہین بنی نہ بنی
کیا شکایت ہی دل ملا نہ ملا

آسمان پر دماغ یار رہا
کبہی جہک کر وہ مہ لقا نہ ملا

بوسۂ لب کی تمسے کیا امید
ایک بیڑا بہی پان کا نہ ملا

ڈہونڈہتی ہین کنشت مین جا کر
شیخ کعبے مین تو خدا نہ ملا

وصل ہین فصل نہ باقی رہی ہجران کہان	جیسے پہلو مین ہی ان کی ہم آغوش آ

ہاتھ آئیگا مقرر وہ غزال وحشی
بحر حیرتی ہی کہان عقل ذرا ہوش مین آ

ردیف الف

۱۱۹

کبھی اک بار جو پہلو سی ہوا یار جدا — جان گھبرا کی بدن سی ہو سو بار جدا
وصل لیلا مری تقدیر مین لکھ دی یارب — معنی و لفظ کی صورت نہون زنہار جدا
پھانسیان دیتی ہین عشاق کو مری جاتی ہین — اپنی گردن سی کرو جلد کہین ہار جدا
دھیان آیا مجھی پونچھی نہ کسی کو ایذا — چبھ گیا دلمین جو تلوی سی ہوا خار جدا
کیا مقدر ہی کہ بن بن کے بگڑ جاتی ہی — ہوی سو بار ملاقی ہوی سو بار جدا
ہمین جمعیت دل وہمین پریشان حالی — زلف محبوب جدا اور شب تار جدا
دو پہر بعد ادہر آنہی منہ پھیرا ہے — دو گھڑی تو نہوئی رخسار سی رخسار جدا
سبعہ سیارہ تحویل کرین جوزا مین — تیری محرم سی ستاری ہون جو دو چار جدا
مجھسی بلبل کو تعشق ہی بھلا کیا نسبت — دل پہ داغ جدا تختہ گلزار جدا
محتسب تیغ بکف آئی تو ہر حاضر ہے — لب ساغر سی نہوگا لب میخوار جدا
زیر محراب کرتی ہین جو کمان کشتہ چشم — مثل ابرو کبھی سر سی نہو تلوار جدا
مہر کو یوسف سی کہنا کو بھلا کیا نسبت — روز روشن ہی جدا اور شب تار جدا
لیلی آنکھ پھیرا نہین رکھی بجای مژگان — تیری مجنون کی قدم سی ہون گر خار جدا

بحر کیا میرے نصیبون مین پریشانی ہے	یار سی ہون جدا مجھسی دل زار جدا

خدا کہین تو لگا دیگا اپنا تہل بیڑا
نہوا گر نہین کشتی کا ناخدا پیدا

جمال یار سے روشن ہوا تہا گہر اک شب
ہنوز ہی در و دیوار سی ضیا پیدا

اون آفتونمین پڑا ہون کہ لوگ کہتی ہین
خدا نے کی نہین اس شخص کے قضا پیدا

ادہر ٹہگیا ہی وطن کیون ہے دلکو حب وطن
یہ کیا بنا بگارہ کیا کریگا کیا پیدا

خبر تو لاسی کوی کیا بہار آیونہی
کہ خود بخود مری دلمین ہی ولولا پیدا

ہی یہ بہی خالق یکتا کی شان یکتائی
کہ ایک کا نہین ہمشکل دوسرا پیدا

دہن کی باندہی مضمون انصاحت سے
زبان نکالی ہے اشعار مین مزا پیدا

فلک نی داغ سویدا کو کردیا ہی جل
ملال دلمین ہی پیدا خوشی ہی نا پیدا

بہٹین جو کپڑی تو پیدا ہو شان درویشی
شکستگی مین ہی الفقر کی صدا پیدا

وصال یار جنہین ہے انہین مبارک ہو
مری ہی درد کے خالق کری دوا پیدا

بہٹکتے پہرتی ہین وادی عشقمین ای بحر
نہ راستی سی خبر ہے نہ رہنما پیدا

122

نہین زمانی مین تجسا کوئی حسین پیدا
نہ باغ خلد مین غلمان نہ حور عین پیدا

اگرچہ لاکہ ہوی لعبتان چین پیدا
مگر نہ تجسا ہوا دوسرا حسین پیدا

جو دلکو خون کری شاعر وہ نہین نامی ہو
تراشے لخت جگر کو تو ہو نگین پیدا

تمہاری لف جو پونچھی تمہاری ڈہونڈہ تک ہو
دہان مار سیہ مین ہوا نگبین پیدا

وہ مٹی خاک اوڑائی ہی یار تیری لیے
عجب نہین جو فلک پر بہی ہو زمین پیدا

مثل دل خانہ نشینی کو ہو خلق و شوخ — ہم ہوے مثل نفس پھر تگاپو پیدا

جو گیا اوس طرف آفت مین گرفتار ہوا — روز ہوتی ہین نئی فتنی سحر کو پیدا

یاد معشوق ہی ہر وقت ہم آزاد نہین — منہ سی ہر دم ہی یہان نعرہ یا ہو پیدا

شب کو نقش قدم اوسکی مہاک اوٹھی ایسی — ہوگئی چاندنی کی کہیت مین شبو پیدا

نہر پر بیٹھ کی اوس گل نی جو منہ دہوئے — جوش ہی بلبلو نکا آج لب جو پیدا

پھر گئی رت چمن اب سیر کی قابل نہ رہا — وہ کہان ٹھنڈی ہواؤن کی ہوئی بو پیدا

پشت لب پر ہوئی سبزہ کی نمو ظاہر ہوا — تیغ ابرو کا ہوا قوت بازو پیدا

باغ کی سیر کو کیونکر نہ مرا جی چاہی — بلبلو نمین ہی خو گل مین ہی بو پیدا

حد سے افزون جو خوشی ہو تو یہ انجام ہی — جب ہنسی آئی زیادہ ہوی آنسو پیدا

یار بیڑا ہی اگر اوسکی مدد ہو ای بحر — غیب سے نوح کی کشتی ہو ابھی پیدا

کیا عجب مثل شرر ہو اگر آنسو پیدا — بیشتر ہوتی ہین برسات مین جگنو پیدا

۱۲۴

زلف بکھرا کے نہین کنگھی کرو باز آؤ — راستی ہو گی نہ بالو نمین سر مو پیدا

آجتک منہ پہ تری میٹھی ہی کوئی بات — ہوی کیا کیا نہین فتنی مری ابرو پیدا

تیری پوری کی نگینہ رات کو ایسے چمکے — ایک جگنی سی ہوئی سیکڑون جگنو پیدا

طائر دل کی نصیبو نمین گرفتاری ہی — دام بر دوش ہوی یار کی گیسو پیدا

اوسکی قدرت نظر آتی ہی محیط عالم — کونسی سمت اوسکی نہین ہے وہ ہر اک سو پیدا

میری نیند اوڑ گئی اوسنی جو ذرا منہ پھیرا — اوسکی کروٹ سی ہوا رنج کا پہلو پیدا

ردیف الف

ردیف الف

سیہ کاکشتۂ رفتار ہون عجب کیا ہی
قدم کا ہیڑ ہو خاک مزار سی پیدا

شگوفی چاک گریبان ہوبی گل سے سر
جنون کا جوش ہی فصل بہار سی پیدا

پیالہ بہر کی پلا دار و شفا ساقی
کہ ہر مین درد ہوا ہی خمار سی پیدا

ضیای شمع کہان تہا شفقونکی زیب
ہی شعلہ تفتہ دلونکی مزار سی پیدا

سیاہ ہیونیہ جہرہ تیغ ِ خفا سی نی یہ پری ہی
وہ دن گئی جو ہو کوڑی کنار سی پیدا

تہ ہم بغل ہوا جس وزوہ پری ای بحر
یہ روی ہم ہوا دریا کنار سے پیدا

قوی ضعف مین بہی ہی سودا ہمارا | ۱۲۶ | بہلا شہر سے پہیر تو پنچا ہمارا
پڑا گو بچتا ہے جو صحرا ہمارا
ہی اقلیم وحشت مین ڈنکا ہمارا

اگر آج بہی دل نہ ٹہیرا ہمارا
تو باہر ہی منہ سے کلیجا ہمارا

بڑہائی یہ داغون نے قیمت جنونکی
ہوا آگ کے مول سودا ہمارا

وفا مین لگائی ہی آگ ان بتون نے
اوڑائی دہوین داغ سودا ہمارا

دہن نی کیا ہی بہت تنگ ہمکو
کمر سے ہوا حال پتلا ہمارا

عبادت سمجھتی ہین ہم می پرستی
نہ کیجے مسجد میں مصلا ہمارا

کبہی منہ نہ پہیرینگی تیغ جفا سے
وفا کی ہی قبضی مین پتلا ہمارا

خط سبز کی عشق مین مرگئی ہین
خضر نے ڈبویا ہی بیڑا ہمارا

وہ انکھین جو بہولین تو یاد آئین زلفین
بلاؤن نے گھر دیکہ پایا ہمارا

ہے یہی صورت تو ہمسے راز پوشی کیجیے — چشم تر لب خشک چہرہ زرد دیکھا برا
ہم غریبوں سے نپوچھ نعمت دنیا کا حال — شکر کی کہا لیا جو کچھ ملا اچھا برا
ایک بوسی پر ہی میرا دل حساب لیا — اتنی قیمت پر تو اچھا تھا نہ اتنا تھا برا
کر گزریئے میر جھمین آپ جو منظور ہو — آج ان کا معرکہ ہر روز کا جھگڑا برا
آدمی ہوتا ہی سرگردان بگولی کیطرح — آندھیاں اچھیں ہوا حرص کا جھونکا برا
آئے جب وعدہ کی شب منہدی لگا بیٹھا شوخ — دوپہری رات ستارہ آنی کو آیا برا
بنکے اژدہا گرم دن کو ڈسے زلف صنم — وصل کی شب کو اذان صبح کا کھٹکا برا

آنکھ سی دیکھو گی وہ کچھ آبرو کو رووگی
جہانکتا تاک اچھی نہیں ای بجر لیکا برا

ردیف الف

۱۲۹

جان جو کم ہے چاہنا تیرا — نہ ہو دشمن ہے مبتلا تیرا
دل لگا کر ستم سہا تیرا — اپنی تقصیر کیا گلا تیرا
نقش پا بنگئین مری آنکھین — مین نے دیکھا یہ راستا تیرا
کیا ہوین وہ تپاک کی باتین — کبھی مین بھی تھا آشنا تیرا
دلمین ہوتا ہی تو کہ آنکھونمین — کہین ملتا نہین پتا تیرا
سمجھے دیو سپہ کنہیا کو — دیکھی جوبن جو را دہکا تیرا
چوم لیتا ہون راہ مین جھک کر — دیکھتا ہون جو نقش پا تیرا
تو نے تلوار باندہی ہی مجپر — کھل گیا یار مدعا تیرا

اے صنم کونسی زیور مین ہی زیور توڑا
سانپ بنکر مجھی ڈستا ہی کافر توڑا

محتسب تونے جو مجہ رند کا ساغر توڑا
مینی بہی کاسۂ سر تیرا برابر توڑا

طاق کسری کو نہین بودون نے دی ہی شکست
پتلیان وہ ہین جنھون نے بت آزر توڑا

طوطی سبزہ بنایا ہی محبت نے مجھی
توڑا پتا جو کسینے تو مرا پر توڑا

کچہ خوش آئی تہی مجھی چاندنی کیفیت
چرخ نے نور بہرا چاند کا ساغر توڑا

تیرا دیوانہ رکیگا نہ کسیکے روکے
جب چڑہا سر پہ جنون پانو کا لنگر توڑا

خوف کیا دل کو ہمین شکنی سے ای دوست
آگ نکلی جو کسینے کوئی پتہر توڑا

مال مستی جو کریگا دل کیا ہی عجب
نشۂ رہتا ہی صراحی کی برابر توڑا

کب ہی توپ مین باروت کی تہیلی ممسک
نہ رہیگا تری صندوق کی اندر توڑا

خط جو نکلا تو اٹہی آئنہ رخسی نقاب
زنگیون نی حلبی فوج کا سنگر توڑا

سلسلہ نور سے کہتے ہے صنم کی تن مین
چاند تاریکا بنا دی کوئی زرگر توڑا

ظلم دگنا ہوا قاتل کو اگر رحم آیا
دوہری چہریان ہوئین ٹوٹا جو خنجر توڑا

تشنۂ عشق کی تقدیر مین ہین گرم آنسو
ٹہنڈی پانی کا بہی ہی ٹہیکر مری گہر توڑا

۱۴۲

جانتی تہی جسے دل آج وہ بسمل ٹہیرا
جسکو محبوب سمجہتے تہی وہ قاتل ٹہیرا

جیتے جی عاشق بیتاب کا کب دل ٹہیرا
روح جب اڑ گئی پرواز تو بسمل ٹہیرا

حال کہلتا تہا نہ عاشق کی کلیجہ کا
زائچہ خط نی جو کہینچا تو زحل تل ٹہیرا

پھندے کی تو نہیں لیتی ہے پھرتی ہیں صبا عبث — تار گل سلسلۂ پای عنادل ٹھیرا
بزم میخوار نہ مظلوم ہی ٹھیرا ساقی — محتسب شیشۂ دل توڑ کی عادل ٹھیرا
اہل تدبیر کی قول نسی نکلتی ہی یہ بات — جو کہ تقدیر سی غافل ہوا عاقل ٹھیرا
کیوں نہیں روح نکلتی ہے شب تنہائی میں — دام رگہای بدن قید سلاسل ٹھیرا
باغ میں نکہت گل مجھکو نہیں بانگ بہار — وحشت ... لیے کیسے کہ نہ میں شامل ٹھیرا
آج منصب جو محبت میں ہوئی کامل دل — اس علاقی میں جو دل کو ہی عامل ٹھیرا

نہ پہلا کشت محبت کا اجارا ہمکو
مدتوں تنگی جینی بحر یہ حاصل ٹھیرا

ردیف الف

۱۲۴

آتش باغ ایسی بھڑکی ہی کہ جلتی ہی ہوا — کوچۂ گل سی ہولان ہو کر نکلتی ہے ہوا
نزع وحشت میں دم میں سے شکل کا ... سمجھے — بن ہوا کھاتا نہیں مجھکو نگلتی ہی ہوا
دم اگر نکلا نسی پھر تری تسکین ہی — خاک تھر ہو کی جمتی ہی جو ٹلتی ہی ہوا
گریۂ عشاق سی کیچڑ ہی ایسی جا بجا — تھام کر دیوار و در گلیوں میں چلتی ہی ہوا
جا بجا مجکو لیی پھرتی ہی دنیا کی ہوس — بیٹھ جاتا ہی بگولا جب نکلتی ہی ہوا
گلشن عالم کی نیرنگی سی ہوتا ہی یقین — ہر شگوفہ پھولتا ہی پھر بدلتی ہی ہوا
میں جدا ہی میں تو منہ سی باہر آتا ہی جگر — ذرہ کو روندسی انکشری نکلتی ہے ہوا
ناز کیسا میں شاخ گل ہی سرو بالا یار کا — جھونکی لیتا ہی جو آہستہ ہی چلتی ہی ہوا
خاک اڑتی ہی جو اسکی پانو سی گلگشت میں — پھولوں کی منہ پر جیسی غازہ ملتی ہی ہوا

[illegible]

مین بس گیا نگاہ تھا تسی تہرق	پتلی کا خال دانہ مجھی آسیا ہوا
کھولی جو زلف یار نی ہم ہو گیی ہوا	دورہ زبانی کا ذہن اژدہا ہوا

باغ جہان مین کون نسیکا ہی دوست بحر
نرگس کے واسطے نہ بنفشہ دوا ہوا

۱۳۶

کون آیا دیکھنی کو غش آیا تو کیا ہوا — ہمنے یہ اپنا حال بنایا تو کیا ہوا
دلبر نقاب ڈال کے آیا تو کیا ہوا — ابر تنک نے چاند چھپایا تو کیا ہوا
تقصیر ہو معاف دل آیا تو کیا ہوا — معشوق تمکو ہمنی بنایا تو کیا ہوا
کرتے ہین دوستون ہی سی شکوہ خفا نہو — کلمہ کوی زبان پر آیا تو کیا ہوا
راحت ہی عاشقونکو جو معشوق رنج دے — تمنے کسیکی دل کو دکھایا تو کیا ہوا
مین صدقی اپنی سنگدلی کی شب فراق — تونے پہاڑ مجھپہ گرایا تو کیا ہوا
آنکھو نسی کسکی اشک بھی تھسنی آہ کے — بیدرد کو جو حال سنایا تو کیا ہوا
مین کیا کرون جو بھڑک اٹھا جگر کا داغ — سو بار آنسوون نے بجھایا تو کیا ہوا
تسکین دے رہا ہون دل بیقرار کو — کل آئیگا وہ آج نہ آیا تو کیا ہوا
کہایا نہ رحم تونی کسی خستہ حال پر — تجکو کسینی زہر کہایا تو کیا ہوا
پہر آکی غش گرائیگا ای اضطراب دل — تونی مجھی اوٹھا کی بٹھایا تو کیا ہوا
ل جاو تم گلی سے ہماری تو عید ہو — ابرو کا چاند تمنی دکھایا تو کیا ہوا
پہولونکی دیدی چپہی بلبل کی زمزمے — غنچون نے چٹکیون مین اڑایا تو کیا ہوا

لہو جو روی تو انگار انگبین نکہین
مژہ کی تیغ یہ ہر لخت دل کباب ہوا

ہوا ثبوت بگولی کی سربلندی سے
جو خاکسار ہوا وہ فلک جناب ہوا

خود اپنی بھید سے محرم کیا جسے چاہا
کسیکو ہو گیا القا کسیکو خواب ہوا

ہزار دلمین بھرا غم کبھی نہ چھلکے ہم
پھپھولا بنگیا وہ دیدہ جو پر آب ہوا

حضور فی جو بجھے لہر بحر فرمایا
تخلص ایک ہوا دوسرا خطاب ہوا

جو غم ہوا تو یہ تڑپا جو خوش ہوا پہولا
کبھی تموج ہوا دل کبھی حباب ہوا

ہوا نصیب یہ سوز و گداز عشق مجھی
دل آبلہ ہوا مغز استخوان مین آب ہوا

مین تیری شکل سے بیزار ہو گیا ناصح
مگر نہ تجکو نصیحت سے اجتناب ہوا

سیاہکار تو پیری مین بھی ہا ہی بحر
سفید ریش یہ کیا خوشنما خضاب ہوا

ردیف الف

۱۳۶

محل راحت و آرام عشق یار ہوا
نصیب دل کو غم آنکہونکو انتظار ہوا

مین نام ہولکا لیکر گناہگار رہوا
شراب جان کی قاضی گلی کا ہار ہوا

نہ دیکھا اونکی سوا کوہی جب کہ آنکھ کہین
خدا صنم کو مین سمجھا جو ہوشیار ہوا

بلای جان ہوی خال سیہ کی دید مجھی
بھلا ہوا کہ نہ زلف دوتا سی چار ہوا

خبر نہ تھی کہ ہر اک سی نہ بولیو گی تم
حجاب اوٹھا کی تمہارا مین شرمسار ہوا

مقابلہ صف مژگان سے ہو چکا دلکا
قرار ہوش سے بھی بیشتر فرار ہوا

کرے جو نفس کشی وہ بڑا بہادر ہے
اسے جو مار لیا اژدہا شکار ہوا

گیا دماغ فلک پر جو بالگئی مندیل
وہ اوڑ چلا جو ہوا دار پر سوار ہوا

۱۴۰

دل ہمارا بیوفا سی آشنا کیونکر ہوا
دل کو کھانی والا اپنا دلربا کیونکر ہوا

کھینچکر سینے سے لگو لیگئی کسکی نغش
یہ قدیمی آشنا ہمسے جدا کیونکر ہوا

عشقبازی کیہی بائث تھا اپنا آج
دل ہمارا اس بلا مین مبتلا کیونکر ہوا

دل یہ کہتا ہی کہ چل غیرت کیہتی ہی بچا
اس بچہیڑ مین ہمارا مدعا کیونکر ہوا

چند در چند اپنا یہ افسانہ ہی ای دوستو
کچہ نپوچہو کیا کہین جو کچہ ہوا کیونکر ہوا

دشمن جانسے مداوا ہی مریض عشق کا
خاتمہ ہی رہ دار و بی شفا کیونکر ہوا

کیا کہین ہم جسپہ کی غم مین مرکز بچی
پہر محبت کا اوسکی حوصلا کیونکر ہوا

میں قالا ہوگا اوس کلی خرام ناز سے
دسترس اوسکی قدم تک بجنا کیونکر ہوا

راز دلسے آشنا ہتک نہین اپنی زبان
اپنی رسوائی کا چرچا جا بجا کیونکر ہوا

بات کیا تہی کیون اوسکو جتہیا تہا وہ آج
بحر کیا ٹہیری کہو تو فیصلا کیونکر ہوا

واعظ کی حال گو سنا یا تم ہوا
سو راخ مور ہی مجہی بیر العلم ہوا

منہکی کچہ خوشی نہوی سخت غم ہوا
پہاتیکی سل فراق مین عشق صنم ہوا

دنیا ہی مین نتیجہ ظلم و ستم ہوا
پتہر کی بنگئی یہ بتونکا جنم ہوا

مین سوختہ نصیب نہ دنیا نہ دین کا
شمع کلیسیا نہ چراغ حرم ہوا

معراج دار ہوگئی بام عروج کی
عیسے گئی فلک پہ جو اوسکا کرم ہوا

ہستے بی ثبات کا وقفہ نہ پوچہیے
معلوم کچہ نہ فرق وجود و عدم ہوا

مسئے کسیکے پڑ لب پر جو مل گئی
سوسن کا رنگ ایک ہری آج کم ہوا

قطعہ

ردیف الف

غزل

برسوں مری دل مین ترا غم رہا — تو نہ میری گھر کبھی مہمان ہوا

دلکو میرے پاون کے نیچے ملا — سر پہ میرے یار کا احسان ہوا

خانۂ دلمین تو ہے وہ جلوہ گر — گرچہ میری آنکھ سے پنہان ہوا

سو رہا آرام سے کچھ کہا کی مین — زہر میری درد کا درمان ہوا

گل نے تری منہ پہ جو دیکھا عرق — قطرۂ شبنم ادسے طوفان ہوا

ق

مجکو تو غش آگیا پوچھو نہ حال — جس گھڑی آراستہ جانان ہوا

ہاتھ سی مشاطہ کی طوطی اڑی — آئنہ بھی دیکھ کے حیران ہوا

بسکہ یہ کیا حال ہے کیا شکل ہے
عشق مین انسان سی حیوان ہوا

۱۴۴

پتا لگا نہ کہین ہم جو بی نشان ہوا — مکان ہی مرا دنیا مین لامکان ہوا

ہر اک کی شان مین صفت جب مرا بیان ہوا — وہان ذرۂ عالم کی مین زبان ہوا

کمال ہو کسی فن مین کمال مشکل ہے — ہوا مین پر تو میرا ہنر جوان ہوا

عدم کی سیر کا اللہ ری شوق پیرین — چلا مین تیر کیصورت جو قد کمان ہوا

کھلا رہا ہی مجھی سیر گوشت پیر فلک — عجب بخیل کی گھر مین مین میہمان ہوا

قبول حضرت باری ہی کلام کلیم — خدا کی شان ہی لیکن یہ ہیچ شبیان ہوا

پہنچ سکا نہ مرا عکس آئنی مین کبھی — فراق آئنہ رو مین یہ ناتوان ہوا

بشکل آینہ پرتو فگن ہوا جب یار — پریکا سا سی پردہ سکی مجھی گمان ہوا

پاس میرا وہ نہین ذرا نہ ہوا
دلنی ایسے اوٹہای رنج و تعب
پہر محبت کا حوصلا نہ ہوا
جب کسی کی نظر پڑی رخ پر
خال مشکین سیاہ داغ نہ ہوا
دیکہی کیفیت بہار و خزان
مین دورنگی سے آشنا نہ ہوا
دل شگفتہ ہوا نہ پہولون سے
کوی کانٹا گرہ کشا نہ ہوا

[illegible]

ردیف الف

الفت ابروی صنم کی ہوی تہہ کی لکیر	محو دلسے خط قسمت کسی عنوان نہوا
منحرف کیون رخ محبوب سے ہی او خط	تو مسلمان ہوا قائل قرآن نہوا
دلسی ناچیز زمانی مین کوی چیز نہین	مول کیا مفت ہے جسکا کوی خواہان نہوا
ہم بہی تو دیکہتی کسطرح نکلتی گرکر	چاہ یوسف یہ ترا چاہ زنخدان نہوا
کبہی پہاڑ سی بہی نہ نکلے حرارت دلکی	رشتہ شمع کوی تار گریبان نہوا
نالہ کرنیکو بہی منہ چاہیی تقریر مین	کوی زنگولہ جنازہ حدیخوان نہوا
سفلہ دو دون کبہی رونق محفل ہو تی	جگنو نسی کبہی عالم مین چراغان نہوا
ای جنون نکلی نہ اک داغ حسرت دلکی	داغ مجکو بہی کہ طاؤس گلستان نہوا
باہی شنگرف ہی لکہی کہ لب لعلین ہے	بات یہ پوچہتی یاقوت رقم خان نہوا
کوئی لڑکا نہ دم قید ہوا دامن گیر	کوئی پتہر مجہی سنگ در زندان نہوا
ای جنون کچہ نہ ملا آبلہ پائی کا مزا	گوکہ رو یا نمین کیون خار مغیلان نہوا

کیا فرو مایہ بڑہی گا اوسی ہمت کیا ہی
بحر دریا کا کبہی چاہ مین طغیان نہوا

۱۴۵

داغ بیعانہ حسن کا نہ ہوا	کہوٹے داموں معاملا نہ ہوا
دل بکدر رہا صفا نہ ہوا	فیض آئینہ رونکا نہ ہوا
کچہ نہ کام آی داغ کی بوٹی	قلب تانبا رہا طلا نہ ہوا
دردمندان خال کہتے ہین	گولیان کہائین فائدہ نہ ہوا

سنگ اسود دیکھکر خال صنم یاد آگیا | طوف تو دوران ہر کعبہ بیتخانہ ہوا
تیری سجدہ کی لیے لوح زمین پیدا ہوی | مہرۂ گردون تری تسبیح کو دانہ ہوا
باغ عالم مین نہ دیکھی اک سر مو روستے | پہول کنگہی کا نہ سنبل کی لیے شانہ ہوا
فائدہ کیا ہی جو مسکا کو ہی دنیا مین عروج | خرمن مہ سے کبھی حاصل نہ اک دانہ ہوا
لوٹ لے ہر اک حسین ملک دل عشاق کو | خط آرخسی حسن کی عامل کو پروانہ ہوا
کیا خبر تھی پای بوسی بھی ہی تقصیر سے | دل مرا پامال کر ڈالا یہ جرمانہ ہوا

سحر اپنی کس سی کہی خلق ہی غفلت شعار
مردم خوابیدہ کو کب شوق افسانہ ہوا

۱۴۷

بک گئی اپنا خریدار ایک جانانہ ہوا | درہم داغ محبت ہمکو بیعانہ ہوا
نقش اعظم سی دل پر داغ ہمخانہ ہوا | مین ترا اسم جلالی پڑھ کے دیوانہ ہوا
باعث سودا کتابی روی جانانہ ہوا | کہنی کو دیوان حافظ پڑھ کی دیوانہ ہوا
شب کو سوتی مین جو چہرہ سی دوپٹا سرکگیا | مرغ سیمین بال شمع رخ کا پروانہ ہوا
چھٹکے اپنی یار سی زندان غم مین پہنس گیا | ایک ایک آنسو مجھی زنجیر کا دانہ ہوا
ہی گرفتار تعلق جو کوی ہشیار ہی | قیدسی وہ چھٹ گیا جو شخص دیوانہ ہوا
بادہ خوار یکا مزہ تب آئیگا جب گلبدن | پہل گیا جب نخل تن انگور سر دانہ ہوا
اعتماد دوستی دنیا مین کس پر کیجیے | کل جو اپنا تھا یگانہ آج بیگانہ ہوا
جا بجا مذکور ہوتا ہی ہماری عشق کا | راز دل اپنا ہر اک محفل مین افسانہ ہوا

بہن لیا کبھی جھالا تو اوڑھا چلا جو بن — جمال یار کے سبزہ کو تازیانہ ہوا

وہ کیونکر آئین کہ دریا ہی راہ مین حایل — ہماری اشک بہی یار کو بہانہ ہوا

پیون شراب تو کیا حال ہو بغیر اوسکے — جو کہا گیا کوی انگور منہ مین دانہ ہوا

کوی لباس بشر کی لیی نہ زیبا تھا — پسند خاص عناصر کا چار خانہ ہوا

کوی نہ داد کو پہنچا جگر فگار و نکی — فغان نہ بانہ ہوی خم دل دہانہ ہوا

ہی دیکہی چشم عنایت گناہگار و پر — جو ایک اشک بہا عفو کو بہانہ ہوا

نہ ہلنی پای وہ ابرو نگاہ چل نکلی — بچا جو تیغ سی مین تیر کا نشانہ ہوا

ہزار حسرت و نیر یاس نی چہری پہیر — نظیر گنج شہیدان مرا خزانہ ہوا

رُکا نہ یہ فرس بدلگام عمر روان — اگرچہ ذرہ آفاق بہی دہانہ ہوا

کیا ہلاک مجھی میرے فکر روزی نے — برنگ ژالہ عدو میرا آب ودانہ ہوا

مجال تہی کہ اڑاتی صبا زر گل کو — نہ جیب خاص عنادل کا آشیانہ ہوا

نصیب فتح کبہی ہے کبہی شکست مجھے — ادہین تیغ تیر ہوا مین کہین نشانہ ہوا

وہ دانت کہتی ہین جو میری یادگار ہے — حریف سانپ بنی ورنہ خزانہ ہوا

یہ راز عشق رہی دل ہی مین تو بہتر ہے — ادہر زبان سے نکلا ادہر فسانہ ہوا

لیا جو ہاتہ مین فرحسن سی بنا مہتاب — جو گانے بیٹہ گئے پہلجہڑی ترانہ ہوا

عدم کی راہ مین اک گنج ڈالتی ای بحر
ہماری پاس نہ قارون کا خزانہ ہوا

ردیف بای موحدہ

۱۵۱ دہ گل نقش قدم مرجا بستان عندلیب
ایک دن یک روان ہی کاروان عندلیب

کہل گیا غنچی کی کہلتی ہی دہان عندلیب
ریشۂ گل ہی مگر تار زبان عندلیب

عاشق و معشوق مین اللہ دی یہ اتحاد
پہول لال پرہون کانٹی استخوان عندلیب

عشقکی گرمی سی موتی ہی تجلی حسن کی
ہی چراغ گل کی تہی تار جان عندلیب

بیقراروں کی کوئی سنتا نہین سن بامغین
گوش ہر گل کو ہوی پر فغان عندلیب

کسکی گلبرگ لب شیرین پہ سبزہ آگیا
جیونٹیون نی نکالی ہین بسان عندلیب

موج بیتابی کی چلی ہین ہی سوفار گلو
کیا لگی صیاد کو تیر فغان عندلیب

یار کی رنگین خرامی سی ہوی گل نقش پا
پاؤنکی جوتی ہوا ہی آشیان عندلیب

بی سبب لیتی نہین سنگ غم صیاد سی
سرمہ ہونگی چشم گلچین استخوان عندلیب

کچہ خزا مین ہم صفیرونکی خبر کہلتی نہین
نکہت برباد سی پہونشان عندلیب

یون گل داغ محبت کو چہپانا چاہیی
بہیس مین طاؤس کی پہرتی ہی جان عندلیب

منزل جذب محبت کی کوئی پوچہی بحر
رنگ گلشن ہی غبار کاروان عندلیب

بحر کون اسکی قد و رخسار کا شیدا نہین
سرو جان فاختہ ہی گل ہی جان عندلیب

۱۵۲ گرم ہی وصف بہار مین بیان عندلیب
پہلجہڑی سی کم نہین شاخ زبان عندلیب

آب گل کی موج ہی روح روان عندلیب
بلبلا ہی صاف جسم ناتوان عندلیب

ردیف بای موحدہ

[illegible]

کسدن دوچار نرگسی آنکہون سی ہو گیا
اس عقل کیا مجہی بیمار بی سبب

جوانکی بات ہی وہ لڑکپن کے ساتہ ہی
اقرار بہت ہی تو انکار بی سبب

پہاہا جگر کی داغ کا شاید سرک گیا
یہ چشم تر نہین ہی گہربار بی سبب

دکہلا کی یہ بہار شگوفہ پہولا ئینگی
اوڑہا نہین دوشالۂ گلنار بی سبب

نکلی تہی محجبر آج وہ تلوار باندہ کر
رہگیر کشتہ ہو گئی دوچار بی سبب

آمد نہین کسی کی تو کیون جاگتی ہو مجہر
رہتا ہی شب کو کوئی ہی بیدار بی سبب

ہمین ناشاد نظر آتی ہین دلشاد ہین سب
ہمین اس دور مین برباد مین آباد ہین سب 154

خاکسار ونسی بہلا اتنی کدورت کیا ہی
ایک وہ ہم کی جہٹکتی ہین تو برباد ہین سب

شکوہ اب کیا ہی تجہی کہتی تہی ہم دل
جنکی تلوار سی ابرو ہین وہ جلاد ہین سب

عقدے کہل جائینگی اغیار کی زنجیر فتنہ
ہمین الفت کی گرفتار ہین آزاد ہین سب

ان حسینون مین بُرا کسکو کہون کسکو بہلا
مجہے دیوانہ بنانیکو پریزاد ہین سب

آستین وبدۂ گریان ہی جدا ہو کیونکر
نہین بہولی سی جتون کی مری یاد ہین

کسکے کاکل نہین شانونپہ کہلی رہتی ہے
دام بردوش مری واسطی صیاد ہین سب

کوئی سنتا نہین فریاد کسیکی بلبل
کہنے کو جتنی ہین گلگوش بفریاد ہین سب

دشت گردی ہی دوا مجکو اگر سودا ہی
خار جنگل کے نہین نشتر فصاد ہین سب

شمع روتی ہی تو اس بزم مین سر کٹتا ہی
دادرس کوئی نہین سہر بیداد ہین سب

[illegible]

زخم پر نمک [illegible] شب
[illegible] ظلمت شب
حسن بن جانظر آتی ہی [illegible] شب
[illegible] نہین [illegible] شب
بحر مین دو دو [illegible] ظلمت شب
زلف محبوب [illegible] دراز ہی
کالی آتی ہی زیادہ ہی مجہی شب

ردیف نون

[illegible]

بحر اپنی خفقان کی یہ دوا ہین وہین
ساتہ احباب کے گلگشت سحر صحبت شب

156

ویرپیش خواب مرگ ہی ہر دم تمام شب — فرقت مین ہی بلا ہی مجسم تمام شب

زلفین ہین جو یار کی برہم تمام شب — گہٹتا رہا دہوین مین مرا دم تمام شب

مہمان غم ہین شمع صفت ہم تمام شب — رولین ہین یہ دیدہ پرنم تمام شب

جاتا ہی کون مہر لقا صبح سیر کو — چہڑکاو روز کرتی ہی شبنم تمام شب

ہم وحشیون نہ تنگ ہی یہ خوابگاہ دہر — پہیلا کے پاون سو نہ سکے الدم تمام شب

شوق وصال مین ہی عرق ریز روح بہی — رہتا ہی فرش خوابہا نم تمام شب

مجکو کری نشانہ تفنگ شب فراق — چہرے لگا شعوق سی شبنم تمام شب

گستاخ ہاتہ ہو نہ سکا رعب یار سی — محرم سی چونی پائی محرم تمام شب

کیا سنگدل ہی نیند اوسی آتی ہی کسطرح — سنتا ہے میری شعر شن ماتم تمام شب

صبح شب فراق نہ دیکہین تو خوب ہے — مرنے کی جا ہے جیتی ہین ہم تمام شب

ہونکا کرینگے صور جو نالی اسیطرح — سوئی گا نیند بہر کی نہ عالم تمام شب

اللہ ری اشتیاق جب آیا وہ شمع رو — پروانہ وار گرد پہری ہم تمام شب

ہمسایی کہنہ دہری بلاؤنمین ڈالیے — دن بہر تو نالی کیجیے ماتم تمام شب

ہمسے الگ تہا جو وہ سویا پلنگ پر — کیا کیا اودہیڑ بن مین ہی ہم تمام شب

سونگہا جو مینے زلف کو ٹیڑہی وہ ہو گئے — نکلا نہ پہر اون ابرونسی خم تمام شب

ردیف تائے فوقانی

خدا نی ذرہ کی باغچی مین مجکو ڈہالا ہی
جو دیکہتا ہی وہ کہتا ہی یہ سخن کیا خوب
بیان حسن کرکی ترا اے بحر کس منہ سے

157

[illegible]

سرکشی اتو نہیں بیا کہ جوبن ڈہل گیا / سجدہ واجب ہے صبح کو زوال آفتاب
اے ہمائے حسن سرمہ ہو جو تیری خاک پا / خال چشم شپرک بنجائے خال آفتاب
حسن یکرنگی کہان ہے عاشق و معشوق مین / کب ہوا سو جکہی پر احتمال آفتاب
کیا فلاکت مین ہے بہلا انسانکا جوبن ہے / غیر جاتا ہے گہنائی سے حال آفتاب
تیری مکہڑکی لیے آتا ہے فرانیشاہن / آینہ دار زمین لکہے ہے خط و خال آفتاب
اوس پری کی یاد مین آخر کو سودا ہوگیا / داغ سے پیدا ہوا سر مین خیال آفتاب
اپنے کوٹھے پر چڑہا دنکو جو وہ صیاد خلق / آسمان پر جو کوئی بہولا غزال آفتاب
مین وہ میکش ہون اگر دیکہون سو خم فلک / ساغر مہتاب سے جہلکی زلال آفتاب

بحر تیری گہر مین کیا آئی بہلا وہ مہروش
خانۂ آئی مین ہوتا ہے وبال آفتاب

۱۵۹

بغیر یار گوارا نہیں کباب شراب / اگر کہی داغ مجھے اور خون ناب شراب
اگر ہے شوق طہارت شراب پی زاہد / تری نجاست قلبی کو ہوگی آب شراب
دماغ اہل خرابات کی معطر ہین / کباب نافۂ مشک ختن گلاب شراب
ہیون نجات سمجھ کر جو عشق ساقی ہے / درود دیرہ کی تپاون پی تو ثواب شراب
بغیر سکر ہوا ہے یہ عالم سکرات / ہماری منہ مین چواؤ بجائے آب شراب
چمن یہ جہوم رہا ہے یہ مستی مین / عجب بہار ہے ابر ہے جو سحاب شراب
شب وصال ہے انجم کہلا بن نقل مجھے / پلائے اپنے پیالے مین ماہتاب شراب

نشاط و عیش جہان پر ہے انجم آفتاب شراب
نقص بسمل کا دکہاتا ہے تماشا اضطراب
انتظار یار مین دل کو ہے بیتا اضطراب
نبض سے مانند کہن مین ہے عیان اضطراب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وو قد موزون جو خوش خرامی یار کی	ریگ ماہی کی طرح نقش کف پا اضطراب
کیا تسلی ہو گئی آیا جو ہین مرقد ر و	اوڑ گیا سیماب کے مانند سارا اضطراب
ہمنشین تو مجکو سمجھایا نہ کر آتھون پہر	چوگنا دلکو قلق ہوتا ہی گنا اضطراب
ہم اگر اپنی دل بیتاب سو انکو کہائین	بار آہی بیقراری او شعلا اضطراب
زندگی کا ہیکو ہوگی عاشق بیتاب کے	پسلیونکو توڑ کر رکہ دیگا دلکا اضطراب

بحر ایسا مضطرب ہون مین چھپا بیٹھون اگر
بو ریا دکھلا ئی مثل موج دریا اضطراب

آہ و نسی ہونگی گنبد ہفت آسمان خراب	۱۶۱	کس کس مکان کو نہ کریگا دہوان خراب
مرکر بہی اپنی ساتہ ہین ہر زہ گردیان		ہے مشت خاک صورت ریگ روان خراب
قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہے آشکار		نقشہ وہ ہی کہ جس سے ہی نقش جہان خراب
تاب و توان کو جسم مین ڈہونڈہتی ہی روح		جیسے غبار راہ پس کاروان خراب
ناساز ہو مزاج تو باتو نہین کیا مزا		بیمار کیطرح ہی زبان و دہان خراب
زیور زوال حسن مین پہنا تو کیا بہا		پتے سنہری صورت برگ خزان خراب
قطمیر سے کرونگا سگ یار کا گلا		مرقد کی خاک مین جو ہوئین ہڈیان خراب

ای بحر تجکو ڈہونڈہ پہرے شش جہت مین ہم
تیرا اتا پتا کہین بہی ہے او خانمان خراب

کرتا ہون کب زبان ہلا کر سخن خراب	۱۶۲	واعظ کا نام لون تو ہو میرا دہن خراب

ردیف باء موحده

وابستہ تار تار سی ہی قد مشک کی
بگڑی جو زلف یار تو ہو گا ختن خراب
صد مہ ز راہی تم ہی نازک مزاج کو
ای جان شمیم سی ہوئی چمن خراب
زلف دوتا و دراہت اسلام و کفر کی
مرا ہد او ہر خراب ادہر برہمن خراب
بلبل کا گہر او جاڑی کی عوض
وہ دن ہی کیونکر

[illegible]

قطعہ

[illegible]

خاموشی صنم کا ہمیں کچھ گلا نہیں | جس شخص کی دہن ہی نہو وہ کیا جواب
قاصد کو جرم نامہ بری پر کیا شہید | قاتل نے اشتہار لکھا نامی کا جواب
چلا رہا ہی کوئی پس کاروان غریب | دیتی ہی ہر قدم پہ جو بانگ درا جواب
کعبہ کوئی بنائی کلیسا کوئی اٹھائی | پر دل کی اک دریچا نہیں دوسرا جواب
بہزاد سی بھی یار کا نقشہ نہ کھنچ سکا | قرآن کا کسی سی نہ لکھا گیا جواب
آگہ نہیں ہی ذائقہ صبر و شکر سے | دیتا لب سوال کو اپنی گدا جواب
ہی رمز عشق مسئلہ جبر و اختیار | واعظ ہماری بات کا کب دی سکا جواب
چلا رہا ہوں قلقل مینای می کی شکل | دی جام کی لبوں سی مجھی ساقیا جواب
جسنے ترا کلام سنا بحر یہ کہا | شاعر ہی بی نظیر ادا اشعار لا جواب

ردیف بای فارسی

روشن ہزار چند ہین شمس و قمر سی آپ | غائب ہین پر نگاہ کی صورت نظر سی آپ
آنکھیں بچھاتی پھرتی ہین مشتاق راہ مین | کیا جانیے گزرتی ہین کس رہگزر سی آپ
روئی کوئی غریب تو ہنسنا بجا نہی | واقف نہیں کسیکی فغان کی اثر سی آپ
کاٹی بھری ہین خط مین جو تیکھو نہیں ادھی | اتنا نہ ہاتھ کھینچیے میری خبر سی آپ
رہگیر کیوں اٹھتی ہین تشویش تھی مجھی | اب کھل گیا کہ جھانکتی ہین چاک در سی آپ
حمام نے تو اور بھی چمکا دیا بدن | گویا نہا کے نکلے ہین آب گہر سی آپ

ردیف بای فارسی

[illegible]

ولہ

[illegible]

ہمین فصل زمستان بہت خوش آتی ہی | وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور وہ سہانی دہوپ
لگا ہی ابر کا لکہ نہ کس طرح چھتری | کری نہ چاندسی رنگت کو آسمانی دہوپ
عجب نہین گل رخسار سوسنی ہو جائین | بہار حسن کو ہی آفت خزانی دہوپ
امیر شال و دوشالو مین گرم راحت و عیش | غریب کے لیے جاڑو مین زندگانی دہوپ
ذرا سی گرم ہوا مین مینہ بناتی ہین | نہ کرسکی کی گلونکی فراجدانی دہوپ
موافقت نکبھی سرد و گرم مین ہو گی | ہے چاندنی مری پیری سی جوانی دہوپ
شباب یاد دلاتی ہی سر سفیدی سحر | ہے آفتاب جوانی کی یہ نشانی دہوپ

ردیف تای فوقانی

۱۶۶

کیا عقل کی بیکار مین سمجھی ہیجان محبت | غارت گر اسلام کہ ایمان محبت
وحشت مین بہ کھاؤن کبھی تلونکی پھپھولے | مجنون بھی ہی اک خار بیابان محبت
کانٹی نظر آئین اسی گل باغ جنانکے | رضوان کبھی دیکھی جو گلستان محبت
پامال کرو مجھکو کہ سر اپنے چڑھاؤ | سو جان سی قربان ہو ہیجان محبت
تم ساتہ تصور کی مری دل مین چلی آؤ | آباد کرو خانۂ ویران محبت
دوڑائیے کسطرح گلی شاہ کی گھوڑے | ہی تنگ دہانی سی بھی میدان محبت
دل آبلونسے خوشۂ انگور رہا ہے | کیا خوب پھلے ہین مجھی ارمان محبت
ہر لخت جگر لعل ہے دامان مژہ مین | عشاق نے لوٹا ہی خزانۂ محبت

گھر مین وہ بس بت کے رسائی نہوئی پر ہوئے	سحر کی پتلی ہی کا سر پی پیوہات

اللہ رے جوبن تیرا اللہ ری صورت — اللہ ری تو جاہت ١٦٨

عارض گل خورشید مین شاہی قامت — ہی نور کی حالت

ابرو مہ نو او جبین بدر درخشان — انجم صفت افشان

ہی چین جبین موجۂ دریای لطافت — طوفان محبت

دیکھا جسے تم نے بس اوسی جان سے مارا — کچھ کر کی اشارا

جادو تری آنکھونمین ہی جو تونمین شرارت — پلکین ہین کہ آفت

سمجھا تھا تری زلف کو یہ مرغ دل اپنا — سنبل ہے شگفتا

جب پیچ مین آیا تو کھلی اسکی حقیقت — ہے دام محبت

کیا قہر ہی تیہونکی پھڑک اور بت بیباک — عشاق پہ غضبناک

اور اوسپہ غضب ہے تری خود بینی و نخوت — نکتور کی عادت

لب پارۂ یاقوت ہین دندان نایاب — دل جن پہ ہے بیتاب

کسطرح مین لوٹون نہ تری حسن کی لت دو — ہی بوسہ کی حسرت

کیا بات ہی اک باتمین دل لی لیا آ کر — مین رہ گیا تکتا

کیا سحر دسونکو تری تقریر سی نسبت — باتین ہین کرامات

ہی عقد ثریا کہ تری کانمین جھمکا — بجلی ہے کہ بالا

پریونکو تری حلقۂ گوش کی ہی حسرت — ای کان ملاحت

171

شب وصلت ہی خوشی مین ہو بسر آچکی رات
رنج کا کیجیے ای رشک قمر آچکی رات

میرا مہمان ہی اک رشک قمر آچکی رات
منزل ماه نظر آتا ہی گھر آچکی رات

اوسکی افشان سے افشان ہی ہما بر ستہر
ہے ضیا بخش ستارونکی نظر آچکی رات

آج پروانی کو امید برومندی ہے
پایگا سر چراغانسی قمر آچکی رات

گورے گورے ہی گالونکی زیارت ہی نصیب
شام ہی دیکھ رہا ہون سحر آچکی رات

یار آیا ہی مری گھر مین بہار آئی ہی
گل شبّو ہی ہر اک داغ جگر آچکی رات

زلف جانانکی درازی ہے شریک شب ہجر
لائیگی روز قیامت کی خبر آچکی رات

آرزو ہی ہین آئینہ پہ سرگرم وصال
یار ہی ہم سے بی سینی مین سو تن آچکی رات

آج غم کو ہی نہین رنج اگر ہی تو یہ ہے
جاگنا ہوگا تمہین چار پہر آچکی رات

وصل محبوب کجا عاشق ناشاد کجا
خواب کہلا رہی ہی مجکو مگر آچکی رات

ہے شب وصل صنم فضل خدا شامل ہے
پھر شمشیر سر آفت ہی سپر آچکی رات

یار ہی حور لقا مطرب و ساقی غلمان
صبح فردوس کی ہی مرتبہ پر آچکی رات

کیجیے دلبر مہر و پہ نچھاور ای بحر
ہاتھ آئین جو ستارونکی گہر آچکی رات

ردیف تای ہندی

172

ای نالۂ فراق سپہر برین اولٹ
ایدل تڑپ کے آج بساط زمین اولٹ

اے بخت فرد عشق مین روشن ہو میرا نام
خط جبین کو صورت نقش نگین اولٹ

ردیف ثای مثلثہ

۱۷۴

غم واندوہ عبث نالۂ و فریاد عبث ۔ بہولی جو آپکو اوس شخص کی ہی یاد عبث

پیش بیداد گرای دل طلب داد عبث ۔ کوی سنتا نہین کرتا ہی تو فریاد عبث

پٹی بند ہوتا ہی آنکہونپہ وہ جلاد عبث ۔ جرم دیدار پر الکدم کو یہ بیداد عبث

پنکہڑی گرتی ہی گل کی تو صدا آتی ہے ۔ اپنے ہم حسن دو صد رہ پہ ہے ہونا شاد عبث

تیرا دامن کا جہٹکنا ہمین معلوم تہا ۔ بیوفا خاک ہماری ہوی برباد عبث

وہ نہ اپنا ہوا جسکے لیے اپنوں سے چہٹے ۔ خانوادے سے ہم اپنی ہوی آزاد عبث

میری یہ کوہکنی یار کی وہ سنگدلی ۔ آگے شیرین کی ہوی محنت فرہاد عبث

لٹکے بہاینگی اگر ہم تو وہ رسوا ہونگے ۔ ہمین دیوانہ بناتی ہین پریزاد عبث

مثل بسمل کوی دم کا ہون قفس مین مہمان ۔ صید بیتاب سے آزردہ ہی صیاد عبث

رنج رہتا ہے کسیکا نہ کسیکی راحت ۔ چار دن کے لیے مغموم عبث شاد عبث

چشم عبرت سی حبابونکو ذرا دیکہو بحر ۔ دار فانی مین محل کرتے ہو بنیاد عبث

۱۷۵

خفا ہوہو کے ہر اک بات پر تکرار کیا بے عث ۔ ابہی بیٹہی تہی خوش کیون ہو گئے بیزار کیا باعث

کسیکو خواب مین کیا قتل کرنے کا ارادہ تہا ۔ مسہری مین لگی رہتی ہی کیون تلوار کیا باعث

خراباتی ہون مجکو رنج دنیا کا نہ عقبیٰ کا ۔ ہوی اعضای تن میری ضعیف و زار کیا باعث

وظیفے پڑہتے ہین شک ہی کہ مجبر سحر کرتا ہے ۔ کری یاد خدا ایسا خدای خوار کیا باعث

ردیف ثای مثلثہ

ردیف جیم عربی

قطعہ

یار کی رخصت نہین ایسی جو گھبراؤن نہین	غم مین اس مہمانکی گھر چھوڑیگا صاحبخانہ آج
دیکھیے ترک ادب کی کیا ملی تعزیر گل	پیٹھہ ہی سوی حرم منہ ہی سوی بتخانہ آج
ایکدم تو بھی نہ سو جو سو برس سے سویا نہین	کل نہ کہنے آؤنگا سن لی مرا افسانہ آج
جی کہین لگتا نہین چلیو گھبرایا ہون مین	دیکھیی آباد ہوگا کونسا ویرانہ آج
گرد باد و مین نظر آتا ہے عالم طوق کا	خاک اڑاتا گھر سی نکلا کونسا دیوانہ آج

بحر قبلہ سر کی بل چلیی بلا ہی تھین
کیجیے ہر ہر قدم پر سجدہ شکرانہ آج

ردیف جیم

ہم بغل رشک ماہتاب ہے آج	١٧٧	چاندنی بیرا فرش خواب ہی آج
فکر کیا ہی جو لطف ساقی ہے		آب کوثر ہی گل شراب ہی آج
ناتوانی کا حال کیا کہیے		لب گویا کو بھی جواب ہی آج
جوش مستی کا دن ہی ایسا قی	ق	منہ برستا ہی جوش آب ہی آج
جام می پی رہا ہون گن گن کر		خط ساغر مد حساب ہے آج
پھول پیتا ہی باغ مین وہ گل		بلبلونکا جگر کباب ہے آج
چشم بد دور عیش کا دن ہی		گل چشم فلک سحاب ہے آج
میری ہی دم سی تھی سب آبادی		میکشو میکدہ خراب ہے آج
یار وعدہ سے پھر گیا شاید		بدلی تسکین کے اضطراب ہی آج
سو چکے وصل مین جو سونا تھا		نیند آئی خیال و خواب ہی آج

[illegible]

وہ پری تسخیر ہوں میں بھی سلیمانی کرون	خاتم الفت کو ہی نقش اثر کی احتیاج
اے شب فرقت نفشہ کیوں پلاتی ہے مجھے	سو دل کو ہی تب شیر سحر کی احتیاج
لب پہ آہ گرم ہی منہ سے اڑائیں ال اہم	ہی برای عیب پوشی کچھ ہنر کی احتیاج
دوستو دل کا کہ خاک وطن سے جا چکا	میرے آئینے کو ہی گرد سفر کی احتیاج

بحر میرے شعر کی اندھی کی آگی قدر کیا
گوہر معنی کو ہے تار نظر کی احتیاج

قطعہ

[illegible]

ردیف جیم فارسی

۱۷۹

ہم اپنی تھوں آپ ہیں مبتلای رنج	چٹکائیں انگلیاں جو نکلی صدای رنج
جی خوش ہو تو محفل عشرت ہی جای رنج	آتی ہی شادیانے سی مجکو صدای رنج
میر طرح عدو بھی ہو مبتلای رنج	دم کھنچ گیا رگوں سی یہ کھینچی جفای رنج
انجام کار کیا ہی ہنسی میں سے آی رنج	ممکن نہیں کہ خوش طبعی میں غم آی رنج
ذرات کیطرح ہے عناصر کو انتشار	ہی میرے مشت خاک کو آندھی بلای رنج
ہر جرعہ پھیرتا ہی چھری سی کلیجی پر	پیتا ہوں جام زخم میں بھر کر دوای رنج
بیگاریوں کی شکل بسر کی جہان میں	پشتارے باندہ کی ہمنی اوٹھائی رنج
شاخیں نکالتے ہیں وہ بات بات میں	دو چار دن میں دیکھئے کیا گل کھلای رنج
صورت بشر کی خود کہی دیتی ہی حال دل	ہر چند منہ پہ لای نہ وہ ماجرای رنج
ضبط الم کا محال ہی یعقوب کے طرح	آنکھوں نکو رویی جو مقدر دکھای رنج
داغ عنا میں ہمکو کسی سی گلا نہیں	یہ سینہ بھر داغ ہی دیل برای رنج

[illegible]

بی سبب اون ابرو نکی نہیچو نمین بل نہین
هیر یجانب سی کسینی کچہ لگایا جہوٹ سچ

زندگی انسان کی امید پر موقوف ہے
کچہ تو فرماد یجیی بندیسی وعدہ جہوٹ سچ

دیدۂ و دل کا تماشا انجمن کی رو سی ہے
باغ آتشباز ہی ہم شاعرونکا جہوٹ سچ

جان صدقی ایک بوسی پر کرینگی عمر بہر
دیکہ لو منہ سی ملا کر منہ ہمارا جہوٹ سچ

یادہ گوئی آدمی کرتا ہی روٹی کی لیے
جان لو دو لقمہ اپنا ہی دنیا جہوٹ سچ

بیچتا پہرتا ہون اپنا دل اگر حسب مراد
ان پریرونکا مجکو ہی سودا جہوٹ سچ

صبح کاذب رو سیہ ہی صبح صادق رو سفید
وقت پر چہپتا نہین چلتا ہی سبکا جہوٹ سچ

کیا ہمارا بار احسان ہے وہ کیون جہک کر ملے
سحر ہان الزام دینی کو ہی شکوہ جہوٹ سچ

ردیف حای حطے

چبہتی ہی نوک مژہ کسکے نیشتر کیطرح
کہ زخم دل لہو روتا ہی چشم تر کیطرح

شب فراق کی ڈر سی یہ زہرہ آب ہوا
چراغ شام اوڑا شبنم سحر کیطرح

کہلے ہنسی میں جو دندان آبدار اسکے
نگاہ ہیر گئی رشتۂ گہر کی طرح

فلکنے ہمکو دکہایا یہ ہر دو گرم جہان
کہ آی قطرہ کی صورت گئی شرر کیطرح

خیال خواب کہان انتظار جانان مین
کہلی رہینگی یہ آنکہین شگاف در کیطرح

نہال قد کی صفت کشتگان عشق سی پوچہ
بسیر الیتی ہین وہ جین ہی جانور کیطرح

کسینے کعبہ بنایا کسینے بتخانہ
بنا نہ ایک گہر و ندا تمہاری گہر کیطرح ۱۸۱

چلانہ دعوی حسن آگی یار کے ذرہ
نکل کی شمس بھی کاذب ہوا سحر کیطرح

کسینے مجکو نہ پونہچایا میری منزل پر
ہر اک کی پیچھی پڑا گرد رہگذر کیطرح

دریغ کیون ہی سگ کوی یار سی ہی تجکو
یہ ہڈیان تجھی میٹھی ہین نیشکر کیطرح

۱۸۳

سمان چڑہ کبھی چلیگی نہ وہ ابرو کیطرح
تیغ ہیجا سی کی ٹوٹی ہوی بازو کیطرح

کیا خطا آپ جو برہم ہوی گیسو کیطرح
آنکھ کیا دیکھ کی ٹیڑھی ہی ابرو کیطرح

کسطرح اپنی طبیعت کی نہ عاشق ہی
جلوی دکھلا رہی ہی شاہد گلرو کیطرح

میری آنسو نے مجھی رسوای جہان کرتے ہین
کچھ سمجھتے یہ نہین کودک بدخو کیطرح

ذکر اوس گل کا عروسان چمن سی نکرو
تھوڑے تھوڑے ہوی جاتی ہین لجالو کیطرح

سجدہ شکر کرین ہم جو سگ کوچہ یار
کعبۂ دلمین ہماری ہی آہو کی طرح

یہ سبب ہے جو وہ چلتی ہوی بل کھاتی ہین
دیدۂ ناف مین چھپتی ہی کمر مو کیطرح

زلف کے عشق مین شیعین لوگ ہین زنار بدوش
پوجتی کالی کو مسلمان ہی ہندو کیطرح

اثر دہا نکی خزانی پہ نہ بیٹھ اے ممسک
درم اید انجھی پونہچائینگی بچھو کیطرح

میری شعرو نسی دماغون مین سرور آتا ہی
لطف کہتی ہین معانی گل خوشبو کیطرح

کوی جو ٹہون بھی جو دیتا ہی مجھی مژدہ وصل
دانت رونی مین نکل آتی ہین آنسو کیطرح

فلفل خال صنم کا جو وہ عالم دیکھے
مشک کافور بنی رنگ اڑی بو کیطرح

ایک تنکی کا بھی احسان بہت بھاری ہے
پلہ جھک جاتا ہی آنکھونکا ترازو کیطرح

کیا کیا نہ انقلاب کیے آسمان نی — سیدہا ہوا نہ اپنا نصیبا کسی طرح
تیسر ہوئی کہ اپنا گلا کاٹ ڈالیے — فریاد رس نہیں کوئی اپنا کسی طرح

نالہ ہو یا دہان کہ آہوں کی لگن کہیں
حسرت ہی ہجر یار رہو بڑا کسی طرح

١٨٥

تمہاری حال نہیں آج انتظار میں روح — یہ حال ہی کہ مری ہی بتن گداز میں روح
نہ بھولی گی بغل یار کو مزار میں روح — وصال یار کا دیکھیگی بہت فشار میں روح
ہر ایک پھول پہ مرتی ہی کیسی ان بہار میں روح — مجھی کھلاہی گی افیون لالہ زار میں روح
فراق یار سی ہلچل میں زندگانی ہی — جو اضطراب میں دل ہی تو ہی اضطرار میں روح
وصال میں یہ مزا ہی کہ امتیاز نہیں — بغل میں دلبر مہرو ہی کنار میں روح
کیا ہے عشق نے مجبور ہر طرح مجکو — نہ اختیار میں دل ہی نہ اختیار میں روح
یہ سوز عشق سے جلتا ہی تن بدن میرا — اڑا رہی ہی ہوین آہ کی بخار میں روح
پناہ مانگی تو وہ تمہاری قامت سے — جو پھونک دی لب عیسی بیان دار میں روح
نسیم آہ کو تحریک دی نہ ای صنم یار — برنگ نکہت گل ہی دل فگار میں روح
جو مر رہو نہیں قسمت ہجر میں تجی خوش ہو — چراغ گھی کی جلائی مری مزار میں روح
اگر نگار لی اوس سی تو جی پہ بنتی ہی — کہ اوسکے قبضے میں دل ہی کی اختیار میں روح
ہوس نظارہ گل کی ہی داغ دیکھیں گے — مجھی لٹاہی گی انگار و بہار میں روح
کہو ای بھائی یہ تراکت شعار مشکل ہے — بدن تو کیا ہی ہے آہنی حصار میں روح

تارے شب فراق مین گنتا ہون اسلیے
یہ سوتی ایک روز کرونگا نثار صبح

دو دشب فراق کی بوہی دماغ سوز
کہول اے نسیم کاکل کافور بار صبح

بالو نمین کیا ہی روپہے ڈورا ہی مانگکا
گویا کہ نصف شب مین ہویدا ہے تار صبح

ای سحر اوسکی آنکہ کی تعریف کیا کرون
پتلی جبین شب ہی سپید ہے عذار صبح

ردیف خای معجمہ

۱۸۷ جلوے دکہلاتی ہی تیغ قتلگہ کی خاک سرخ
جب غبار اوٹہا شفق پہولی ہوی افلاک سرخ

خون عاشق سی نکر تلوار او سفاک سرخ
لال ہوجائینگی اطباق زمین و افلاک سرخ

آفتاب عشق سی جلکر مہوس خاک ہو
ایک چٹکیمین تو ہوتا ہی مس افلاک سرخ

راتدن خون جگر کہاتا ہون پر ہے ضبط ہے
زخم بنجاتی ہین لیکن نہو مسواک سرخ

عاشق شید اشباب اہل حسن کے ہین ہم
ہی کبہی پوشاک سبز اینکی کبہی پوشاک سرخ

آرزو ہی محتسب کے خونسی تہالے بہرون
گہنگہن کی شکل دیکہون خم تہماناک سرخ

رنگ گہٹتا ہی بدن کی رنگ سی کیا رنگ ہے
زرد ہوجاتی ہی اوسکی جسم مین پوشاک سرخ

دیکہنا اوس آفتاب حسن کا دشوار ہے
اشک حسرتسی ہوا ہی دیدۂ ادراک سرخ

پہرگیا جسوقت وہ گلگون سوار آنکہون ہے
تار اشک خون دکہائی دیگئی فتراک سرخ

دیکہ واعظ کشتگان عشق ہین اسی عزیز
جیب یوسف کو ہی صندل کربلا کی خاک سرخ

دن بہت گزرے نہین دیکہی وہ جنگل کی بہار
ایکجانب کو بولین سداک سوڈہاک سرخ

ردیف دال مہملہ

دیکھکر آینہ تیہر سا لگے کا دلبر
اپنی صورت سی ہیکا تو خفا میری بعد

کان پکڑیگا زمانہ تری نکتو رد نسے
دیگی خفت تجھی یہ تیر جفا میری بعد

سرد ہو جاوی گی یہ گرمی بازار جمال
کوی ہوگا نہ خریدار ترا میری بعد

ناز بردار کوی مجسا نہ پیدا ہوگا
یاد آئیگی بہت میری وفا میری بعد

خال ہندو کی ضلالت نرہیگی مخفی
زلف مشکین کے عیاں ہوگی خطا میری بعد

بال ہو جوگی مری دلکی گرفتاری پر
عنبرین زلف پر آئیگی بلا میری بعد

نرہینگی کبھی اس اوج پر ابرو کی ہلال
ہونگی ناخن صفت انگشت نما میری بعد

ٹھوکرین تمکو کھلائیگا تمہارا چلین
خاک اوڑاتی پہرگی مثل صبا میری بعد

تمسے بوسی کا طلبگار نہوگا کوئی
تلخ ہوگا لب شیرین کا مزا میری بعد

چتونمین نرہینگی یہ مسیحے انداز
چشم بیمار کی ڈہونڈ ہوگی دوا میری بعد

یاد خاطر رہی اس بحر جگر سوز کی بات
داغ ہو جاؤگی ای ماہ لقا میری بعد

۱۹۰

گر جای آنکہ سی جو ہو تجھسی دو چار چاند
چار ابرون نی تجکو لگائی ہین چار چاند

کیا ہی گلی مین تیری ہی چاند ار طوق
اک طوق کی اسیر ہوے ہین ہزار چاند

خنجر بکف ہے یاد رخ یار مین یہ آہ
شکل کتان ہے ایک نہ اک شب فگار چاند

میری شب فراق بلای سیاہ ہے
چوگرد اپنی ہالی کا رکہی حصار چاند

پونہچا کوی حسین نہ اوسکی عروج کو
خورشید سنگ رہ خذف رہگزار چاند

نہین یہ پتلیان اوچشم فتان	ترے گہر مین ہین وقفِ نظر بند
مین گہبراتا ہون محرم سی تمہارے	کھلی دل کی گرہ کہولو اگر بند
دعا یہ مانگتا ہون مین شبِ وصل	قیامت تک رہی باب سحر بند
خدا جانی کہان ہون اور کیا ہون	کھلے احوال کیا جب ہو خبر بند
جو ہاتہ آئین اوسی یہ دانۂ اشک	رہی مشت صدف مثل گہر بند

لکھی گا حال دل ای بحر کب تک
بس اب ویغر لگا مکتوب کر بند

۱۹۲

تارے گنتی رات کٹتی ہی نہین آتی ہی نیند	دلکو تڑپاتا ہی ہجر آنکہو کو ترساتی ہی نیند
گہر مین آنکہو نکی قدم کہنے نہین پاتی ہی نیند	دونون پلکو نکی تماچے رات بہر کہاتی ہی نیند
فرش راحت پر مجہے جسوقت یاد آتا ہی یار	مرغ دل بیساپہڑکتا ہی کہ اوڑجاتی ہی نیند
کون ہی راحت رسان دنیا شب اندوہ مین	موت ہی آنکہین چراتی ہی جہچکاتی ہی نیند
سو ون کیا آنکہونکی ڈہیلی ہو گئی ہین سنگ راہ	آکے مریخ خوابگہ مین ٹہوکرین کہاتی ہی نیند
عین راحت ہی مجہی خدمتگزاری یار کی	تلوی آنکہونسی جو سہلاتا ہون آجاتی ہی نیند
دن نکل آتا ہی اونہی کو نہین جی چاہتا	سامنے جب سوتا ہی وہ کیا پاؤن پہیلاتی ہی نیند
خواہش دیدار آنکہو مین بہری سون کہا	پتلیو مین اپنی جا تل بہر نہین پاتی ہی نیند
مرغ بسمل عاشق مہجور دونو ایک مین	ادہکو پہڑکاتی ہی گل ادسکو تڑپاتی ہی نیند
کیسے نیکہی کیسے توشک کیسا تو ہی پلنگ	مین وہ غافل ہون مری گہر آکی پچہتاتی ہی نیند

ردیف دال مہملہ

جو دلجلو نکی گئی تا آسمان فریاد
کرینگے ہجر جتنک کر سپند سان فریاد

جو دل لیا ہی تو پھر دلبری ہی لازم ہے
کہان معاملہ جب آ ہی درمیان فریاد

یہ وہ زمانہ ہی ہنستی ہین لوگ رونی پر
ہوی ہی نغمہ نے پیش مردمان فریاد

مقام گریہ ہی شاید کہ غفلت مردم
جو شبنگی پردمین کرتی ہین بیابان فریاد

مین دیکھتا ہون وہ حال برہمن و زاہد
پناہ مانگی جہنم کری جنان فریاد

قصور کیا ہوی ایسی کہ نا قبول ہوے
سگ وہما سی کرینگی یہ استخوان فریاد

جنون کے جوش مین یہ ندا ہے ہی جنگل کو
وہان شہر سے کرتا ہی بیستان فریاد

پناہ مانگو خدا سے تو ستم نہ کرو
ستم رسیدونکی ہے بیزبان فریاد

وہ اور ہین جو تمہاری ستم سہی نالان ہین
زبان کاٹی آئی جو تا زبان فریاد

ہنوز ابر کی پردہ مین برق لرزان ہے
نکل گئی تہی مری سب سے ناگہان فریاد

نہین ہی کوی جہان داد رس ہوئی ثابت
گئی زمین سے بالای آسمان فریاد

وہان جو غیر نے جٹکا مین انگلیان رکھے
تو بند بند سی اوٹھنی لگی یہان فریاد

رقیب آگ مین جہونکی تو ضبط مشکل ہی
سپند سان ہی سینی مین کب نہان فریاد

محیط عشق مین ڈوبین جو میرے شکل ای ہجر
برنگ غوک کرین ساری مچھلیان فریاد

۱۹۵

ستا رہا ہی مرض عیسی زمان فریاد
تمہاری ہجر مین نالان ہون جان جان فریاد

دوہای ای دل بیتاب ہمدیان تو مین
رہا نہ خون بدن چشم خونفشان فریاد

ردیف دال مہملہ

ردیف دال ہندی

۱۹۶

تا او موجونکو دیا کرتی ہین ایدھر کی حضور
سر اوٹھایا جو بگولے نے پریشان ہوا
ایک پشے سے بھی نمرود کا کچہ بس نہ چلا
شیر کے سامنے ہاتھی کی حقیقت کیا ہے
سر نہ چڑہ نالہ اکثر انکی نہین صبح ہونکی
زور و زر رکھتے ہین جو لوگ یہ حال انکا ہے
لاکھ پندار فروشی کرے بازار جہان
دانے بکھرینگے اگر رشتہ دولت ٹوٹا
اپنے رتبے سے جو بڑہ بڑہ کے بہت بولتے ہین
پوچ گوئی یہ جہالت سے ہی جنکو پندار

تیری حرمت پہ جو کہتے ہین گنہگار گھمنڈ
خاک ہو خاک کی پتلی کو سزاوار گھمنڈ
جب نہ اتنی بھی ہو قدرت تو ہے بیکار گھمنڈ
ڈنڈ موچھونپر نکرے کوئی بداطوار گھمنڈ
سب نکل جائیگا اے چرخ ستمگار گھمنڈ
اگر اک بار تواضع ہے تو سو بار گھمنڈ
مول لینگی نہ محبت کی خریدار گھمنڈ
نکرو موتیونکی بار یہ زنہار گھمنڈ
منہ کے بھل اونکو گراتا ہے اے بیمار گھمنڈ
بحر للہ اونکی سر دفتر اشعار گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

١٩٧

مجھے ہو نسخہ اکسیر سے سوا تعویذ
بدنکو گرمی سودا جلائے دیتی ہے
ہوئی نقیر تو دنیا کی آفتونسے چھٹی
مریض عشق ہو کوئی بشر خدا نکرے
ہم اپنے سر سے وحشت کا جن اوتارینگے

اگر چلے رہ حب مین وبائی کا تعویذ
فتیلہ بنگیا بازو مین جو بندھا تعویذ
ہر اک بلا کو ہوا نقش بوریا تعویذ
کہ کارگر نہین کوئی دوا دعا تعویذ
کسیکے سر کا اگر ہاتھ آگیا تعویذ

ردیف رای مہملہ

مٹے ہوی نقش پا کی صورت | آنکھین قدمون تلے بچھا کر

کیا خار ہوی ہے حسرت دید | آنکھو نمین اٹک رہا دم آ کر

آتا ہی وہ گل وداع ہو لون | ای زندگی اور کچھ وفا کر

اب دل مین بھی ہے آینہ وار | گھر بیٹھیے سب سے منہ چھپا کر

بنواتے ہین غیر سے گلوری | بیڑا مرے قتل پر اوٹھا کر

بلبل جو نغا نمین مجھسے بحثی | ہنسنے لگے پھول کھل کھلا کر

راضی برضا اگر ہے اے دل | اپنے کا نہ غیر کا گلا کر

اٹکی تھی ہماری جان اوسی مین | رخصت ہوے یار کو بلا کر

بیعانہ ہے خاتم سلیمان | چھلا کوی ہاتھ کا جدا کر

منصور یہ بک رہا ہی کیا تو | ای بندۂ حق خدا خدا کر

ق

مجکو نہ سلائین ساتھ اپنے | حسرت ہی یہ کہدین مسکرا کر

آرام کیا کرو نمین جب تک | آنکھین تلووں سے تو ملا کر

اس سن مین یہ بت پرستیان بحر
لاحول ولا خدا خدا کر

٢٠٠

چپ رہ خدا کیو سطے غل کر نہ دہوم کر | گالی تو سن چکا تری ہونٹھونکو چوم کر

آنکھین ابھی پر آب ہین کرلی مقابلہ | سر پر گرج گرج کی نہ ای ابر ہوم کر

روشن کرین چراغ جو زندونکی قبر پر | ٹٹی بنائین شیشۂ مینا کو توم کر

ردیف الرا

قاتل کبھی نہ آیا قسم پر
جان دی ہمنے اوسی کیا جان کر
باہجر مین اتنا تو ہو صاحب فرش
موت بھی پہر جای مردہ جان کر
اوسکے ابرو نے جو سر کیا ہاتھ ہا ن
پھینک دی تلوار تو ہامان کر
قتل عام اچھا نہین اوست تا نر
دوست دشمن کو ذرا پہچان کر
مین ہو مجکو ہین قتل کیا تو نمین کر

ایجر یصو جعلساز سے حصول
وہ نہین سنتے ہماری داستان
کلمۂ باطل سے جھنڈی پر نہ چڑہ
دم ہی کوی دم کفن سے گور کہود
مار ڈالا جست وجوی یار نے

کیا ملا مکڑی کو جالا تان کر
سو رہی منہ پر دوپٹا تان کر
قصۂ منصور سن کچہ دہیان کر
دست و پا چلتی ہین کچہ سامان کر
گور مین سوتے ہین چادر تان کر

یار نے تجکو کہلایا اپنے ساتہ
بحر اب گہر چلکے دسترخوان کر

۲۰۲

ہم کبہی روی جو مایوس تنہا ہوکر
رہگیا ایکی برس پہر مجہی سودا ہوکر
ہمسا نکلا انکو کوی وفادار نہین
رفتہ رفتہ یہ کدازی ہوی سوز غم سے
کوڑی کوڑی پہ رہا دانت تلاش زر مین
فتنۂ حشر جو دیکہی چلین اوس کافر کا
دور عالم مین اگر سیری سیہ روز کا ہو
دلکو اسواسطی پہلو سی جدا کرتا ہون
دیکہکر روی صفا جو نہ حیرت ہوا وسے
حال کہلتا ہی ہر اک چیز کا جنسیت سے

ایک اک بوند گری آنکہ سی دریا ہوکر
بنگئی میل قدم بادیہ پیما ہوکر
سکے بٹہلا دی ہین نقش کف پا ہوکر
ہڈیان ہلگئین اپنی کف دریا ہوکر
ہڈیان ہمنی چبائین سگ دنیا ہوکر
چوم لی دونون قدم نقش کف پا ہوکر
قلب کر دو نہین ہی مہر سویدا ہوکر
آرزو ہی کہ ملون یار سی تنہا ہوکر
یار کا کلمہ پڑہی آئنہ طوطا ہوکر
دیکہی نیرنگ چمن نرگس شہلا ہوکر

ردیف الیای

ایک آفت ہو تو انسان کہی چال اوسکا	گور کی گود مین پلتا ہو نمین پیدا ہو کر
ہفت کشور کی زمین ناپتی پہرتے ہین ہم	پاؤن گز بنگئی ہین بادیہ پیما ہو کر

چارہ جو ہوتی ہوای ہجر دغا کیش نسی
مار ڈالین گے یہ بید مسیحا ہو کر

۲۰۴

اوسکی زلفین جو مخالف ہوین سایا ہو کر	اژدہی خوف سی لرزدم ہوی کانٹا ہو کر
اوس لحماندار سی عشق آکبہی تودا ہو کر	دیکہ اے دل ہمہ تن چشم تمنا ہو کر
اوڑہ گیا چین بغل سی جو وہ محبوب اوٹہا	پہول قالین کی چبہنی لگی کانٹا ہو کر
عین حسرت نظر آتی ہی نزاری اپنی	مژہ چشم تمنا ہوے کانٹا ہو کر
غنچے دلہای عنادل کی نہ کہلنے پائی	پہول مرجہا گئی کیا جلد شگفتا ہو کر
جال ہو جونکی پڑین یار جو دریا مین نہانے	مچھلیان شست لگانی لگین کانٹا ہو کر
کف رنگین پہ جو بوسی کا تصور گزرا	اوڑ گیا رنگ حنا رال کا شعلا ہو کر
یار کی جاتی ہی جاتی رہی جب ہوش و حواس	دم لگا سینے مین گہبرانی اکیلا ہو کر
تیری زیبائی اگر دیکہی وہ یوسف جمال	گل خورشید رہی کانمین پٹا ہو کر
آہ برگشتہ اثر سے یہ تعجب کیا ہی	موتی اون کانونمین بہر جائین جو مینا ہو کر
سن سکی نہ کہین اپنی سی مین ہی ہیہات	عشق مین زیست بسر کیجیے مردا ہو کر
اونگلی پکڑا او نہ اطفال چمن کو چہوکر	پہول پونہچا نہ پکڑ لین کہین گجرا ہو کر
نہ رہا نل نہ پرسرام نہ فرہاد نہ قیس	رہ گیا چار ہی دن عشق کا چرچا ہو کر

داغ کہتا ہی تری بام سی بالا ہوکر
چاند لیتا ہی تجھی [illegible] مین بالا ہوکر
بیقراری نی رگ و پی مین یہ کی جلاجی
ہڈیان اوڑنے لگین رو دیکھا کالا ہوکر
چاند سورج ہوی قربان اگر جوتی پر
بجلی کانونکی تصدق ہوی بالا ہوکر
ہر ستم پر یہی ہی قول رضینا بقضنا
حیف ہی شکوہ کری چاہتی والا ہوکر

ردیف زا

حسن اوس گل کا وہ شیرین ہے جو لکھی شیرین
عرق شرم مین گھل جاسی بتاسا ہوکر

راستی چاہیی خردی و بزرگی کیسی
بڑہ گیا سرو سی قد یار کا بوٹا ہوکر

مرگ کر سکتے نہین میری عناصر تقسیم
جوہر فرد بنا عشق مین دبلا ہوکر

شمع ہوکر جب ہجر انسی گھلا جسم اپنا
بیقراری سی وڑی روح پتنگا ہوکر

ہون وہ بیمار اگر فکر دوا ہو مجکو
گنگ ہوجاسی فلاطون مسیحا ہوکر

مجہ سیہ کار کی پرسش جو مقدم ہوگی
نکلیگا روز قیامت شب یلدا ہوکر

سوجھتا کچہ نہین رونیکی سوا فرقت مین
خوب آنکھونکی دوا کرتی ہین اعمی ہوکر

روز فرقت سی اگر ڈرہی تجھی اشب وصل
رہ مری خانۂ دلمین تو سویدا ہوکر

بحر ہرگز نہ کہی گا کہ سد بار وگھہی
منہ کو آجایگا سو ٹکڑی کلیجا ہوکر

٢٠٧

منہ سے نکلے جو مری آہ شرارا ہوکر
بوتہ چرخ سے نجم اوڑگئی پارا ہوکر

میرا صیاد اگر آنکہ اوٹھا کر دیکھے
آہوی چرخ رمیدہ ہو چکارا ہوکر

عاشقو صبر سے بہتر نہین کوئی لذت
شہد ہوتا ہی زہر گوارا ہوکر

یار اگر اپنے ستاری کی نظر سے دیکھی ہے
روبرو آیگا تو آنکہ کا تارا ہوکر

اور بھی حسن پسینی سی چمک جاتا ہی
بوند ماتھی سی ٹپکتی ہی ستارا ہوکر

تیری میدان مین رستم کی حقیقت کیا ہے
ذرہ بنجایگا مریخ اوتارا ہوکر

دیدۂ گور مین پتلی سا چھپا ہی بہرام
مورچہ مارا ہی فرکان صف آرا ہوکر

جو اپنے سے جاتے ہین کنج کو رحمت	کانٹونپہ بسر کرتے ہین گلزار سمجھ کر
صیاد ستمگر کی یاسے آنکہ لگی ہے	فریاد کرے مرغ گرفتار سمجھ کر
چھپر کو محل جانتے ہین بی سروسامان	خوش رہتی ہین ٹٹی کو وہ دیوار سمجھ کر
افلاس سے ہی باب ملاقات مقفل	مہمان بہی آتا نہین نادار سمجھ کر
وادی محبت کا ہر اک خار ہی سولی	اس راہ مین کہین قدم اغیار سمجھ کر
میری تن لاغر پہ کسیدن تو کرو رحم	بنجاو مسیحا مجھے بیمار سمجھ کر
ہر ہنکہڑ یسے خون کی بو آنی لگی گے	پہولونکی چہڑی باندہی تلوار سمجھ کر
کرتا ہون بہت یاد عزیزان چمن کو	ان آنسوونکو موتیی کا ہار سمجھ کر
اسد رجہ طبیعت مین نزاکت ہی سمائی	زیور بہی پہنتا نہین وہ یار سمجھ کر

اى بحر وہ موجین ہین نہ لفونکی دکہائین
آگی نہ بڑہی مانگ کو منجدھار سمجھ کر

بیخبر جو ہین وہ خوش ہوتی ہین دنیا دیکھکر ۲۱۰	طفل رونا بہول جاتی ہین تماشا دیکھکر
شہر پر آشوب ہی عشق جنون زا دیکھکر	بند ہوتی ہین کانین میرا سودا دیکھکر
ہاتہ سی چھوٹا عصا وہ سرو بالا دیکھکر	آنکہ سی عینک گری وہ مصفا دیکھکر
جاہ و حشمت مین بشر کا حال دیکھا چاہیے	سوانگ بنجاتا ہی دولت کا تماشا دیکھکر
شہی جہنی قدم اپنی نکالی شکر ہے	کچہ تو آنسو چھلکی دامان صحرا دیکھکر
بادہ نوشی ناگوارا ہی فراق یار مین	جان پر گرتی ہی بجلی ابر مینا دیکھکر

ردیف دال مہملہ

غافلونکو دولت دنیا سی استغنا نہین
تشنہ کیا سیراب ہوسکتی ہین دریا دیکھکر
یاد آیا رات کو جھمکا کسی کی کان کا
جان پر ٹوٹا فلک عقد ثریا دیکھکر

کس نور کی ہی جلوہ گری مشت خاک مین	پریونکی ہوش اوڑتی ہین انسانکو دیکھکر
دل پر ہزار داغ دیی باغبان نی	ہمنو ہوی نہال گلستان کو دیکھکر
غیرت سی اون لبونکی ہوی ہین عقیق زرد	موتی سفید ہوگئی دندان کو دیکھکر
رفتار ہر دو پارہ مقصد مین ایک ہے	ثابت ہوا یہ گبر و مسلمان کو دیکھکر
پابند عشق ہوکی مزا دیکھ زندگیش	جنت کو بہول جایگا زندانکو دیکھکر
پہر روز حشر کا مجہی اندیشہ کچہ نہین	جیتا رہا اگر شب ہجران کو دیکھکر
گل کیطرح شگفتہ رہا داغ سر مرام	بہولی کبہی نہ پاؤن بیابانکو دیکھکر
گالونپر اوسکی سبکی نگاہین ہین یون رکی	دوڑین پتنگی جیسے چراغان کو دیکھکر
بیرنگ میری شعر سی تصویر ہوگئی	ارژنگ مٹگیا مری دیوان کو دیکھکر

کب تیر جستہ سوی کمان پہیرتا ہی رخ
اب گہر کو بحر پہیر چلی میدان کو دیکھکر

۲۱۲

صبر کرتی ہین اسیران قفس بیداد پر	ہون اگر گرم فغان بجلی گری صیاد پر
قد جانان دیکھکر کٹ گئی اہل چمن	بال قمری سی چلی آری سر شمشاد پر
یار کی روی درخشانکا جو پرتو پڑگیا	داغ کہایا چاندنی آئینۂ فولاد پر
زیست کا نقشہ بگاڑا یار کی تصویر نی	سایہ دیتی ہی بلا نازل ہوی بہزاد پر
یاد کرکی یار کی زلفونکو روتا ہون جو مین	دوڑتی ہین سانپ اتونکو مری فریاد پر
رنگ دکہلائیگا اکدن غنچہ بلبل باغبان	آئیگی اکدن خرابی گلشن آباد پر

خوابیدگان خاک کا رحمت رسان کون
نوبت سنے نہ صبح شب وصل یار کی
بی کوشش آب و دانہ میسر قفس مین ہے
بعد فنا بھی ہین جو یہی بیقراریان
ہر روز ایک داغ نیا دیکھتی ہین ہم
کیا کیا ہوا مین آتی ہین پور کی جہونکے
ایذا سے دم چرائینگے ہرگز نہ اہل درد
جو مال مردہ ڈہونڈہتی ہین اونسے کیا عجب
بالای بام آج وہ دیکھین گی چاند نے
رنگ حنا سی لپٹ گئین شاید کہ اونگلیان
حسرت ہی باندہ کر مجھی لیجای وہ سوتی
سمجھا نہ میر اصاف سخن بی بزلی سواد

تخم امل ہرے ہون تو سبزہ ہو گور پر
ٹکرا کے سر مین مرگیا پہلے ٹکور پر
اس اپنی بی پر کی تصدق کرو پر
اک روز ہڈیونکا حزیرہ ہی گور پر
ابکی برس سوا ہی نوروز مور پر
مچھلی اوڑا رہی ہین وہ بالی کی ڈور پر
نشتر لگا کی دیکھ لو زخمونکی چور پر
صندوق کا گمان کرین میری گور پر
بہاری ہی چاند چودہوین شب کا چکور پر
چھالی شکست بندگی ہین پور پور پر
فتراک پر نظر ہے کبھی باگڈور پر
عینک نی کچھ اثر نکیا چشم کور پر

ای بحر شعر گوی ہی کشتی سہی کم نہین
دل پہلوان ہی جو طبیعت ہی زور پر

گل کمر باندہین جو خون عاشق دلگیر پر
موجزن ہی کوچۂ قاتل مین سیلاب فنا
بوسہ بروی مشکل جبین رعب حسن ہے

۲۱۵ بلبلونکا جوش ہو آب دم شمشیر پر
تیغ کی دیوار گرتی ہی سر راہگیر پر
دل جو ہو سینہ سپر قبضہ ہی شہر شیر پر

۲۱۸

دن بھر کبوتروں کو بہکاتی ہین باو پر
رندو نکو ایک روز تو دریا دلی دکھا
کشتی مے کو چھوڑ دے ساقی بہار پر
لکھون وہ شعر عارض رنگین کی وصف مین
تختہ چمن کا صدقے ہو کاغذ کی تاو پر
کچھ حاجت کباب نہین لطف عشق مین
سیخین دل و جگر کی لگین ہین الاو پر
بے منت جہان تنا ظرفت اگر ملے
واللہ پھر تو چرب ہی خشکا پلاو پر
قانع کی منہ سی نعمت دنیا خفیف ہی
بھاری ہی بادنان ری نان پاو پر

ہم آج کل ہین نامہ نویسی کی تاو پر
دو پھول تربتی پہ کبھی دستار کی یادو پر
قسمت نہ لڑی ہجر کسی باغبان کی
گر رکھ دیا ہے قدم یار کی اوپر
وہ بہر نگار ہوی آرزو دل کی اوپر
دل بر مجھے لیا تہا اسی اقرار کی اوپر
اٹہاتو ہون مین اور ان مین نہوی نال

سیدین شتاب چاک گریبان صبح ہجر	سوزن جو لگیئی ہون مسیح آسمان پر
اوبیت کو کیا خدانی عطا کی صفائے حسن	رخسار سی ہیل کی گرا خال سان پر
باغ و قفس کے رنج مکافات ہو گئی	صیاد کے نثار فدا باغبان پر

ربیٹھی سقف و بام کو ای ہجر منہ کی ساتہ
ابکی یہ رت کڑی تہی ہماری مکان پر

۲۱۷

قربان مہ و مہر ہین رخسار کے اوپر	کیا نور کا عالم ہی مری یار کی اوپر
ابرو کی اشاری پہ وہ ترچھی نظر او سکے	برچھی کا ہی اک وار ہی تلوار کی اوپر
اللہ تری زلف کی آفت سی بچالی	بھاری ہی یہ شب عاشق بیمار کی اوپر
دو روز کی یہ سیر ہی دو دن کا تماشا	ای مرغ چمن بہول نہ گلزار کی اوپر
کب تک مجھی تڑپاؤ گی تم ہجر مین اپنے	اب رحم کرو اپنی گنہگار کی اوپر
جسطرح سے چاہی کوئی دل مول لی اپنا	موقوف یہ سودا ہی خریدار کی اوپر
اوس لال دوپٹی نی مجھی قتل کیا ہے	ثابت ہی مرا خون ستمگار کے اوپر
اک جام نہ ہاتہ آیا گئی فصل بہار سے	سر پھوڑ لیے اپنا در خمار کے اوپر
اللہ ذرا چاند سے مکھڑے کو دکھا دو	کچھ مہر کرو طالب دیدار کے اوپر
مشکل مری آسان کرای پنجۂ وحشت	پوشاک گران ہی بدن زار کی اوپر
ارمان رہا سیر کا چھوٹی نہ قفس سے	افسوس خزان آگئی گلزار کی اوپر
زاہد کو مبارک رہی سجدہ نہ محراب	سر اپنا جھکا ہی در خمار کے اوپر

ردیف رای مہملہ

آفت نشان ہین جہ بد و قنا ... نکلے یہ نگاہ پر
[illegible]

[illegible]

۲۱۹

شال نارنجی ہوی زیبا وہان بلائی سر — داغ سودا سی اوٹھی شعلی یہان بالای سر

پانوکی منہدی ستم ہی اور آفت کی سر بال — آگ اوسکی پانوکی نیچی دہوان بالای سر

مثل گلبو جان نکلی گی جو نکلا باغ سی — خون کیون لیتا ہی میرا باغبان بالای سر

گرد کلفت سی ہین آلودہ ہوا ہون مالا مال — اس زمین نی ڈہا دیا ہی آسمان بالای سر

بخت ایسی ہین جو ڈہونڈہون سایۂ ابر کرم — صاعقہ ہو یک بیک آتش فشان بالای سر

کچہ نہ پوچہو دوستو ہم وحشیونکی سرگذشت — ہوگئی زاغ و زغن کی آشیان بالای سر

سرفرازی تمنے فرمائی قدم رنجہ کیا — بیٹہیے بالای چشم ایمہربان بالای سر

جمع زر کسواسطے تقلید قارون کیجیی — بوجہ لیتی ہین عبث اہل جہان بالای سر

نکلی جاتی ہی زمین ہی پانوکی نیچی سی آج — پہٹ پڑا ہی بیکسی کا آسمان بالای سر

ہوگئی غرق شہادت دیکہکر ہو نہر عرق — ہوگیا تلوار کا پانی روان بالای سر

آتش افروز ونی یارب سر اوٹہایا ہی بہت — شمع کی مانند کہینچ انکی زبان بالای سر

بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد — غم نہین آفت پر آفت ہو یہان بالای سر

آدمی دیکہی کدورت کا صفا کا مرتبہ — ہی زمین زیر قدم اور آسمان بالای سر

منزل عالی کو پہونچا جو تواضع پر چلا — جب اوڑی خاک قدم پایا مکان بالای سبی

کیون قدم رکہنی نہین دیتا چمن مین باغبان — کیا اوٹہا لیجا ونگا مین بوستان بالای سر

آہ سوزان سی یہ کہتی ہی مری نا طاقتی — کوہ گرتا ہی جو آتا ہی دہوان بالای سر

نیک ممتاز جہان ہی بد ذلیل خلق ہی — خار کی جا زیر پا گل کا مکان بالای سر

بار سر ہی اوسے زلف گران ہی سکو
چشم بیمار نظر آتی ہے رنجور کمر

ہوا بی پردہ جو وہ نور کا پتلا شب وصل
طور کو بی نظر آئے شرر طور کمر

یہ لچک ہمکو دکہاتی نہین بل کرتی ہی
مثل زلف اپنی نزاکت پہ ہی مغرور کمر

قتل عاشق پہ حسینون نی کمر باندہی ہے
حلقۂ ناف ہی پہانسی دم ساطور کمر

نہ ہی آپکی پوشاک ہی اک وضع کے ساتہ
نہ معمول ہی پردہ نہ بدستور کمر

کیا شرارت ہی نظر بہر کی جو دیکہا ہمنی
صاف بجلی سے چمک کر ہوئی مستور کمر

کچہ ریاضت سی نہین پشت خمیدہ زاہد
بار عصیان وہ اوٹہایا کہ ہوئی چور کمر

گئے وہ دن جو نہ لگتی تہی کمر بستر سے
اب تو کروٹ کی بہی لینی سی ہی معذور کمر

دیکہو بالونمین جو ملجائیگی کہو جائیگی
زلف بڑہ آئی ہی نزدیک ہی دور کمر

کیا مری حلقۂ آغوش مین معلوم ہو وہ
جب جہنگلی کی ہی چہلی مین ہو بہر پور کمر

پیٹ تو چشمۂ خورشید ہی ناف اختر ہے
پشت آئینے کی صورت رگ بلور کمر

شعر اکی نہی قدر زمانی مین بحر
باندہ مزدور یونہ صورت مزدور کمر

٢٢٢

ہو گئے یار محبت کے چلن سے باہر
کیونکر اوٹہین نہ مرے پاون وطن سی باہر

تیری کتی کی ہی الفت مین یہ بیتابی ہو نہین
ہڈی ہڈی ہوی جاتی ہی بدن سی باہر

خار کی شکل کہٹکتا ہی رقیب آنکہو نمین
گل کو وہ دیکہو نمین جو بلبل ہو چمن سی باہر

یار جامی ہی نہ باہر ہو غم عاشق مین
میرا مردہ نکل آئیگا کفن سے باہر

ردیف المیم

بار لایا ہی محبت کا صنوبر بہم
بد نصیبو تو جدا ہی ہین لنگر بہم
جسطرح ہے غنچہ کہلین جا بجا دی ہی صنم
یون اوتر تا ہی نہین غنچی سے اندر بہم

۲۲۴

توڑ و قفل در گنجینہ کو لیکر پتھر — ای امیر و در و یاقوت ہین کنکر پتھر

ہین مرے مجنون ہون جو برسین مری سر پر پتھر — کاسۂ سر سی صدا آئی کہ پتھر پتھر

سخت کمسی ہین شبین روز گزرتی ہین کٹہے — کوہ افلاک نظر آتی ہین اختر پتھر

چاندنی دیکھنے نکلا شب فرقت مین جو مین — پر تو ماہ نے مارا مرے سر پر پتھر

مرگئے پر بہی مجھی یو جنون کا ڈر ہی — رکھو قفل پڑہ کی مری قبر کی اندر پتھر

بلبلو دیکھو تمہین موج چمن کی تو ہی — طبع نازک کو یہان تو ہی گل تر پتھر

جان دیتے ہو عبث تختۂ عمارت کے لیے — لوح مرقد کو بہی ہوگا نہ میسر پتھر

کیون ہی ہم حسن پرستونسی عداوت واعظ — کسدن آئینی نی مارا تری منہ پر پتھر

کیا سلامت رہی دل عشق کی پامالی سے — ہر یہ ہو جای اگر کہای یہ ٹہوکر پتھر

تیری تصویر ہی ای بت کہ خدا کی قدرت — مثل آئینہ ہوی دیدۂ آزر پتھر

جب سی دیکھی ہی لطافت تری حسن کی نے — اپنے آئینی کو کہتا ہی سکندر پتھر

اوسکی اک جنبش ابرو نی کیا کام تمام — چاٹتا رہگیا جلاد کا خنجر پتھر

ق

جبکہ فرہاد سی شیرین نی یہ اکدن پوچھا — کیا ہی تجھ پہ تراشی گئی کیونکر پتھر

کوہکن نے یہ کہا جان حقیقت تو یہ ہے — نرم معلوم ہوی مجکو سراسر پتھر

ڈہا دیا کوہ مگر بس نہ چلا کچھ تجہپر — سخت دیکھا نہ تری دل کی برابر پتھر

بحر ہفتاد و دو ملت کو ہوا ہی سودا
باندہ رکہ گوشۂ دامان مین بہتر پتھر

کیون باندہتی ہو مال کی پشتارہ نجھیلو
کل زاد سفر بہی ہی تمہین وقت سفر بار

جہکی ہوی ہے آج وہ سرکار تمہارے
پریون نے کیا ترک سلیمان کا دربار

ہیبت سی ہوائی ہوی مہتاب کی نکہت
نکلے مری منہ سے جو کبہی آہ شرربار

دیکہا نہ اثر خاک بصارت کو بہی کہویا
پتہر پڑین اس رونی پر اے چشم گہربار

انگشت نما کون ہو حاجت طلبی مین
ماتہی پہ الف کہینچتے ہین چہوڑ کی گہربار

قرآن بہلا کیونکہ اوٹہاؤ کی قسم پر
تمکو تو حمائل بہی ہی بالا ہی کمربار

اے بحر یہ صحبت مصاحب مین غنیمت
برخاست ہوا دیکہ سلیمان کا دربار

٢٢٧

اگر کہا ہی ہمارا دل فگار بہار
ہزار بار ہوا اس پہول پر نثار بہار

رہی طبیعت وحشی مین خار خار بہار
پہرو نمین دشت مین ٹرمارتا بہار بہار

نسیم صبح سی کب لہلہا رہا ہی چمن
تمہاری سبزۂ رخ پر ہی بیقرار بہار

بہار آ ہی ہی اہل چمن مین جوبن پر
دکہا رہی ہین عروسان سبزہ زار بہار

سواد خط سی کہلا حال سبزہ زار شباب
چہپی ہوی ہی پس پردۂ غبار بہار

جہڑکی آب سے سبزی کی موج اے بلبل
کوی شگوفہ پہلائیگی ابکی بار بہار

کلی کلی کے چٹک ہی پہنچی کی آواز
کہین نہ مرغ چمن کو کری شکار بہار

تمہاری دید کو آنکہین بنا لی نرگس نے
ہمیشہ باغ مین ہے محو انتظار بہار

ہماری داغ ہین جتنی نہونگی پہول اتنی
اگر نہو او سی باور کری شمار بہار

تیری آہین یار کو ناساز ہین | سازا پنا اے دل مضطر پنجہیڑ
جشمہ بر پا کر کی لیٹا ہون ابہی | سونے دی او فتنۂ محشر پنجہیڑ
کہد و مشاطہ سی افعی ہے وہ زلف | اوسکے کاٹی کا نہین منتر سنجہیڑ
روئیگا ڈاڑہی کو ڈاڑہین مار کر | محتسب رندونکو منہ چڑہ کر نجہیڑ
خوش نہو گا کوی سوتا چونک کر | بحر تو غافل کو سمجھا کر نجہیڑ

ردیف زای منقوطہ

شمع حسم ودیری ہر بال شرر ریز | کس آگ مین جلتا ہو نہین پروانہ پر ریز ۲۲۹
کس رنگ طلائی نی کیا ہی مجہی کشتہ | اکسیر کے مانند مری خاک ہی زر ریز
رخصت ہو کی باغو نسی بہار آگ لگا کر | ہین شعلہ فشان نخل تو فواری شرر ریز
یہ سبزۂ مژگان ہی پہر اکسیر کی بوٹی | ٹپکا سر دل پہ جو کوی قطرہ اثر ریز
کیا کیا مری محبوب کی باتو نمین مزا ہے | دانت اوسکی نمکپاش ہین لب اوسکی شکر ریز
اے غیرت گل اتو ذرا غنچۂ لب کہول | آخر ہوی شب نی لگی مرغ سحر ریز
کیا پست اصالت کی ملاقات سی حاصل | قالین کا شجر ہی گل افشان نہ ثمر ریز
ہی جلوۂ صد برق یہان ایک تڑپ مین | ققنس کیطرح بال و پر اپنی ہین شرر ریز
دنیا مین تعل ہی توگر دونکی بدولت | اختر ہین گہر ریز تو خورشید ہی زر ریز
وہ آینہ ہی عارض جانان جو نظر آی | طوطی کیطرح کرنی لگی مرغ نظر ریز

مستی مین لغزش اپنی رکوع و سجود ہے — نکلے جو میکدے سی تو ہوگی قضا نماز

جاتی ہین گرتی پڑتی ہوی راہ شوق مین — کیا جانین ہم طریق ہی کیا اور کیا نماز

لا تقربوا الصلوٰة اسی امر پہ ہی نہی — پیکر می غرور نہ پڑہ واعظا نماز

اللہ دی جو نیت خالص حضور قلب — پہر عرش سجدہ گاہ ہی کرسی ہی جا نماز

ہر دم جہاد نفس مین تکبیر ہے بلند — سر پر ہی تیغ جبر مگر ہی بپا نماز

دامان ترکی لو خبر ای زاہدان خشک — اس جامۂ نجس سی نہین ہی روا نماز

ہے اضطراب فاقہ مین اوٹہ بیٹہ بہر قوت — زاہد کجا و روزہ کجا و کجا نماز

تیر و کمان ہین اسکی قیام و رکوع بحر — اکدن اوڑائیگی ہدف مدعا نماز

ردیف سین مہملہ

٢٣٣

خود بخود فصل خزان مین ہی گرفتار قفس — بلبل زار کی اعضا ہین خس و خار قفس

آنکہ کہلتی ہے میسر ہوا دیدار قفس — موی مژگان کی قسمت سے ہوی تار قفس

ہم اسیرونکی اگر تیر فغان کاری ہین — ہو گی دیوار چمن صورت دیوار قفس

گوش گل تک کوی نالہ نہ پہونچنی پایا — چاک منقار کی سینی کو سلے تار قفس

قید صیاد مین کیا آی عنادل کو مزا — گل صد برگ نہین سینۂ افگار قفس

کہی دیتی ہی بنای قفس تابوتی — زندگی بہر نہ رہا ہونگی گرفتار قفس

ہمصفیر و کوی کیا جانی اسیری کا مزا — مین چمن بیچکی ہوتا ہون خریدار قفس

ہر ایک لوح جبین پر لکھا ہوا ہی یہی
نہ جای لیکے حوائج بشر کسیکے پاس

ہوا ہون طعمۂ شہباز ہر دو چشم صنم
کسیکے پاس مرا دل جگر کسیکے پاس

گئے وہ دن جو گزرتی تہی صحبتون مین دن
مہینون اب نہین اپنا گزر کسیکے پاس

بلای چشم بتانسے خدا بچائی بحر
پیالہ زہر کا رکہا ہی ہر کسیکے پاس

دل بیچئے کو جائیے کس باوفا کی پاس
دام وفا نہین ہی کسی آشنا کی پاس

کیا پوچہتی ہو صدمہ جدائیکا دوستو
اوٹہی جو بت کی پاس سے پہونچی خدا کی پاس

کیا عشق کا مریض ہو عیسی سی چارہ جو
یہ روگ وہ ہی جسکی دوا ہی قضا کی پاس

گردونکو تیری حسن کی سائل یہ شاہ ہی
کشکول مین ہی چاند کی ٹکڑی گدا کی پاس

دولت ہی آکی خلق مین گمراہ ہو گئے
گہر ہو لگر گدا کا گئی پادشا کی پاس

شبکو رہین جو کہتی ہین موباف سرخ ہے
اک لعل شبچراغ ہی زلف دوتا کی پاس

اوس رشک گلنی مہندی منگائی ہی باغ سے
دی نذر اشرفی جو کوی ہو حنا کی پاس

گردش مین کسطرح نہ رہون قوت کیلیے
دانہ مری نصیب کا ہی آسیا کی پاس

باشندگان دار فنا کو یہ چاہیے
بنوائین گہر نیا تو گرہ ہیکی ہر کی پاس

غافل نکل کی باغ تعلق سی سیر کر
کیا برگ گل بہار پہ ہی بینوا کی پاس

حاصل ہوای گلشن دنیا سی کچہ نہین
جز خاک دہول خاک نہین ہے صبا کی پاس

گہر سی نکل کی چال چلی کس ادا سی تم
اک تازہ قبر بنگئی ہر نقش پا کی پاس

ردیف شین معجمہ

عشرت ہی موج آب ادہر آئی اودہر گئی کچہ خوش ہوا نہ مین زن دنیا کی وصل سے	بیجا حباب سر مین بھری ہی ہوای عیش انزال سی ہی کم نظر آئی بقای عیش

بحر اب کہان وہ ولولہ وہ جوش و منہ کہا
آخر ہوا شباب ہوی انتہای عیش ؎

۲۳۶

جہنکار سن پڑی ہی ہی نوای عیش	دیکہ اشرفی اگر نہو دیکہی بقای عیش
دل خوش ہو ہر طرح جو مقدر دکہائی عیش	روٹہا صنم قریب سے ہمنے منای عیش
دنیا مین کچہ بساط نہین انبساط کی	اوترین سو کہی گھاٹ کہین آشنای عیش
شیرین زبان و دست کرم کو نہ پوچہی	دو کنجیان ہین میری لیی دستای عیش
فریاد عندلیب سی ثابت ہوا نہین	ہر گل ہی داغ آہ حزین سے ہوای عیش
پیری مین ہد و ورع جوانی مین ہیان	ہی روز پہر رنج و تعب شب برای عیش
حسرت سے ہنستے کہیلتے مٹی مین دب رہین	سر پر ہماری قہقہہ دیوار ڈہای عیش
انسان کا مزاج اگر ہو رضا پسند	پہر غم نہین جہانمین وسکو سوای عیش
شام فراق یار سحر ہو تو جانیے	پیدا ہوا ہی بیضۂ غم سے ہمای عیش
بعد فنا بھی کوچۂ محبوب یاد ہے	خلد برین مین ڈہونڈہتی پہرتی ہین جای عیش
زر کو بھی انتشار ہی ذرات کیطرح	پہو بائی جل رہی ہی جہانمین ہوای عیش
دولت پرست گبر و مسلمان نظر پڑے	نوع بشر ہی بندہ زر زر خدای عیش
منظور اگر شگفتہ دلی ہی تو بہول ہے	بنت العنب کے موج ہی زنجیر پای عیش

[illegible]

کبھی چمن میں کبھی دشت میں کبھی سر راہ	خزاں میں پوچھو نہ اس گاہ گاہ کی گردش
کبھی ہی چاہ زنخداں میں گاہ ہی سرلب	نصیب لکو ہی دولاب چاہ کی گردش
کہ بکی ٹوپی ہین کرچو گشت کی اوسنی	دکھای خسرو زرین کلاہ کی گردش
پتنگ لڑتی ہین ہمسے جو آنکہ لڑتی ہی	جگر یہ دیتی ہی گڑہی نگاہ کی گردش
خراب ہی مٹی بگولی کی مانند	قیام خواہ کیا مین نی خواہ کی گردش
ہرن کو شیر سمجھکر پناہ مین ہے	زحل کا دو ہی چشم سیاہ کی گردش
تلاش یار مین آوارگی نصیب ہی	بجان زار بحال تباہ کی گردش
خدا کا فضل رہا زاویہ نشینوں پر	کبھی نہ قطب نے مانند ماہ کی گردش
کہاں نجات سپید و سیاہ عالم سے	نہ چین دیگی یہ شام و پگاہ کی گردش
کجا محلہ لیلی نواح نجد کجا	نہ پوچھو قیس فراموش راہ کی گردش
گہن سے چہپ نہ سکی مہر و ماہ بر جو مین	خدا دکھای نہ روز سیاہ کی گردش
سیاہ خانہ ہمارا ہوا نہ منزل ماہ	کبھی دہر کو نہ ای شک ماہ کی گردش

فراق یار مین بہر بہر کی کو بلکو گریان
بنائی بحر نی گرداب راہ کی گردش

ردیف شین معجمہ

۲۳۹

عجب طور ہی کوی خوش کوی ناخوش	تمہاری ملاقات سی دل ہو گیا خوش
اگر قتل عاشق تمہاری خوشی ہے	بہت خوب ہم خوش ہمارا خدا خوش
ہمین تو کچہ اونسی شکایت نہین ہے	خدا جانی وہ ہمسے ناخوش ہین یا خوش

[illegible]

محرم میں ہوں عید سی بھی سوا خوش
کہیں روسیاہی کا تیری لیے ہے
مجھے داغ دیکھو نہ لقا خوش
فراق اندنوں کچھ نہ پوچھو ہمارا
بکدر پریشان ناساز ناخوش
محبت سی ہر رنگ میں ہے یہ پانی
ہیں بحر کیوں نہ سب آشنا خوش

۲۴۰

[illegible]

فقیر پیر مغان وقف النصیب بصیب | کہڑی ہین جام بکف ہم سر مژگان خاموش
کسیکی سنتی ہین باتین نہ اپنی کہتی ہین | پڑی ہین چپ کلیہ یاران خوش بیان خاموش
کہان ہم اور کہان تم یہ دم غنیمت ہے | کرم کیا ہی تو بیٹھو نہ مہربان خاموش
ہوا مین تیری ہوائی ہوا جو نالۂ دل | نہ تا بعمر ہوا شعلۂ فغان خاموش
بندہی ہوی ہی نیت نہ بہولیی تجکو | پڑہی ترا کلمۂ دل جو ہو زبان خاموش
گلونکو دیکہلو یہ روشنی کوی دم ہے | خزان کری نہ چراغان بوستان خاموش
خدا کی شانکو دیکہو نہ قیل و قال کرو | بتونکی طور سی بیٹہی ہو یہان خاموش
کہلین ہین جب تلک آنکہین زبان بند نہین | جب آے نیند ہمین ہو رہی قصہ خوان خاموش
فراق یار مین یہ سلب ہوگئی طاقت | پڑا ہون صورت دیبا مین ناتوان خاموش
ہماری بات جو سنتا نہین کوے ای تجبر | پکارتا ہی دل بیناکہ ای زبان خاموش

ردیف صاد مہملہ

۲۴۱

سیکہا ہی کس استاد سی یہ طرفہ رقص | شاگرد ہو زہرہ بہی جو دیکہی مہ ترا رقص
دیکہی نہین یہ گردش چشم ادب طناز | قدرت کا تماشا ہی تری پتلیونکا رقص
کہٹنے مین بہی بڑہنی مین بہی ٹہکراتی ہو دلکو | ایجان جہان ظلم اسی کہتی ہین یا رقص
بی یار خوش آتا نہین نا چاکری طاؤس | دیکہین نکبہی ہم جو کری مرغ ہما رقص
کیا بیٹہی ہوی دیکہتی ہو ناچ محل مین | عاشق کو تڑپتی ہوی دیکہو یہی نا رقص

دلکی خرابیان ہین یہ سب بیقراریان	کعبے کو ڈہا رہی ہی بنای ہوا و حرص
ہر شخص کا ہی دانت زمانیکی مال پر	دو سانپ گنج پر ہین بجای ہوا و حرص
کیا داو عشقباز نہی دست کا چلے	رکھتا ہی کیا بساط سوای ہوا و حرص
جب تک کفن نہ پہنین گے یہ مردم حریص	اترینگی جسم سی نہ قبای ہوا و حرص
ای سحر کیا حباب صفت سر اوٹھائیی	اپنی گرہ مین کیا ہی سوای ہوا و حرص

ردیف ضاد منقوطہ

۴۴۳

گل خورشید سی علی ہی بہار عارض	کیجیے توڑ کی تارونکو نثار عارض
دیکھکر تجکو گلی پہول سی یہ کہتی ہے	مین ہون قربان ترے ہون نثار عارض
کالی آندہی خط نوخیز کی اوٹھی سیی	روز عارض نظر آیا شب تار عارض
تیرا دیدا ہی پیغام اجل ای صیاد	خال گولی ہی ہراک دل ہی شکار عارض
برج میزان یہ شرف رکہتی ہین ابرو اوسکے	پلۂ ماہ مین تلتا ہی وقار عارض
ای پریرو نظر بد سی تو محفوظ رہی	رہی یہ زلف سیہ فام حصار عارض
کہ رہی ہین ارنی طالب دیدار تمام	ید بیضا سی نکلتا نہین کار عارض
پوچھتا کیا ہی ہوس مس سی محبوبکا رنگ	جھوکر دیکھ لی تانبی یہ غبار عارض
خوبرو نکو خدائی یہ دیا ہی رتبہ	ہی خداوند جلب آئینہ دار عارض
ہاتھ کب آتی ہین رخسار گل اندامونکی	کم نہین سیج پینیکی چڑیا سی شکار عارض

ردیف ضاد معجمہ

فراق و وصل ہین مرقوم دو علاج اسکے علاج خشک لب و چشم تر کا کیا ای بحر	کتب مین عشق کو بقراط نی لکھا ہی مرض چھپا دن عشق مین کیونکر کہین چھپا ہی مرض

ردیف طای مہملہ

یہ دن کہان نصیب کہ دلبر کا آئی خط	۲۴۰	ہین نامہ بر کی صدقی مرادل فدای خط
اوس طفل خو نی سیکڑون پرزی اوڑای خط		اب بہیجتا ہون کاغذ بادی بجای خط
یارب نہ مدعی یہ کہلے مدعای خط		قفس مین آ کی یار نہ دفتر چڑہای خط
حیرت فزا حقیقت عاشق ہی سر بسر		مانگی جو یار آینہ قاصد دکہای خط
پہونچا جو میرا خط تو چڑہا جن رقیب پر		کیونکر نہ وہ بنا کی فتیلہ جلای خط
مدت کی بعد نصف ملاقات ہی نہین		یہ بہی مرا لکہا کہ اودہر سی نہ آئی خط
اعمالنامہ ہاتہ مین دینگی حشر کو		مشتاق خط یار پکاریگا ہای خط
لکہونگا مین اسیر قفس کو چمن کا حال		لادی صبا کوی ورق گل برای خط
قاصد کی انتظار مین نقش بر آب ہون		مثل حباب جان ہی تن مین ہوای خط
زنجیر پا نہین ہی تو گردن مین طوق ہے		فریاد ظلم زلف ہی مجہ پر جفای خط

قسمت کے لکھی سے تعجب نہین ہے بحر
دریا مین تیری نام کا قاصد بہاسے خط

عشق مین تہی وفا شعاری شرط	۲۴۶	مر مٹے ہم مگر نہ ہاری شرط

جیت ہمین ہی ہے جو ہاری شرط
یار آیا ہے ای ساقی بہر
عیش مین ہی شراب خواری شرط
دیکہکر اپنے داغ روتا ہون
اس چمن کی ہے آبیاری شرط
حال پرسی کوئی کرے نہ کرے
عاشقی مین ہے آہ و زاری شرط

ردیف ظای معجمہ

واعظ کو حرف غلط جانتی ہین ہم آزاد
اپنی دفتر مین نہین نام تو نام واعظ
بحر سے مشرب و مذہب کا نہ پوچھو اقبال
بندۂ پیر مغان اور غلام واعظ

ردیف ظای معجمہ

ظلمات مین کب چشمۂ حیوان نظر آیا
ہے قلب سیہ بزم خرابات سے محفوظ

ہے پیر مغان رہبر کوثر نہ خبر تھے
دہوکی مین رہا شیخ خرابات سے محفوظ

جو مورچہ روزنسی ہی بارہ ہی پامال
جو خانہ نشین ہے وہ ہی آفات سے محفوظ

ہم بوجہ گئے جیسے کہ قاضی کا عمامہ
رہتی ہین خضر کی ہی ملاقات سے محفوظ

کانونسے سنین گی نہ کبھی ہم سخن بد
جبتک ہی زبان اپنی بری بات سے محفوظ

تلوار چلی ابرونسے تیر فرہ ہی
کوی نرہا اوسکی اشارات سے محفوظ

دنیا کی ہوا تجکو بھی لگ جای گی زاہد
کبتک رہیگا اپنی کرامات سے محفوظ

اوس زلف کی الفت ہے یہ روز ہی عاشق
ہم دن کیطرح رہتی ہین اس رات سے محفوظ

تقصیر شب وصل کچہ ایسی ہوی ہم ہی
گہونسی ہی نہ ایمن نہ رہے لات سے محفوظ

چھایا ہی سحاب کرم اوسکا غربا پر
چھپر کی تلی رہتی ہین برسات سے محفوظ

غیبت ہمین اچھونسی ہی نفرت ہے بزرونسی
ہین صاحب تمیز مساوات سے محفوظ

لی بہرونمین بہرونکی طرح بیٹھی ہی بحر
کانونکو خدا رکھی خرافات سے محفوظ

جاتا رہیگا ایک ہی ساغر مین سب لحاظ
پینی دو نشا رہونی دو رہتا ہی کب لحاظ

اس چشم شرمگین کی مزی کل کچہ اور ہین
دیکھا عروس کا ہی فقط ایک شب لحاظ

خلوت مین ہم ہین تم ہو کوی دوسرا نہین
بیوجہ منہ چھپاتی ہو یہ بے سبب لحاظ

گستاخ ہوتی ہوتی جو کرتی ہو تم سکوت
شاید کہ چپکی چپکی ہی رخصت طلب لحاظ

ردیف عین مہملہ

طرۂ زر بنادی کلگی کو نذرانہ شمع
کیون زبان شعلہ کو جنبش ہی بردہ غش

ابر و بجلی سے ہا میں منہ کو اوجیالا کیا
کاش ہوئی اپنی اشکونسی مرا پیمانہ شمع

رات بھر رونا ہوں پر دو گہڑی کل بھرتا نہیں
گر ہوئی فانوس میں پروانی سی ہمخانہ شمع

ارزو اوس نور کے تلوے کی رکھتا ہوں عبث
سمجھے اپنی ہڑدو کو عاشق دیوانہ شمع

ایکدن یہ آتش سوز درون کام آئیگی
اشکنا ہی داغ سوزان اور ہی پیمانہ شمع

سب پہ روشن ہے کہ ... ہی ... گہر کا شمع

گنج زر سر پر اوٹھانیکو ہنی مزدور شمع
ہی مساوی گور کو نزدیک ہو یا دور شمع

تاج زرین رکھ کی سر پر ہوگئی مغرور شمع
ساغر چینی کنول ہی شیشۂ بلور شمع

سر کو دہنتی ہی جو سنتی ہی مراند کور شمع
دیکھ لین سب عیسیٰ مجھ فلمین کھڑی ہی عیسیٰ شمع

اشک پی پیکر مر صورت رہی مستور شمع
پھول رضوان لائیگا روشن کریگی حور شمع

چربی چھا جاتی ہی آنکھومین طمع وہ چیز ہے
خوبرو ونکی انہین کیا قدر جو ہین بے بصر

پاؤن پڑتی ہین تنگی کچھ اونسی و نہین
دیکھ تو ای محتسب کیا دختر رز کا ہی نور

درد دل غیرونکا وہ جانے جو صاحب درد ہو
عاہم نورانیونکو بی لباسی ہین نہین

تشنۂ سوز محبت ہی تو بہر رونا ہی کیا
مین وہ مجرم ہون کہ بعد از مرگ میری قبر پر

نور کی سانچیمین ڈہالا ہی وسی صانع نی بحر
کاکل مشکلین دیوان ہی قامت پر نور شمع

دیکھی جو بن میری سطر کا تو ہو پروانہ شمع
چاہتا کوی تو کرتی ناز معشوقانہ شمع

آجتک آداب محفل سی ہی بیگانہ شمع
پھول جائی اسقدر وہ شاخ گل کیا چیز ہے

جز خدا کوئی نہین اس بزم مین وزیر ساں
ایسی قسمت ہے سہوا بنا جہونپڑا روشن کرون

باوجود آتش بانی کی یہ خوف حرق ہے
آئی جگنو کیطرح دستک بیتا بانہ شمع

مانگتی قیمت مین اپنی لعل کا بیعانہ شمع
سر کو کٹواتی ہی رکھ کر پاؤن گستاخانہ شمع

پھلجھڑی چھوٹی اگر روشن کری جانانہ شمع
سمجھے اپنی آنسوونکو اپنا آپ دانہ شمع

پھونک دی ای ڈر کر تنگی کیطرح کاشانہ شمع
کہ نہین سکتی حریف عشق کا افسانہ شمع

کہتے ہی طور و تجلی کا مگر افسانہ شمع
اوس پری سامنی آئی تو ہو جائی ذلیل

چھپ رہی فانوس مین شرم سے فرزانہ شمع
چاند سمجھے کر ملک شب کو کوئی ایسا نہیں

دی مجھی اوس عارض پر نور کا دیوانہ شمع
تیری پروانونکی بی مجمع ہوا ہو نا ہی

یوں تیری ... آنسو دینا دانہ شمع

ردیف عین مہملہ

ردیف غین منقوطہ

غین معجمہ

بیم خزان ہی اب نہ امید بہار ہے
طاؤس وار ہون ہمہ تن ہستیان داغ

بہڑکی ہوی ہی آتش شوق چمن یہان
گل نقش داغ ابر بہاری خان داغ

طالب شراب کی نہین خونابۂ عشق
خواہان کباب کے نہین لذت چشان داغ

بالی تمہاری کان کی بجائین بجلیان
شمع کبھی سنو جو مری داستان داغ

کیا کیا ذلیل و خوار ہوی ہین نہ پوچہیں
دور زحل ہماری لیی ہی زبان داغ

ہوتی ہی جیسی معدن یاقوت کوہ مین
اسطرح اپنی سینے مین پنہان ہین کان داغ

شق ہوا گر یہ سینۂ تفسیدہ صبح وار
پوچہین سب آفتاب سے آستان داغ

ساری متاع صبر و قرار اپنی لٹ گئی
ڈاکا سرای دلکو ہوا کاروان داغ

سینے سی اوٹہ کی جاتی ہین اب کہ اے حجر
دلسے سو دماغ ہی نقل مکان داغ

ایسا ہی اک حسین کی ہاتہون جلا ہون مین
نقش جہان ہی میرے منظر مین بسان داغ

ای حجر حال سوختگی کیا کرون بیان
ہی دل کی نام سینے کی اندر نشان داغ

۲۵۲

مین نے گل کہائی کہ منت کش روشن چراغ
صورت سرو چراغان ہون سراپا تن چراغ

عشق کے اعجاز سے ہی داغ دل روشن چراغ
میری گہر مین رات دن جلتا ہی بی روغن چراغ

اوٹہ گیا جسوقت اسکی منہ سے دامان حجاب
دیکہنا چہپتی پہرینگی سب تہ دامن چراغ

لو دکہا کر گوشۂ جانان کی جلاتا ہی مجہے
مینے جب روشن کیا میرا ہوا دشمن چراغ

زرد ہا جنکو جدائی اونکی گہر روشن ہوے
بنگئے گویا در و دیوار کی روزن چراغ

محاصرہ یہ کیا ہی سیاہ روزمی نے / برنگ ماہ مری گھر مین ہی گہن مین چراغ

عجب بہار دکہائی بہار کی صدقے / کہلای پہول کی روشن کہی چمن مین چراغ

ہر ایک بزم کی ہے روشنی فسانۂ عشق / ہماری داغ سی جلتا ہی انجمن مین چراغ

زوال حسن مین ڈہونڈہیگا اپنی کشتونکو / بجای تیغ ہی گل دست تیغ زنین چراغ

مجہی یہ قطع ہوی ہی قبای دلسوزی / ہوا سی آگ جو بہی میری پیرہن مین چراغ

سجو وایک کو کرتی ہین چارہ کو سلام / جبین پہ داغ ہی تارا زبان دہن مین چراغ

جلا ہوی ہی جواہر کو تیری بازو نسی / نگینے بنگئی ہین ساری نورتن مین چراغ

وہ تیل ڈال کے آیا ہی آج بالونمین / جلے گا روغن افعی سی انجمن مین چراغ

نظر مین بلبلونکی داغ بنگئی سنبل / جمال یار نی گل کر دیی چمن مین چراغ

رہی جو ٹونکو مبارک دیا دوالی کا / ہماری دید کو ہی چشم غول بن مین چراغ

سوای داغ ہی کیا خاک جسم لاغر مین / فرشتی دیکہین گی مرکی جا کفن مین چراغ

وہ ہون پتنگ جلای وطن کرونگا اگر / برنگ شمع مجہی دینگی وطن مین چراغ

ہر ایک عضو بلوری کنول نظر آیا / جلی جو عکس چراغ انسی اوسکی تن مین چراغ

شہید عشق ہین پروانہ وار گرد اوسکے / ستھر قبضہ ہوا دست تیغ زن مین چراغ

امیدوار رہو اپنی داغدار و نسی / شریک حال ہی آسایش محن مین چراغ

زمانی ہی لیی جاتا ہون داغ صحبت بحر
جلا تا ہم مری مٹی کی انجمن مین چراغ

اوس خوبرو کی سامنی یون آفتاب ہے — جسطرح آفتاب کے ہو روبرو چراغ

چونک فتیلہ سوز یہ جلتے ہی بیشتر — محفل مین ڈھونڈھتی ہین تجھی چار سو چراغ

شبکو سیاہ خانۂ عاشق نپای گا — دنسے ہماری گھر کی کری جستجو چراغ

میرا سا جاذب ایک پتنگی مین ہو اگر — جگنو کی شکل اوڑتی پھرین کو بکو چراغ

اعجاز لب ہے وہ اگر پوچھی سوز دل — مانند آفتاب کرے گفتگو چراغ

ہوتی ہی شب کو یار کی منہ پر یہ روشنی — کرتا ہی تل کی دانی سی گویا نمو چراغ

چھٹکی جو تیری حسن کی محفل مین چاندنی — کیا کیا چراغپا ہوی ایماہرو چراغ

روشن کرے ہزار فتیلے شعاع کے — رکھتا نہین فروغ تری روبرو چراغ

ہی جسکو سوز عشق وہ راحت طلب نہین — کب اپنی کنج داغ کا ہی چارہ جو چراغ

خورشید تو ہی انجمن افروز بزم حسن — تجھسے ذلیل شمع ہی بی آبرو چراغ

شبو کی ایک شاخ ہی تیری حضور شمع — اک پھول انار کا ہی تری روبرو چراغ

رونا یہی ہی بحر تو آنکھون کو رووگی — لیجائیگی بھاکی کسیدن یہ جو چراغ

ردیف فا

۲۵۷ کیلی نجای اپنی کجی پر جو آی زلف — عاشق کو سانپ بنکی ابھی کاٹ کھای زلف

خورشید منکسف ہوا کر سلوٹ ہٹائی زلف — اپنے دہوین سی چشم فلک کو رولای زلف

عشاق پر کمال ہی بھاری یہ گہن — ایماہر وعذار پر آئے نپای زلف

وہ مشترکون مین ہر [illegible] تقصیر معاف
لکہ کوئی جی مین جانے تو [illegible] تقصیر معاف
فن اپنا لیا [illegible]
نظم کی بعد ہی [illegible] تقصیر معاف
[illegible]
ای کچھ عاشقون کی [illegible]

ہم سے کہ رہتی ہو [illegible]
گھونٹ کر میرا گلا طوق اگر عذر کرے
مین تو قیدی ہون تمہاری یہ ہی زنجیر معاف
کشتۂ عشق وہی عاشق صادق ہی وہ
جرم جلاد کرے جو تو ہو شمشیر معاف
جف کیون مین نی نہ لکھو لیا یہ دل زار
عشق سی کچھ بھی الکاتب تقدیر معاف
نکلین آنسو نکلوا دی میری آنکھین
اشک وہ طفل نہین جنکی ہو تقصیر معاف

ردیف فا

دکھا کے دزد حنا دل چرا لیا میرا
جو پوچھتا ہون تو کہتی ہین ہم نہین واقف

یہ جانتا ہون جو اسمین گرا نہ پھر نکلا
چہ ذقن ہی کہ بیر العلم نہین واقف

کہان نصیب عنادل کو خط آزادے
الف سے سرکی گلکی قلم نہین واقف

کسی سے پوچھیے کالی ہی یا کنہیا ہے
لیا ہی زلف نی کسکا جنم نہین واقف

بیان داغ جگر پوش ترک چشم عبث
زبان ہندسی اہل عجم نہین واقف

مہاجنون کے دوالی نکلتے دیکھے ہین
چلن سے دام وفا کی درم نہین واقف

سہون جو اسکی گلیمین ہی تیغ بیتابی
کہ زلزلی سی زمین ارم نہین واقف

خط غدا ہی یا اشرفی کا سکہ ہے
تمہاری حسن کے دولت سی ہم نہین واقف

کہلایہ حال فلاطون کی خم نشینی سے
کہ خط جام کی معنی سی جم نہین واقف

نیوہ جو ہمسے ہیولا مزاجیان اوسکی
مہینون یار کی صورت سے ہم نہین واقف

وفا ہی شنا ہی مانند اسم اعظم کے جز
جو ایک اس سے ہی واقف بدم نہین واقف

ای کماندار جفا کی تو ہی [illegible] معاف
[illegible] تقدیر معاف

ردیف قاف

لوح بلور سے ہی سوا بیت صاف صاف
چھلا سے ہی کمر تو نگینہ سے ناف صاف ۲۰۱

ظاہر ہی حسن یار سے شکل غلاف صاف
زلفین جو بیچ بیچ ہی تو رخسار صاف صاف

اتنا نہ اتفاق عناصر پہ ناز کر
ہر وقت دیکھنا یہ ہین سب خلاف صاف

وہ خوش مزاجیان ہر ہین جسی یار کی
اتنا ہر ایک بات مین ہی انحراف صاف

کیونکر گلیم پوش نہ روشن ضمیر ہون
رکہتا ہی آئنی کو نمد کا غلاف صاف

ہمیں عشق
[illegible] افسانۂ عشق
[illegible] عشق
[illegible] عشق [illegible] عشق [illegible]
[illegible]

تیغ ابروی صنم مین نہ بل آنی پاسے
کاٹ کر سر اوسی بیٹھا ہون جو جرمانہ عشق

فکر بنیاد عناصر سی ہین غافل عشاق
چار دیوار کا محتاج نہین خانہ عشق

صدقی اوس صانع قدرت کی بنایا جسنی
یار کو شمع محبت مجھی پروانہ عشق

تیری عاشق سی تنگی کو بھلا کیا نسبت
کودنا آگ مین ہی بازی طفلانہ عشق

باغ پر جھومتی آتی ہین گھٹائین کیا کیا
رقص طاؤس ہی یا جلوہ مستانہ عشق

حال کھلتا ہی ہر اک جنس عشق و عیش کا
کم نہین بوتہ زرگر سی یہ پیمانہ عشق

کہین یوسف ہی غلام اور کہین خواجہ یار
کیا تماشا نظرونکو بہکاتا ہی پیمانہ عشق

جسکو نکو حرکت ہو یہ تماشا دہ ہی
پتلیان رقص کرین کہین جو بتخانہ عشق

منبر و نہر سی عبث غلغل واعظ ای بحر
سننی دیتی ہی کسی قلقل میخانہ عشق

واعظ خیر بری ہی سی مستانہ عشق
تمکو تر ہو مبارک ہمین پیمانہ عشق

وہین خم سی ہم کرتی ہین شکرانہ عشق
خون عشاق سی لبریز ہی پیمانہ عشق

جادہ زلف پہ دوڑا جو مین دیوانہ عشق
کالی کوسون نظر آیا مجھی ویرانہ عشق

ہر مگولی کو ہم انگشت بشارت سمجھین
کف دست ملک الموت ہی ویرانہ عشق

ابر رحمت ہی کبھی صاعقہ قہر کبھی
جاوہ ہر وقت نیا رکھتا ہی دیوانہ عشق

ای سی ملتی ہین کسی سی ملتی والی
اپنی سائی سی بھی رم کرتی ہین دیوانہ عشق

دلمین یہ ہر مین ہی کیا فرق اگر داغ ہو
درد الفت نہین جسکو وہ ہی بیگانہ عشق

ردیف القاف

بڑھی ہی گرمیٔ عاشق سی بردی فراق
فلک ہی اپنی نظر مین حباب بردی فراق
ہماری داغ سی ہی آفتاب بردی فراق

گلیکا ہار ہو دور بہار ایسا قی — پلا وہ پہول کہ جسمین نہ آئی بو فراق

اگر رہا ہی رونا تو رہ چلین آنکہین — ڈبوئیگی مری نیسوئیونکو جو ہی فراق

کہن خرابہ و زندان و دشت و گورستان — یہ چار شہر جنون ہین یہ چار سوی فراق

کشید زخم کی انگور کی جو ہی نزلت — بہرونگا بادۂ خوناب سی سبوی فراق

کسیکے زلف کی حلقی تہی پتلیان کل تک — کہٹاک رہا ہی ان آنکہونمین آج موی فراق

ہمین فراق کی صدمونے پیس ڈالا بحر — ہمارا پیکر خاکی ہی گرد کوی فراق

ردیف کاف تازی

غنچے چٹکین گی پہر نجالق گلشن کب تک — ۲۶۴ — خشک ہونگی سنون نالہ و شیون کب تک

ایک سا حال کسیکا بہی رہا ہی صاحب — ناز طینت مین رہا ہی یہ جوبن کب تک

آستین مین ہی چٹ رہا ہی ہوں دونی پر — دیکہون آنکہونسی سرکتا نہین دامن کب تک

پڑ گئی پردۂ ناموس مین بہی رخنے — دلکو صد چاک کریگی تری چلمن کب تک

ہستی بیوجہ لگائی نہین کہلجا گئی حال — ناشگفتہ رہیگا غنچۂ سوسن کب تک

پاؤن پردیسی نکالو بہی کہی راہ چلو — جوتی بیزار لڑین شیخ و برہمن کب تک

خوبرو آپکو سمجھے رہین تصویر گلے — عارضی حسن ہی یہ رنگ یہ روغن کب تک

شب ہے ہنگام شباب آپکا چہرہ ہے چراغ — شعلہ بہڑکایگا یہ رنگ یہ روغن کب تک

کوی تو ہاتہ سرہی کا ادہر بہی قاتل — پہڑکی نبضونکی طرح یہ رگ گردن کب تک

۲۶۶ کبھی نہو نگی کسوٹی سی اہل زر نزدیک	مین انکا وعدہ سمجھتا ہون حشر نزدیک
جو نام لیتی ہین مطلب کا قتل ہوتی ہین	ہماری نخل سی پہل دور ہے تبر نزدیک
نکل کہڑی ہوی جسوقت دل ہوا پر غم	ہمارا اشک کی مانند ہی سفر نزدیک
وصال یار کا کیا دم بہر ان کہان وقفہ	ہے زلف و رخ کیطرح شام ہی سحر نزدیک
درازی شب ہجر انکا کیا بیان کرون	ہماری صبح سی ہی حشر کی سحر نزدیک
بناؤن روزن دیوار یار آنکھونکو	جو مثل حلقۂ عینک ہے گھر سی گھر نزدیک
وہ قاف مین بھی ہیگا تو جاؤنگا مین ضرور	ہزار کوس بھی ہے اوس پری کا گھر نزدیک
زبان مخبر صادق ہی ناطقہ ہی گواہ	خبر ہی ہون تو ذرا گوش بیخبر نزدیک
جوا سکو دور سمجھتی ہین عقل سی ہین وہ دور	کہ یار ہی رگ جانسی زیادہ تر نزدیک
یہ روشنی ہو کہ کسب ضیا کری خورشید	ہماری داغ جگر سی جو ہو قمر نزدیک
فلک ستے ہین وہ خوبرو کی صحبت کو	کبھی تو اپنی ستارہ سی ہو قمر نزدیک
کشیدہ مثل کمان دور دور رہتے ہو	کبھی تو تیر کی پلّی سے ہو گذر نزدیک
بعید مرگ معلق نہ مرگ مبرم ہے	جو آنیوالی ہی سمجھی اوسی بشر نزدیک
چراغ طاق یہ بہتا ہی داغ سینے مین	بصیرت سے ہین دور اور بی البصر نزدیک

حصول قرب سے کیا بی نصیب کو ای بحر
کف ورق ہی تہی گرچہ ہی ثمر نزدیک

۲۶۷ ہر وقت لبگور سی دیتی ہی صدا خاک	سمجھے رہین آپ آپکو سلطان و گدا خاک

ردیف الکاف

ردیف کاف فارسی

٢٦٨

ہزار حیف نہ ٹھہرا گل و سمن کا رنگ
خزاں میں صورت طوطی اوڑا چمن کا رنگ

سفید ہی غم فرقت میں تن بدن کا رنگ
ہماری جامۂ ہستی میں ہی کفن کا رنگ

خزاں کو دخل نہیں باغ شاعری میں کبھی
بہار پر ہی ہمیشہ گل سخن کا رنگ

ہماری داغ چمک کر ابھی مٹا دیتے
بندہا ہوا ہی تری بانہ نورتن کا رنگ

بشکل شمع نہیں آج روشنی منہ پر
برنگ دود پریشان ہے انجمن کا رنگ

بخور مشک کا ہوتا ہی اور عنبر کا
اوڑا رہا ہی ہوی زلف پرشکن کا رنگ

رہ عدم کہو اسکو در عدم اوسکو
وہی ہی رنگ کمر کا جو ہی دہن کا رنگ

ملا ہوا ہی تعصب کا جیسے روغن
مٹا سکا نہ کوی شیخ و برہمن کا رنگ

خجل ہے مہر درخشان یہ ضو ہی چہرے کی
شفق لباس ہی بہولی یہ ہی بدن کا رنگ

کیا ہی موتیوں کو آب آب دانتوں نی
اڑیگا سیم کو سیماب سیمتن کا رنگ

اگر ہنسی میں کبھی دانت کہل گئی اوسکے
اوڑیگا صورت شبنم در عدن کا رنگ

سلاح باندہ کی اتنا ترش نہو دیکھو
کہیں کٹی نہ کہٹائی سی بانکپن کا رنگ

سنا نہ طرز سخن تیرا ایک بلبل سے
کسی کلی میں نہ دیکھا تری دہن کا رنگ

ہماری شہر کو تقدیر نی کیا مٹی
غبار ہو کی سفر پر اوڑا وطن کا رنگ

نگین فن کی لئی مال ڈہانک ہی ای بحر
بغیر زر نہیں کہلتا کسیکی فن کا رنگ

ردیف لام

کسکے پرتو سی ہر دگوں ہے برج آسمان
کون اس موتی محل مین ہی نگار سبزہ رنگ

سبزہ زار حسن کی کیونکر نہو دگنی بہار
جب وشالہ سبزہ اوڑہی ہو یار سبزہ رنگ

جوہری کہاتی ہین ہیرا جنکا عالم دیکھکر
کس زمرد کی نگین مین ہی وہ غدار سبزہ رنگ

دلفریبی گرچہ ہر رنگت مین ہے پر کیا کہون
طوطی ہاتہونکی اوڑاتی ہی بہار سبزہ رنگ

موت کی صورت نظر آئی اوسی دیکہا نہ آہ
ڈہل گیا آنکہونکا نیل ای انتظار سبزہ رنگ

زہر کہا کہا کر ہری کہتی ہین اپنی تن بدن
سبز پوشی پر ہین تی سوگوار سبزہ رنگ

چاند سورج لاکہ اپنی حسن کی قلعی کرین
دیکہتے ہین کب اونہین آئینہ دار سبزہ رنگ

مجہین پروانی ہین یکرنگی کیصورت نسیم
وہ فدای شعلہ ہی مین ہون نثار سبزہ رنگ

گر دکو اوسکی نہ پونہچا ایک طفل لالہ رو
گوی سبقت لیگیا وہ نیسوار سبزہ رنگ

کہانس کو بہی مثل مژگان اپنی آنکہوں سی نین
حق سی در گزرین نہ ہم خدمتگزار سبزہ رنگ

آنکہ کی پتلی مین کچہ صورت پرستی چاہیے
زنگ خوردہ آئینہ کرتا ہی کار سبزہ رنگ

منزلت کہتی ہین جسکو ہی یہان زیر قدم
خضر سی نکلین گی بڑہ کر دوستدار سبزہ رنگ

کیا ہوا گو ہر گلی را رنگ و بوی دیگر ست
اس چمن مین سب یہ طرہ ہی نگار سبزہ رنگ

تیری زخموں پر نمک افشان نہین حسن قمر
چاندنی سی کیا ڈرو ہمین دلفگار سبزہ رنگ

حسن گوری صورتونکا جلتی پہرتی ہو رہے
ایک حالت پر ہی ہندی اعتبار سبزہ رنگ

نخلبند آفرینش سے دعا مانگو یہ بحر
دفن ہون صحن چمن مین جان نثار سبزہ رنگ

نقش گل کی کوشش کرای دل
مستعجب ہو جاؤ دیر اسے دل
نہ پھر جلا کی بچا رت دینا
نہ سکا جہان نفع نفع مین مر زای دل
پہنچ سکا کر دار نیایمن شاہد حال
خشک لب ہو چشم تر ای دل
ز دالفت نہ مانہ سے جا سے
لیکن جا ای جان جان بہای دل
چاہیے سا فعل [illegible] اشک
ابرو بر رہے نقش [illegible] ای دل
بچھڑ دین نکل چلا سے کدھر
بھول جانا نہ اپنا گھر اے دل
کوئی جانان ہی نقش عشاق
بیچارے سے مجھے کدھر اے دل
جان جاتی ہے تجکو ہوش نہین
تو ہی کشتہ ہی بحر اے دل
عشقبازی سے ابرو بر ہے
اپنے فعلون سے در گزر اے دل

ردیف اللام

کیون نہ گل کر وبلبل ہو دل ہے
بری [illegible] اثر ای دل
ویران [illegible] دل
سبھی جا [illegible]
عشق سے [illegible] ای دل
نفع [illegible] ای دل
[illegible]

مجھی شمع کہتی ہی محفل مین اوسکے
میان بحر آنسو بہانی ہی حاصل

۲۷۲

گرمای اگر سوز محبت جگر گل
داغ دل بلبل پہ پنچھا ور ہو زر گل

اپنا گل سجہ جو دکھائی اثر گل
دانی ہون عقیق شجر یکے شجر گل

ای گل تری غیرت سے خمیدہ ہے سر گل
پتا ہو چمن سے ہون اگر بال و پر گل

چمکے سر صیاد جو تیغ شرر گل
بھر دون گل خورشید کی زر سی سپر گل

اندہیری رخسارۂ رنگین پہ خط سبز
چھپتے ہی تہ شام بنفشہ سحر گل

امید و فا قطع ہوی اہل چمن سی
بلبل پہ چھری چل گئی مثل نظر گل

تجسا کوی بو ملتا نہین گلزار جہان مین
رخسار گل تازہ ہی قد شاخ تر گل

بربادی عاشق ہی غم رخصت معشوق
مشت پر بلبل ہین غبار سفر گل

تاثیر ہو مرغان قفس کی جو فغا نمین
صیاد کا گھر پھونک دی اوڑ کر شرر گل

انداز مین رنگت مین نزاکت مین پھبن مین
گل یار کی پاپوش کا ہی تاج سر گل

لکھتا ہون مین ای باد صبا وصف رخ یار
لادی ورق نسترن و آب زر گل

تڑپا مین قفس مین تو یہ صیاد پکارا
اوڑ کر نہین لا نیکی تری پر خبر گل

رنگینی گلزار ہی خونریزی بلبل
ہے جوہر شمشیر بہاری گہر گل

بیکار ہی سب معرکہ بہمن و دی مین
مغفر سر غنچہ و بکتر ببر گل

بی یار خوش آتی نہین سیر چمن بحر
بہاگون و حش ہو جو ہو گہر مین گل

[illegible]

اسکا اگر خزان ہی تو اپنی بہار ہے | پہولینگے ہم خوشی سے جو کہلائیگا یہ دل

مین ہانہ جوڑتا ہون ضرور آئیگا آپ | واللہ رات بہر مجہی تڑپائیگا یہ دل

معشوق بد مزاج سے ملنا نہ چاہیے | لالے پڑینگے جان کی پچہتائیگا یہ دل

ہمکو ذلیل خلق مین ہونا ہی کوبکو | کس کس حسین پہ نہ آئیگا یہ دل

بہولی نہین ہین کوی محبت کی ٹہوکرین | جب فکر عشق آئیگا شرمائیگا یہ دل

ساقی دکہا نہ جام و صراحی بہار مین | توبہ شکست ہوگی جو للچائیگا یہ دل

کیون ڈہونڈہتا ہی سایۂ دامان ماہرو | کیا چاندنی کی کہیت سے بہل جائیگا یہ دل

ہوگی کبہی تو یار کی ہاتہون کی نصیب | ہر روز اپنا خون جگر کہائیگا یہ دل

تمنے نہ اپنی چاہنے والی کی قدر کی | اب آپ سے نہ ہاتہ اوٹہاو نہ آئیگا یہ دل

جو چاہیے وہ کیجیے اس بیگنہ کا حال | شکوہ زبان پہ نہ کبہی لائیگا یہ دل

کس کسطرح کی داغ یہ آنکہین دکہائینگی | کیا کیا اذیتین مجہی پہنچائیگا یہ دل

یارب اوس پری کی سواری نظر پڑے | بیٹہی بٹہای پہر مجہی دوڑائیگا یہ دل

کیون پالتی بغل مین اگر جانتی یہ بحر
کچہ حق پرورش نہ بجا لائیگا یہ دل

۲۷۵

کیا محض نزاکت مین ہی رشک چمن پہول | قد سرو تو رخ لالہ دہن غنچہ بدن پہول

کیا دانۂ گوہر مین ہی انگور کی تاثیر | کیا جہوم رہی ہین تری کانون مین پہول

ہی موج نسیم سحری پہونکی جنبش | ہنستے ہو تو بجتا ہی غنچہ سا دہن پہول

سرسون بھی نہین ہوتی آنکھون ہماری	جب تک کہ چڑہا جائین وہ چار گہڑی پہول
روشن سخنی ختم ہی اوس غنچہ دہن پر	تہ پہول کی منہ سے کبھی اپنی جہڑی پہول
تقدیر مین لتی تھی گل وی صنم سے	تہالون نے بہت گورجہ کائی نہ گڑی پہول
رانگا ہوا اگر دست برنجن تو ہی چاندے	وہ گل جو نہ پہنے تو ہین سونے کی لڑی پہول
فریاد کر اس درد سے ای مرغ گلستان	کانٹے کی سنان باندہ کی گلچین سے لڑی پہول
کس دن نہ کھنچے آہ شرربار کی تلوار	کس رات نہ مینی سیر مین جڑی پہول
کیا جرم ہی کس بلبل شیدا کو جلایا	کیون چار پہر دہوپ مین ہوتی ہین ہری پہول
کیا سبزہ رخسار سی نسبت ہی چمن کو	کانٹے یہ وہ مین جنکی ہین پلی مین ہری پہول
ہم زخمیون کو چاندنی کی تاب نہین ہے	سہتے ہین کڑی دہوپ نہایت مین کڑی پہول
داغ ہو نہین کے قابل ہی ہم اس باغ مین اے اکبر	گلچین مقدر نی دی ہین یہ سڑی پہول

ردیف میم

٢٧٧

دید کی حسدان بری ساعت ہوئی نخچیر ہم	خال کو سمجہی ہین مثل عطارد تیر ہم
لاغری مین کب ہوی صیاد کی نخچیر ہم	تیر کی پر کی ہوا سی اوڑ گئی سو تیر ہم
تیری زندان محبت سے نکلین کی کبھی	پاؤن نہین پہنی ہین پانی کیطرح زنجیر ہم
آگی آئینی کی طوطی بولتی ہین کسطرح	بہول جاتی ہین تمہاری امنہ دیکھکر تقریر ہم
ہر چمن ہرین نقشبندی کی ہی اوسکی حسن نے	ہر ورق ہرین دیکھتی ہین یار کی تصویر ہم

بصیر جانتے ہین حال خاکسارونکا
نہان ہین صورت معنی خط غبار مین ہم

کسی کے زلف رسا پر نہ جان دی کو
ہوی ہین لقمۂ اژدر لحد کی غار مین ہم

فراق یار مین کچھ گو مگو ہی اپنا حال
خدا ہی جانی کہ گہر مین ہین یا مزار مین ہم

اسیر دولت دنیا ہون کیا بی زینت
گلا بند ہاتی ہین کب موتیونکی ہار مین ہم

جو کچھ کہا وہ کہا اپنی بات پوری ہے
تلی ہوی ہین ترازوی اعتبار مین ہم

فقط یہ خدمت استاد کا ہی فیض ای بحر
کرغیر کے نہین محتاج اپنی کار مین ہم

٢٧٩

کمال سے ہوی مشہور ہر دیار مین ہم
حلب مین مشک ہین آئینہ ہین تتار مین ہم

زخود رمیدہ ہین فکر مآل کار مین ہم
غمین نہ جبر مین شاد ان نہ اختیار مین ہم

بغیر یار کہین خوش نہین بہار مین ہم
جو خار دشت مین ہین داغ لالہ زار مین ہم

حقیر ہمکو نہ سمجھے کوی کسافت مین
قمر ہین ابر مین آئینہ ہین غبار مین ہم

کوی نشیب و فراز زمانہ کیا جانی
فتادگی مین ہین فلک وقار مین ہم

مٹا دیا ہی ہمین گرم و سرد عالم نے
شرر حباب مین ہین قطرہ ہین بخار مین ہم

ہوی ہین خلق زمانی مین بہر پامالی
چمن مین گھانس ہین روڑا ہین رہگزار مین ہم

بحکم حی من الماء الممد ساقی
کہ زندہ نشا مین ہین مردہ ہین خمار مین ہم

بی حلاوت دنیا یہ مرتبہ پایا
مگس شمار مین ہین مور ہین قطار مین ہم

حباب و بحر صفت فرق اعتباری ہے
تو ہی ہماری بغل مین تری کنار مین ہم

دال ہی تنگ ہائی یہ مجھے او کہنا
کیا کری منہ مین سما تاہی نہین نام تمام

اے غم یار ستانیکا یہی کون محل
نالہ دلسے ہنوز ولاہین در و بام تمام

بلبلو خانۂ صیاد ہے گلزار نہین
کہ رنگین گل کی نظر آتی ہین گلدام تمام

سالکو جادۂ صحرای حقیقت ہی مجاز
میل منزل مین تمہاری ہین اصنام تمام

عیش دنیا کی طرف رخ نکرو ای ندو
دیدۂ غول ہی اس میکدہ کی جام تمام

قاصد آیا ہی تو دہر کیسے غش آیا ہی مجھے
وہی گزری ہین یہان یار کی پیغام تمام

ایسی دولت سی جوانی کو ہو کیونکر نہ گریز
تار چاندی کی ہون جب موسی سیہ فام تمام

اسقدر زود بدل جا ہی کیا عاشق سے
ایک تیوری کی بدلنی مین تو ہی کام تمام

کسمسا کر مجھے بیچین ابھی سے نہ کرو
رات تو ہونی دو ای یار دل آرام تمام

طاقت گریہ نہین کھینچ رہا ہون دم سرد
آی جاتی ہوی برسات کی ایام تمام

بیوفاؤن نسے نہ ملوا ای خدا حشر مین ہی
ملکے چھٹ جائینگے ارواح سے اجسام تمام

کوی دم اور تڑپنی دی مجھے او صیاد
حوصلی دل کی نکل جائین تہ دام تمام

آبکاری کی گئی پھر سے مین چلی کشتی می
بحر میخانے جو ہو جائین تری نام تمام

ردیف میم

آستین میں چھپتا ہون چشم گریان سیدم
یاد کرتا ہون تجھی ای جان سیدم

زندگی ہیری غم جانانکی ہاتھون ہو چکی
مانگتا ہی خون پینی کو یہ مہمان سیدم

بھاڑ کر کپڑی نکلتا ہون یہان کیا دیر ہے
گھونٹتا ہی کیون گلا میرا گریبان سیدم

ردیف نون

شاہد آنکھین ہین انکی دنسی عمدیدہ ہین ہم
یہ تلیون کی شکل اپنی داغ دل ہمزاد ہین

صدمہ فرقت اوٹھانیکی ہمین عادت نہین
جھیل لی اپکی کڑی ہی تو پھر فولاد ہین

بلبل بے بال و پر ہین ہم کیا آجا کے باغ لین
مشت پر رکھتے ہین سو نذرانہ صیاد ہین

رحم لازم ہی ہماری حال پر ای گلرخو
بوی آشفتہ کی صورت خانمان برباد ہین

سمجھے آہو یار کی آنکھونکو ہم ماری پڑی
کیا خبر تھی قالب آہو مین دو صیاد ہین

دار کو بھی جانتے ہین آزمایش کا الف
حق پرستی ہی یہ ہم ہی وہ حرف ہمکو یاد ہین

قامت جانانکی الفت ہی نجابت عاشقان
یہ لقب ہی جنکی ماتھی پر وہی آزاد ہین

ایکدن تو ہی جائیگا تیرا غرور ای باغبان
جڑ سے گل بوٹی اوکھڑ جائینگی بے بنیاد ہین

دیکھی کٹتی ہی کیونکر یہ شب فرقت ہمین
کہکشان خنجر ہی تاری دیدہ جلاد ہین

یار کے چین جبین سی خوف کرنا چاہیے
مستتر اس نقشمین قہار کی اعداد ہین

پھرتی ہی تصویر شیرینکی جو آنکھونکی تلے
غیرت بادام شیرین دیدہ فرہاد ہین

بحر سب کو فیض پونہچا اونکی تحقیقات سے
حضرت ناسخ کا کیا کہنا جگت استاد ہین

۲۸۴

شش جہت کے سیر کرتی ہین جو تمسی چار ہین
دو ہین چشم کی دو آئینے رخسار ہین

حیرت افزا یار تیری حسن کا آوازہ ہی
طوطیان ہین چار ابرو آینہ رخسار ہین

اپنے مشت خاک سرمہ ہی محبت داغ ہی
سب کے آنکھون مین سبک ہین سبکی دلپر بار ہین

جور گردون سی بنا ہی میرا پیکر گرد باد
دائرہ ہر شت ہی میری قدم پرکار ہین

ردیف نون

چاہیے ورنہ جو ڈری ہمسی کہ ہم اوسکے دیرینہ	بادہ نوش عشق ہیں ہم لوگ آتشخوار ہیں
جیب و دامن کے عوض تن پر ہیں اب دو دو گریبان	فرق پر ستار کی ہیچو نکی جا دستار ہیں

بحر چشم دوستی سبزان دنیا سے نرکھ
بیوفا سب ہیں یہ طوطا چشم کسکے یار ہیں

٢٨٦

سلسلہ زلفوں سے ہے عاشق قلندر وار ہیں	سنبلستان میں ہزارون بستری گلزار ہیں
ہم نشانہ ہیں مژہ کی تیر دلکی پار ہیں	تیری ہم کشتے ہیں شاہد دیدہ خونبار ہیں
یار کی تیغ جہاں کی ابرو خمدار ہیں	ہم گنہگار ونکو کیا غم ہے کہ تیری یار ہیں
ہاتھ کب اسے ملا سکتے ہیں عاشق زار ہیں	رو برستان صنم کی پہلوان طیار ہیں
ای پری سودائے تیری کافر و دیندار ہیں	تیری مجلس حسن کے دونون جہان بازار ہیں
صورت تصویر محو انتظار یار ہیں	طالع خوابیدہ کی مانند ہم بیدار ہیں
بال ہے یا ہے کمر عقدہ ہی کچھ سی یار ہیں	بھید کچھ کھلتا نہیں کیا جانیں کیا اسرار ہیں
قید کب ہوتا ہوں ورنہ جنون ہی آج کل	طوق ہے مشکل گریبان ہیں گریبان دو تار ہیں
ریش قاضی آج دست ساقی مہوش میں ہے	طاعت و تقویٰ ہی خر تنبور پر اسوار ہیں
تیری مہتابی کی منزل کو نہ پوچھا ہم نے آب	ہیں رخ کی تار نسی بالا ترون دیوار ہیں
طوف بیشک ہے تمہارے گرد پھرنا ہی ہمیں	کعبۂ مقصود عاشق ابرو خمدار ہیں
دین و ایمان پر دل و جان پر ہوس ہے عشق کی	اختیار یار ہی انہی کو ہم مختار ہیں

بحر دنیا میں نشان زندگانی نام ہے
شاعرونکو موجۂ آب لطف اشعار ہیں

ردیف نون

ردیف نون

اطاعت میں کسی ہم چشم سے ہو نہیں سکتا — بجا لاتی ہیں آنکھیں جو ارشاد کرتی ہیں

خزانے میں سے کیسی لوٹی جاتے ہیں کانٹو نیر — ہوا سی باغ کے جو نکی ہمیں یاد کرتی ہیں

انہیں توفیق خیر اللہ دی ہو رنج دیتی ہیں — انہیں اللہ خوش رکھی جو ہمکو شاد کرتی ہیں

عجب دام مصیبت میں پڑی ہے جان بلبل کے — جو گلچیں رحم کرتی ہیں ستم صیاد کرتی ہیں

وہ آنکھیں میری قاتل ہیں پوچھو جنبش مژگاں کا — یہ چھریاں ہیں کہ مجھ پر تیز دو جلاد کرتی ہیں

اٹھاتیں ہاتھ شیونسی لبِ احباب خاموشی میں — فلک سنتا ہی اونچا ہم عبث فریاد کرتی ہیں

اگر سہرتی ہیں دن اپنی وطن کو ہم پھیرتی ہیں — پہر اپنی صحبتیں اوجڑی ہوئی آباد کرتی ہیں

ہوا جب سے جنوں ہمکو ہوئی ہم موردِ آفت — ستم حداد کرتی ہیں جفا فصاد کرتی ہیں

حلاوت زندگانی کی ہی زندان محبت میں — اسیر کیے دعا اللہ سے آزاد کرتی ہیں

نہیں اپنا سی دنیا دیکھ سکتی اپنی ہمسر کو — بجا ہی ہمسی روپوشی اگر ہمزاد کرتی ہیں

جلا کرتی ہیں پروانونکی صورت شمع رو نیز — تہہ ہم ہیں داد کی خواہاں نہ ہم فریاد کرتی ہیں

بناتی ہیں نقاب اوس شوخ کی منہ پر مرقع بیز — ہمارا منہ نہیں کچھ بانی و بہزاد کرتی ہیں

بھلا کس سے کریں فریاد قسمت میں نہیں راحت — ہمارے اوس جو ہیں ہی بیداد کرتی ہیں

تصور عارض محبوب کا ہمکو عبادت ہے — کلام اللہ پڑہتی ہیں جب اسکو یاد کرتی ہیں

نتیجہ کیا بتائیں بحر ابھی یاد و گوئے کا
بنا کر جہوٹہ سچ باتیں دل اپنا شاد کرتی ہیں

وہ مجھ فقیر سے زر کا سوال کرتی ہیں	۲۸۹	زرا لہو عرق انفعال کرتے ہیں	

بہت عزیز ہے زر زر کلاہ کرتے ہین
وہ عہد و پیمان پر ہمین دو ہما سہاری بناہ کرتی ہین
سماملی کی ہی ہین عزت یوسف
تنون مین کی ہین جو ادنی پناہ کرتی ہین
وہ ان کو زر کی اب وہی زمانہ ہی
وہ انکی ہی ہمین وہ کب نگاہ کرتے ہین
برسے وہ ہین کہ پہلو تہی نشینا و ذرا
بسلے وہ دیت کہ ہر وضع تباہ کرتی ہین
بناو کرنے سے بہلا کیا خرور کے جاتا
وہ عہد گاہ کو کیون قتل گاہ کرتی ہین
سنے مہرسے ماکونہ فوغ
کبھی نقیب سے اب رسم وراہ کرتے ہین
ہمارے ابرو ابرو کی کیا نہین ہی خبر
شگاف تیغ کو عاشق پناہ کرتی ہین
عرق حسن پہ ہین گوری گوری گال اونکی
نثار سیم و طلا مہر و ماہ کرتے ہین

حسن کے نعمت عظمی ہو مبارک انکو	کب وہ دیدار کی بھوکونکی صلا کرتی ہین
دخل کیا آپکو فعلون مین ہماری ناصح	ہم برا کرتی ہین صاحب کہ بھلا کرتی ہین
چشم تر مثل صدف موتیونکا سانچا ہی	موتی بن بن کے یہان اشک ڈھلا کرتی ہین
باغ عالم مین نہین بے ثمرونکو کھٹکا	ڈھیلے چلتی ہین انہین پر جو پھلا کرتی ہین
جب دکھادیتی ہین وہ اپنی طلائی رنگت	آنکھ کی ڈھیلے کو سونیکا ڈلا کرتی ہین
دلفریبی کی بہت رنگ بدل آتی ہین	آدمی کیا ہین چھلاوا ہین چھلا کرتی ہین
ہمسے دل صاف کسیکا نہین ہوسکتا ہے	کسطرح آئنی پر لوگ جلا کرتی ہین
آسیا وار ہمین پر ہی کرم پھر پھر کر	کیا کہین سنگ وہ چھاتی دلا کرتی ہین
اس محبت کا برا ہو کہ ذرا عار نہین	اوسکے تلووں سے ہم آنکھونکو ملا کرتی ہین

سحر الطاف وعنایت کی نگاہونکو نہ پوچھ
تیر تودی کی طرح ہمیہ چلا کرتے ہین

ردیف نون

	۲۰۱	
حسین قتل ہمین بیگناہ کرتے ہین		انہین کی زلف دوتا گواہ کرتی ہین
جب اونکی شعلہ رخ پر نگاہ کرتی ہین		سپند وار تل آنکھون کی آہ کرتی ہین
خدا کیواسطے خونریزیوں سے باز آؤ		کہ آجکل یہی بہو رشن دادخواہ کرتی ہین
وہ جنس اب نہ رہی وہ نہ ہم رہی گاہک		گلے پڑیکا ہی سودا نباہ کرتے ہین
یہی جواب کہین کا ابھی ہی ہی		غفور جانکی اوسکو گناہ کرتے ہین
ہمارا نامہ اعمال ہی وہ سبزہ خط		فرشتے کسلیے کاغذ سیاہ کرتے ہین

[illegible]

خدا آباد رکھی لکھنؤ ہی شہر کی قابل | اوٹھی چلی سی صوفی وہ کمان ابرو نکلتی ہین

بتو تیرے ہا اندھیر اگر ایسا ہی عالم ہین | شوالونسی جلا کر مشعلین ہندو نکلتی ہین

قتیل عشق کس گلکا ہوین جو سبزہ زخمون سے | کلی کی شکل پیکان تیر کی خوشبو نکلتی ہین

نیا معشوقپن ہی چاندنی جبتب کرتی ہے | تواہنا تخم الفت بونیکو مہرو نکلتے ہین

بدن چھٹکا ہی ایسا ایک لیلے کی محبت مین | مری انو نسے مجنونکی کہین بازو نکلتی ہین

مروت تشنہ دیدار سی کرتا نہین کوئی | جنہین دریا سمجھتا ہون وہ ٹاپو نکلتی ہین

پھر اس دریا مین غوطہ مارتی ہین دیکھئی کی مچھر
خذف تقدیر سی ملتی ہین یا لولو نکلتی ہین

پی صید افگنی جب وہ کمان ابرو نکلتی ہین | رمیدہ تیر کی پر کاٹتی آہو نکلتی ہین

بدن پر نیش فصد بن بجای مو نکلتی ہین | سری جوئی ہوی کاٹی ایہ ی گلکر و نکلتی ہین

کہون کیا دلکا حال ستون سب روشن ہی اسی | انکھین پتی ہین جو مک جو چار آنسو نکلتی ہین

فراق یار مین برسات ایسی مبارک سے | برستی ہی فلکسے آگ جب جگنو نکلتی ہین

اسیران چمن سے کیا مقدر پیچ کرتا ہے | ہوا چو بائی چلتی ہی جو شاخ بو نکلتی ہین

تمہارے زلفنے کالونکو کالی دن دکھائے ہین | در روز نسے انکھین مانگتی بچھو نکلتی ہین

تمہاری چشم برق انداز نی یہ ہاکت باندھی ہے | اسکو لی بچا جاتی ہین جب آہو نکلتی ہین

بہت مٹی پکڑتی ہین کالی جاکی بانہی مین | ہماری لسے کب اوس شوخ کی گیسو نکلتی ہین

گرا ہی کعبی تیلا دین کافر کی صدقی کا | کرچو را ہیکلو الٹو جنی ہندو نکلتی ہین

ردیف نون

کرتے ہین یہان حسین تاراج | شاباش لحد مین لوٹتے ہین
ہوتا ہے فراق جان تن مین | برسون کے ملاپ چہوٹتے ہین
اک بت سے معاملہ ہی درپیش | پتہر سے نصیب پہوٹتے ہین
آسیب ہین گیسوان معشوق | کب ہمسے لپٹ کے چھوٹتے ہین
دل لیکے وہ جانکی ہین خواہان | ہر پہر کے مجہی کو لوٹتے ہین
ہر وقت ہی کوفت اپنے دل کو | رہ رہ کر سینہ کوستے ہین
خط پڑہتا ہے سیر کیا کہون کون | اغیار کی دیدے پہوٹتے ہین

رونے دہونی سے فائدہ بحر
کب سینے کے داغ چہوٹتے ہین

ردیف نون

٢٩٦

رشک سا رشک ہی داغ جگر دیتی ہین | آگ جہنجلا کی چمن کو گل تر دیتی ہین
آمد فصل بہاری ہی چمن مین شاید | آج کچہ پہولونکی بو داغ جگر دیتی ہین
جیسے پہنی ہین صنم پہولونکی بالی اتنی | ابر تر موتی کو آب گہر دیتے ہین
کون سی کیجیے منت جو صفائی ہوجائے | ایکدن کاٹکے سر پاؤنپہ دہر دیتی ہین
مشت پر بلبل ناچیز کو بیچ ای صیاد | کیسے کہولی ہوی غنچی تجہی زر دیتی ہین
کیون نہ سیب ذقن و پستہ لب ہو سو ہوس | زندگانی کی حلاوت یہ ثمر دیتی ہین
خوبرو طرفہ نگینے ہین کہ ارباب نظر | مثل انگشتر انہین آنکہونمین گہر دیتی ہین
باغ عالم ہی مین پہل پاؤن امید نہین | سجدے کرتا ہون جو تیا ہی شجر دیتی ہین

[illegible]

مدت سے ہی دل برہم صحبت سے نہین محرم
جاتے ہین کبھی گاہ شیوالی مین ہی ہمراہ

آزاد ہین گھر سے ہم مہمان کسی کہتی ہین
مذہب سے نہین آگاہ ایمان کسی کہتی ہین

حیدر سے تولا ہی رحمت کا بھروسا ہی
ای بحر نہ جانا کیا ہی عصیان کسی کہتی ہین

۲۹۸

دینی والیکا کب احسان گدا لیتے ہین
آبرو بیچ کے ٹکڑا فقرا لیتے ہین

انکو ہر بات مین منہ آتی ہو مجبرا ایسا
لوگ دانتو نمین زبان اپنی دبا لیتے ہین

روزن در سے بھی مشکل ہی نظارہ انکا
جھانکنی دیتے ہین جب گھر جھنکا لیتے ہین

بڑی عیار ہین وہ جنکی بڑی آنکھین ہین
دلکو دزدیدہ نگاہونسی چرا لیتے ہین

ہیچ اپنا ہی دکھا دیگی کبھی دود جگر
دل کے مجھسے وہ گیسو دبا لیتی ہین

نازکو کام نہ فرمائین قیامت کیا مشکل ہے
جان دیتا ہون جنہیں وہ جلا لیتے ہین

کسکو تلوار کے سایہ مین سلایا انہنی
گرد مین خاک کے نیچے شہدا لیتے ہین

اپنے کوچے سے نہ اوٹھاؤ سیہ بختونکو
ہم بھی اک سایہ دیوار مین کیا لیتے ہین

ہم ہین دشمن کے بھی دلسوز اگر سمجھے دوست
داغ سے شمع کو کلیجے سے لگا لیتے ہین

ناتوانی مین بھی تیار ہی جو گیند اکھیلو
پھول کیا تمکو ہم آنکھونسی اوٹھا لیتی ہین

نہ عدم مین کوئی تقصیر ہے نہ ہستی مین خطا
مجھسے کس بات کا عوض اہل جفا لیتی ہین

سخت بیزار ہین جینی سے تمہارے عاشق
جو اونہین کوسے ہی ہین وہ دعا لیتی ہین

جو طلبگار ہین دنیا کی بڑی اونکی دماغ
اپنی سر سارے زمانی کی بلا لیتی ہین

ردیف نون

[illegible]

[illegible]

موسفید سی کہان زورق ہستی کو نجات
زخم خوردہ ہین تمہاری خط رخسار کی ہم

نور ہر عضو سی روشن ہی شعاعون کی طرح
اسقدر غیر کھٹکتا ہی یہان آنکھون مین

رات کو یار نکلتا ہی تعجب سب کہتے ہین
کیا کمی ہی برکت پا ہی ساقی تیری

ساز و برگ آخر کار ابہی گرانباری ہی
کون ہین جنکو گوارا ہی کسیکا احسان

لات ماری ہی فقیرون نی جہانبانی پر
خوبرو آپکو ہرچند فلک پہ سینچین

یہ نہوگا کہ دیکھون کسیکا واعظ
ہمصفیرون نی محبت سے قفس مین ہی مجھے

تیرا خنجر ہی اگر شاخ نبات ای قاتل
ابکی صیاد کی قسمت سی بہار آئی ہی

یہ وہ دریا ہی کہ جسمین کئی سو دہارے ہین
دلکی تاری نہین قرآن کی سیپارے ہین

سرو قد چشمۂ خورشید کی فوارے ہین
ہم تو سوتے مین بہی برای ہین للکارے ہین

دیکھنا چاند کی ٹکری ہین کہ رخسارے ہین
جام سب حوض مین خم جتنی ہین اندارے ہین

دیکھ لو گل کہ شاخ کو یہ ستارے ہین
اپنی سر کو تو پر و بال ہما آرے ہین

افسر و چتر سلاطین کی سرارے ہین
اوج خوبی کی تمہین چاند ہو سب تارے ہین

دونون آنکھین ہین تو دو لاکھ کی نظارے ہین
نالی ہین بہی کہی ہین جو وہ چکارے ہین

تیری بندوق کی جہری بہی شکر پارے ہین
طوطی بندوق کی آواز مین چکارے ہین

راہ عشق مین مرنا بہی ہی شادی ای بحر
گنبد گور شہیدان نہین نقارے ہین

خوبرویان جہان چاند کی تنویرین ہین | ٣٠١ | پتلیان آنکھون کی وضع من تصویرین ہین

ردیف نون

قضا ہی ہین قضا ہی تیغ و شمشیرین ہین
قول حق پر ہوی کر منقش اہل دنیا
ایک قرآن ہی جسکی کئی تفسیرین ہین
کیا یقین ہی مجھی حال بہشت و دوزخ
مین ہون جس [illegible] تعبیرین ہین
سات دوزخ کی جگہ دیتی [illegible] اوسکی
ایک معشوق کی ہماری لیئی تعزیرین ہین
چار ابیات ہون [illegible]
[illegible] سلاطین کی تعمیرین ہین

[illegible]

میانۂ عدم مین اپنی زندگانی ہے | فدا ہون کی مین صدقی تری کمر کی ہین
سوار پھرتی ہین پیل سپہر پہ مصر | بلند مرتبے ارباب سیم و زر کی ہین
غرض کہ اس سی نہین بات جھوٹ و سچ | ہماری کان تو مشتاق نو خنجر کی ہین
دلیل انکی حقیقت پہ انکی گردش ہی | لگو لی ساتون فلک تیری ہی گذر کی ہین
فرشتے آنکھ نہ کہا کہ کسی پر لاتے ہین | قتیل چشم ہین ماری ہوی نظر کی ہین
یہ کیا کہا کہ وہ خط کا جواب لکھین گے | مجھی اوڑاتا ہی فقری نامہ بر کی ہین
تلاش اب تو ہی گور و کفن کی دنیا مین | بہت دنون ہی سامان سفر کی ہین
بھجے جو شاہ ہماری اوسی ہی ہم آیا | فریب یہ ہی چھینٹے یہ چشم تر کی ہین
جگر و نگاہین ایسے کہ دل شگفتہ ہی | نہین ہم اونمین جو محتاج بخیہ گر کی ہین
رگ گل اونکی نگاہ نہین حقیقت ہی | فریفتہ جو تری نازنین کمر کے ہین
حد کے قفل اسے دولت کی کچھ نہین پروا | نیازمند حسینان سیمبر کے ہین
زمانہ مین کوئی شادی نہین ہے بی کھٹکے | شب وصال ہی ہڑکی مگر سحر کے ہین
اودھر کو جاؤنگا لیجائیگی جدھر وحشت | نہ پوچھی کہ ارادی مری کدھر کی ہین
تعلقات جہان قطع کر چکا ہون مگر | ہنوز الفت احباب کی اثر کی ہین
یہ میری شعر ہون کیونکہ بہلا نہ گرما گرم | سلگے ہوی یہ مری آتش جگر کے ہین

بہشت آدم و حوا کی ملک ہی ای بحر
نعیم مین بنی آدم کی دو پہری ترکی ہین

ردیف نون

ردیف نون

قتل عالم ہے تیرے ابرو پر | کوی تلوار سے شہید نہین
اپنے دل سے مجھے ارادت ہے | ہین کسی پیر کا مرید نہین
دل کسی سے لگے تو کیا چھوٹے | کوئی اس قفل کی کلید نہین
دیکھ لے مر کے سختے سکرات | صدمۂ ہجر سے شدید نہین
وصل جانان ہے صیغۂ تہمت | کہ مجرد ہین ہم مزید نہین
عشق کیا درد ہے خداوندا | کوئی دارو دوا مفید نہین

نحن اقرب دلیل ہے اے بحر
یار نزدیک ہے بعید نہین

۳۰۵

شکار دہر مین ساقی خلش پسند نہین | ہوی ہین نشا ہرن موج می کمند نہین
یہ بات سچ ہی کہ سرمہ ہی دشمن آواز | صدای چشم سخنگو کبھی بلند نہین
برنگ نبض شب و روز بیقراری ہے | وہ درد ہی کہ دوا کوئی سودمند نہین
مزاج رکھتی ہین نازک یکہ تاز وفا | چلے دو گام سواری مین وہ سمند نہین
لیا جو بوسہ تو بہر زیست تلخ ہی غافل | لبو نپہ دانت نرکھہ سنکھیا ہی قند نہین
کہوا جلسے لب و پیش کیا ہی آئی مین | ہماری چاک جگر مین گڑ ہیکی رفو نہین
مجال کیا جو ہم اونکی پلنگ پہ بیٹھین | ہماری واسطی دری ہین سپند نہین
قبول صورت تمسے نہین ہین شمس و قمر | کہ چشم زخم سے انکو کبھی گزند نہین
خدا کی مہر ہی تیری جمال پر او بت | سیاہ دانہ ہی تل حاجت سپند نہین

جسم گل کھا کی بنایا ہی قبای کمخاب		غم نہین برین اگر جامۂ زرتار نہین

بحر مجبور ہون نواب کی فرمایش سے
میرا یہ طرز نہین میرے یہ گفتار نہین

۳۰۷

نور کا گھر ہی مری یار کی دیوار نہین	کونسی آنکھ ہی جو شیشت بدیوار نہین
تیرا گھر مطلع انوار ہی یجان جہان	کوی یہ آینہ مٹی کا ہی دیوار نہین
خط جو نکلا ہی تو جھسی اوٹھائی ہی نقاب	گرد گلزار کی کانٹی ہین جو دیوار نہین
میری ٹکرانی یہ تو رستہ نکرو ظالم	اب سر اپنا ہی نہین یا تری دیوار نہین
مال کیا جمع کرین گھر ہی حرا یہ اپنا	چھت نہین حجرہ نہین سنہین دیوار نہین
گھر کا بھیدی ہون کسی بات کا پردہ نکرو	کونسی روز نیا روزن دیوار نہین
تیری محرم کی مری لوٹنی والی ہم ہین	ایک بھی پہیرہین بنگلا نہین دیوار نہین
ظلم ہی مجھسی وہ لڑتی ہین ہی گھر جڑ کر	سبزۂ تیغ سیکے سر دیوار نہین
وہ میری ہتی ودین مرتی دین گرتی ہتو	کوئی گھر یار کی دیوار بدیوار نہین
باب بحر اسی گھرسے مجھے تعلیم ہوا	اک گلستان کا ورق ہی یہ دیوار نہین
لکھنؤ ہین وہ گلی میری لیی مقتل سے	قتل کرنیکو سر وہی ہی وہ دیوار نہین
روز ازین چاندسے چہری کی جھلک دیکھتی ہین	کوکب بعد ہیہ وہ روزن دیوار نہین
باہر آؤ مین تڑپتا ہون زمین ہلتی ہی	گھر کی دیوار ہی کچھ قلعی کی دیوار نہین
ایکجون داغ ہمارا ہی کہ خورشید فلک	دھوپ سے گھر مین کہین سایۂ دیوار نہین

ردیف نون

عاشقو تکو نفس شمار ... ہے
کھو دیا میری عاشقی نے ... شمار نہین
اک نہ اک رنج مجکو رہتا ہے
درد سر ہے اگر بخار نہین
یاس ہی بیٹھو نہ بیٹھو آؤ نہ آؤ
صحبت کبھی یار نہین
بخدا وہ تمہارا دل نہ ... وہ پیار نہین
اب وہ باتین نہین وہ پیار نہین
زندگی کا بحر طول امل سے
اعتبار نہین
التفات مری حال پہ نہین
سیدھی نظر نہین
اب بحر مری مطلع نہین
دیکھ کر آنکھوں ہی نہین
کاہی کو جو ہری ... کام نہین
دیکھا

ردیف نون

دیکھا جو اس پری کو ہوی محو اسقدر
دل جہین گیا بغل سی ہمین کچہ خبر نہین

بس دل ہی جانتا ہی جو صدمی اوٹھائی ہین
پتہر ہی کوئی سینے کی اندر جگر نہین

کس منہہ سی اپنی یار کی تعریف کیجیے
گل ہی بدن نہین رگ گل ہی کمر نہین

کچہ غم خزانکا ہی نہ خوشی ہی بہار کی
وہ عندلیب ہون کہ مری بال و پر نہین

اہل فنا کو دولت دنیا سی کیا غرض
لو دیکہ لو کہ گنج شہیدان زر نہین

کیونکر دکہاؤن یار کو اپنی جگر کی داغ
منہ غیر کیطرف ہی توجہ ادہر نہین

وہ آفتاب بام نہین کیا ہمین غرض
کیا دیکھین چاندنی کہ وہ رشک قمر نہین

اپنے فدائیو نسے یہ غفلت بجا ہیے
ہم ایڑیان رگڑتی ہین تمکو خبر نہین

چہینٹین نہ پاک کی نہین یہ ہین خون کی
ظالم حلال کرکے کسیکو مکر نہین

گزری تمام رات مجھے ہاتہ جوڑتے
او بت خدا کیواسطے اتنو نکر نہین

کیون دل دکہا رہا ہی مرا ای غم فراق
کیا روؤنمین کہ آنسوؤنمین بہی اثر نہین

پروانہ گرد شمع ہی بلبل قریب گل
افسوس اوسکی گہر مین ہمارا گزر نہین

آزار عشق رنجش اغیار داغ ہجر
آفت ہی کونسی جو مری جان پر نہین

تڑپا کرینگی ایک اک کی فراق مین
دل ہی ہی تو جیین ہمین عمر بہر نہین

اسپند کرکی جایا کرو عیش باغ مین
کہتے ہین لوگ تمکو پری ہی بشر نہین

ای ہجر مجھکو عشق نے کافر بنا دیا
چاندیکا بت بغل مین ہے وہ سیمبر نہین

پروانہ و چراغ پہ آتا ہی مجکو رشک | کسطرح تمسے اوڑ کی لپٹ جاؤں بس نہیں
اے شہسوار اسکا جھکنا دلیل ہے | آہوی خاوری ہی تیرا فرس نہیں
ہم میکشوں کی بزم میں ہا بی تکلفے | کچہ دانہائی سبحہ صفت پیش و پس نہیں
بیتابیاں ہی ہیں تیغ اک دن نجات ہے | صیاد یا تو میں ہی نہیں یا قفس نہیں
اپنے لیے ہی مرگ گلوں کی مفارقت | ہے گنبد مزار ہمارا قفس نہیں

اے بحر اوس مقام پہ اٹکا ہی جاکی دل
پای خیال کو بھی جہاں دسترس نہیں

ردیف نون

۳۱۲

آج اپنی جو بغلیں وہ زری پوش نہیں | رشتۂ عمر کو مقراض ہی آغوش نہیں
میں قسم کھا کی یہ کہتا ہوں کہ انکو سینوش نہیں | آنکہ دیکھی وہ نشیلی کہ مجھی ہوش نہیں
بغل موسی عمران میں ید بیضا ہے | میری آغوش میں محبوب زری پوش نہیں
میری فریاد نہ سنتا ہی نہ میری نالی | گوش محبوب میں یارا ہی در گوش نہیں
زلف کی عشق میں اپنا وہ خم و خم زرا | لٹ گئی بال کی صورت وہ تن و توش نہیں
آبرو غم کی بدولت ہی یہ ہمچشمو نہیں | کونسا اشک ہی میرا جو گہر پوش نہیں
گہات کرتی ہو مری قتل کی چپکی چپکے | تیغ براں ہی تمہارا لب خاموش نہیں
سلطنت زیرنگیں ہی جو بغلیں ہی صنم | حلقۂ خاتم جمشید ہی آغوش نہیں
لن ترانی کو سمجھتا ہوں نہیں فقرہ اوسکا | پردۂ لفظ میں معنی کبھی روپوش نہیں
تیری شہباز نظر سے مجھے اللہ بچای | او صنم طائر جستہ میں ہی ہوش نہیں

سحاب ہو تو نہیں منہ صدف کا بہرتا ہے
حضو فیض رسان حاجت سوال نہیں

جنون عشق ہو دلمین تو عقل کیا ٹہیرے
جہان ہے شیر کی آکہہ وہان غزال نہیں

جو اسمقام پر آیا وہ ہاتہ ملتا ہے
ہتہیا ہو نہین کسی آدمی کی بال نہیں

کبہی ہوا کبہی شعلہ کبہی ہے خاک ای سحر
مگر تمہاری عناصر مین اعتدال نہیں

۲۱۴

ہمیشہ بدر ہین عارض کبہی ہلال نہیں
یہ حسن نور خدا ہے اسے زوال نہیں

غدار کو جو کہون بدر کچہ کمال نہیں
لبون کی پی مین یا سنگ ہے ہلال نہیں

وہ کون شخص ہے جو تیرا پائمال نہیں
سمند روح روانکا قدم ہے چال نہیں

وہ زرق و برق ہے کیا سیمین جال نہیں
گہن مین چاند مین اجہا کچہ ملال نہیں

اولجہ کی زلف مین کوئی جہٹے مجال نہیں
اسیر کہتی ہین تنکی رگین ہین جال نہیں

مہینا زیست کا کٹتا ہے ہر مہینے مین
نہال عمر کو آرہ ہے یہ ہلال نہیں

وہ گل ہے شکل و شمائل مین چاند سی دیدہ
الف پہ نقطہ ہے ہینی پر اوسکی خال نہیں

ہماری یاری ہوا پر ہے مہر کا پنجہ
فلک کی منہ پہ ہنستا ہے یہ ہلال نہیں

ہوا ہے عیش کو سر سے نکال ہوش مین آ
سحر ہے شام جوانی سفید بال نہیں

کچہ انکی اصل نہیں بت گری ہیں کہو ٹہین
یہ بت جو سونیکی پتلی ہے ہون تو مال نہیں

ریاض حسن کے میوہ مین یہ لطافت ہے
عیان ہے سیب کا دانہ ذقن خیال نہیں

ہماری سوز درونکا نہ پوچہیے عالم
دہوان نہ داغ سے اوٹہتا ہے سر کی بال نہیں

جان بلب ہون فراق دلبر مین
صبح جیتا رہا تو شام نہیں

کیسے زلفون سے بال بکہری ہین
روز و شب ذکر زلف و عارض ہے
[illegible]

ردیف نون

[illegible]

کسکے بل پر وہ شوخ ہے مغرور	خط شبرنگ فوج شام نہین

بحر بھلکے ہوئی ہین اہل دول
نشہ آب زر مدام نہین

۲۱۶

جور قاتل کا کچہ بیان نہین	دہن زخم مین زبان نہین
جان کس دن لبونپہ جان نہین	آپکو کچہ ہمارا دہیان نہین
اپنے دروازیسے اوٹہا نہ مجہے	خانہ برباد ہون مکان نہین
نہین چہپتے نگاہ الفت کے	مہر کی آنکہ مصریان نہین
یار تیرا ستم زبان زد ہے	کونسی لب پر الامان نہین
کبہی تو دن ہی اور رات کبہی	دوست یکرنگ آسمان نہین
بلبلو کیون قفس مین ہو دلتنگ	داغ تو ہین جو بوستان نہین
میری ایبر جو داغ ہی تو یہ ہے	کوئی دلدار قدردان نہین
اوسکی زلفون نے بل نکال دیئے	اب ہماری وہ آن بان نہین
آتی دن ہر پہ کہیلتے ہی اجل	میرا کس روز امتحان نہین
پیر ہون طفل اشک کی مانند	گر کے اوٹہون مین یہ گمان نہین
آشنائی نہین ہے وفا عنقا	نام سنتے ہین پر نشان نہین
دختر رز کی قدر کیا جانے	زاہد پیر تو جوان نہین
تیکے ہیل نے کی نشان خاطر	شاخ امید سے کمان نہین

ردیف نون

آفتونکے تیر برسای فلک ٹوٹا ہی کون
پہو کہیں یہ بہر جاوینگے چارون عناصر ایکدن
عیش جنت سی زیادہ ہی غم جانان عزیز
ایجوانون سر جہکاکر دیکہ لو پیری کی شکل
خوبرو دونکی فریب حسن سے غافل نہو
ای قفس سی چھوٹنے کی کیا خوشی ای بلبلو
رقص بسمل کا تماشا دیکھ ہشیار ہو

قلب مردان خدا کی شیر ہین آہو نہین
خالی از اسرار نہین ہم آہو نہین
بہتر لیتی ہے دو دل سے حور گیسو نہین
دور آنکہون سے تو کچہ آئینہ زانو نہین
دل گیا جب اپنے قبضے سی تو قابو نہین
آب ہنر ہمین نہین پہلو نہین زانو نہین
کیا خبر ہوگی اجل کی پاؤن مین گہنگرو نہین

سحر کیا سوؤن شب فرقت مین دل بیتاب ہی
موج سان راحت کسی کی وقت بہی پہلو نہین

آہنی کو موشگافی کی نظر ملتی نہین
خاک پا اوسکی بہ از صندل ہی پر ملتی نہین
ویسے دنیا کی بکہیڑہ مین بہٹکتے پہرتے ہین
کو بہای زلف مین کیا ایک بیٹ لا ہین
جو کہتی بہولی غزالو نکو ہماری تربت مین
کاش کہتی کیطرح اک آستان پر بیٹھ رہ
دو ہی دن کی ہجر مین یہ حال اپنا ہوگیا
پہر چی لخت دل کی چشم تر دکہاتی ہی مجھے

۳۱۸

شانہ ہی حیران ہین اوسکی کمر ملتی نہین
سر کہان پہوڑون وای در دہر ملتی نہین
اس دو راہے مین ہمین راہ سفر ملتی نہین
قافلیکے قافلے گم ہین خبر ملتی نہین
غول ہر سو دوڑتی ہین رہگذر ملتی نہین
ای گدا عزت کی روٹی دربدر ملتی نہین
ہوش کیسی نبض بہی دو دو پہر ملتی نہین
ظلم کیا ہی کشور دل مین خبر ملتی نہین

سوسی اڑسکتا ہون آنکھ اوس سے ملا سکتا نہین
جو صف مژگان سے مجکو ڈر نہ لشکر سے نہین

حسن ہی دولت ہی غرہ یار کو کیونکر نہو
لب نہین یاقوت سے یا دانت گوہر سے نہین

کیون بہاتا ہی مری آنکھ سے پانی فلک
خوف تیری تورکو مینڈہی کی ٹکر سے نہین

دربدر مثل گدا پھرتی ہین ٹکڑی لیے
مطمئن جو ہو گیا اپنی مقدر سے نہین

ہم تمہاری گھر سے نکلے اور آدم خلد سے
کیا کری انسان کچھ چارہ مقدر سے نہین

سرزمین لکھنو بہی تختۂ شطرنج ہی
کیا پیادہ کیا سوار آسودہ دل گھر سے نہین

بحر بیتابی یہ کہتی ہی کہ تڑپو خاک پر
بسملو نکلو دیکھ لو کچھ کام بستر سے نہین

ملتفت تم مری جانب ذرا نہو نہ سہی
دیکھتے ہی کی یہ آنکھین ہین نظر کچھ بہی نہین

ہمتو جلجل کے مری اونکو خبر کچھ بہی نہین
داغ تعویذ لحد ہی کہ اثر کچھ بہی نہین

روزہ دار ونکیطرح ہین متوکل بخدا
ماحضر ہی جو سر شام سحر کچھ بہی نہین

شبکو چمکا رخ روشن جو سر بام اوسکا
پڑ گیا شور کہ کوٹھون قمر کچھ بہی نہین

کوی پہل پائیگا کیا تخم محبت بوکر
اس مزبل مین تو برگ و ثمر کچھ بہی نہین

اتبو شطرنج محبت مین لگی ہی بازی
جان پر کھیل رہا ہون مجھی ڈر کچھ بہی نہین

یار کا درد دہنا دلمین لگائی ہی نہنگ
درم داغ مری گھر مین ہی زر کچھ بہی نہین

گو مین عاصی ہون مگر مستحق جنت ہون
کیا پسر کے لیے میراث پدر کچھ بہی نہین

یہ بہی اک خال ہی کیسا مسی آلودہ دہن
عکس جو ٹیکا نمایان ہی گہر کچھ بہی نہین

ردیف نون

[illegible]

کیا عاشق پروانہ تہا ارشاد یہ
آہ زندہ ہین فریاد و فغان کچہ بہی نہین
پوچہا کبہی جینا ہی [illegible]
دہان پر انہین ای [illegible] کچہ بہی نہین
کیا علاج [illegible]
محبت کا ہی بہنا خفقان کچہ بہی نہین
فائدہ [illegible] مکان کچہ بہی نہین
کچہ گہٹا ہی [illegible] کچہ بہی نہین
مجکو خلعت [illegible] کچہ بہی نہین
پانے حسرت کی سوا [illegible] کچہ بہی نہین
کچہ دیکہ [illegible] کچہ بہی نہین
شمع [illegible] کچہ بہی نہین
تجہی شکوہ [illegible] کچہ بہی نہین
کہہ دی ہین [illegible] کچہ بہی نہین
سب عیان [illegible] کچہ بہی نہین

ردیف نون

یار تک لی نگئے اشک بہا کر ہمکو
عشق نے رتبہ جو جبیں پایا ہے مجکو
لب نازک کا تو بات تو نسے پتا ملتا ہی
بال بہی ہو تو وہ محسوس نظر ہوتا ہی

اسکو بہی دیکہہ لیا دیدہ تر کچہ بہی نہین
قتل سو بار اگر ہون تو ضرر کچہ بہی نہین
دہن تنگ تو کچہ ہی ہی کمر کچہ بہی نہین
موشگافی نکرو اوسکی کمر کچہ بہی نہین

کیا خبر تہی مجہی ای بحر کہ دریا ہی سراب
جسکو سمجہا تہا مین سب کچہ وہ بشر کچہ بہی نہین

۳۲۲

واہ کیا ضبط ہی جلتا ہون ہوان کچہ بہی نہین
غمسے آب ہی دل اشک روان کچہ بہی نہین

خواب غفلت ہی تماشای جہان کچہ بہی نہین
کہل گئی آنکہ تو فرماوکی ہان کچہ بہی نہین

گنبد چرخ کو فانوس خیالی سمجہو
غیر دوران سپہری دو رجہان کچہ بہی نہین

مجکو لوٹیگا تو ہاتہ آئیگا کیا خاک ای چرخ
غیر یکمشت غبار اور یہان کچہ بہی نہین

تو ہی تو چار وطرف مجکو نظر آتا ہے
تیری جلوی کی سوا جان جہان کچہ بہی نہین

شعر لکھتے ہین عنقا تو بجا لکھتے ہین
نام ہی نام دہن کا ہی نشان کچہ بہی نہین

کس سے فریاد کرون یار جلاتا ہی مجہی
جہوٹہہ سمجہیگا زمانہ کہ دہلون کچہ بہی نہین

ہمنے آنکہون کی ترازو مین اوسی تول لیا
پہول بہاری نظر آیا وہ گران کچہ بہی نہین

ساز عشرت جو ہین دنیا مین طلب کرتا ہون
کان بجتی ہین برابر کہ یہان کچہ بہی نہین

یار کی سامنی کیا نغمہ بلبل کو سنین
ہان خوش آواز ہی پر لطف بیان کچہ بہی نہین

یار باتو نہین جلایا کیا سوجہا نہ جواب
شمع کو دیکھہ لیا چرب زبان کچہ بہی نہین

[illegible]

ردیف نون

ہی اگر دعواے یکتائی تمہین
آرسی منہ کے روبرو اچھی نہین

دیکھیے کس پیچ مین آتا ہی دل
زلف کج سے تو ہوا اچھی نہین

میری ہوتے غیر او سکے پاؤن تک ہو
عاشقی مین آبرو اچھی نہین

جب مجھے دیکھا چڑہائی ناک بہون
کیا گل الفت کی بو اچھی نہین

صاحب اکسیر کو دیکھا فقیر
کیمیا کی آرزو اچھی نہین

نیاریون کو خاک چھنواتا ہی مال
سیم و زر کی جستجو اچھی نہین

منہ مین جو آتا ہی فرماتی ہین آپ
کہہ نہین سکتا یہ خو اچھی نہین

جنسے ہی اونسے رہی یہ بات چیت
مجھسے ایسے گفتگو اچھی نہین

بحر معشوقونکے باتونکا جواب
خیر ہے یہ گفتگو اچھی نہین

۲۲۴

کب ہمنے شعر یار کے آگے پڑہے نہین
کسدن ہمارے پہول جہیسر چڑہے نہین

اس منہ سے مہر یار کی منہ پر چڑہے نہین
گہر کی چاندنی سے کبھی ان ٹہی نہین

آگے اون ابروونکی مہ نو ٹہی نہین
گر جائیگا نظر سے فلک پر چڑہی نہین

اللہ ہی نکالی صنم کی بہوونکی بل
ایسی کڑی کمانین ہین چلی چڑہی نہین

بوسہ دین اپنی مصحف رخسار کا ہین
مکتب نشین حسن یہ پٹی پڑہے نہین

بہوٹی فلوس داغ کی رکھتے ہین ہم فقیر
پہول اشرفی کی اپنی قبا پر کڑہی نہین

روشن ہی نام حاتم طائیکا شہر شہر
ثابت ہے یہ چراغ دیے کی بڑہے نہین

ردیف نون

کبھی بجلی جو چمکتی ہی تو ڈر جاتی ہین
وہ میری آہ شرر بار کو کیونکر دیکھین

رو برو آینہ جاتا ہی تو رشک آتا ہی
یار کی پاس ہم اغیار کو کیونکر دیکھین

ایک مدت سے ہی ہنسنے کی تمنا ہمکو
کیا کرین قہقہہ دیوار کو کیونکر دیکھین

یہ مرض وہ ہی کہ سب کرتی ہین پرہیز اس سے
اپنی وہ عاشق بیمار کو کیونکر دیکھین

شوق دیدار تو ہی طاقت نظارہ نہین
اوسکے خورشید سی رخسار کو کیونکر دیکھین

لہو بہتی ہوی دیکھینگے تو ڈر جائینگے وہ
تہ تیغ اپنی گنہگار کو کیونکر دیکھین

سر اوٹھانی نہین دیتا وہ خمیدہ ابرو
ای مہ نو تری تلوار کو کیونکر دیکھین

خاک آنکھونمین غبار خط تو جھونکتا ہی
یار کی سبزۂ رخسار کو کیونکر دیکھین

پہول جاتا ہو نمین خوش ہو کی جب آتے ہین وہ
میری کانٹا سی تن زار کو کیونکر دیکھین

کہین آنکھین نہ نکلوا کی ملی پاؤن تلی
اپنے محبوب جفا کار کو کیونکر دیکھین

بیقرار ایسے یہان آنکھونمین دم اٹکا ہی
جھوٹی سچی تری اقرار کو کیونکر دیکھین

راستے بند مین مجمع ہے خریدارونکا
اپنی اوس رونق بازار کو کیونکر دیکھین

ہمصفیرونسے سنا ہی کہ بہار آئی ہی
مرغ پر بند مین گلزار کو کیونکر دیکھین

کب توجہ ہمین اعلی سی ہی اسفل کیطرف
گل ہی آنکھونمین چہبا خار کو کیونکر دیکھین

ہم جو بگڑینگے تو کتنونکے بگڑ جائینگے منہ
بوسہ تم دیتی ہو اغیار کو کیونکر دیکھین

ضعف سی بنگئے ہین دم قالین ای بحجر
سر اوٹھا کر در و دیوار کو کیونکر دیکھین

گو مین بھی ہی نالی ہین پہ ہی شیون ہی | خاک تیرہ نہوی سرمہ آواز ہمین
اپنے رخسار کو نازسی کیا جسنے چراغ | اپنا پروانہ بنالی وہ فسونساز ہمین
اوسکے چوٹی کی سی بال کا سایہ ہی کمر | شانہ بینی سے یہ معلوم ہوا راز ہمین
دل جو بیتاب ہی محبوب مغنی کی لیے | نالہ نغمہ نظر آتا ہے جگر ساز ہمین
ہمسے اور اوس سی ملاقات نہین ہی تو نہ ہی | کبھی بن پر اوسی چاہنے پرناز ہمین
دلپہ گل کہاؤ تو ہی کانہ ذرا دم مارو | اوسکے قلیان سہی آتی ہی آواز ہمین
الحذر آج وہ محفل مین خفا بیٹھا ہے | آگ مین جھونکتی دی کوئی دراندازہمین
بزم جانان مین کجا شمع کجا پروانہ | اوسکو ڈہرکاتی ہین گرماتی ہین غماز ہمین
طنز کی بات سے ہم مرتی ہین جیتی ہین رقیب | دونون لب اوسکی دکھاتی ہین اعجاز ہمین
تیری صورت کو ترستی ہین ہماری آنکھین | منہ دکھا پھر خدا او بت طناز ہمین

گوش زد ہوا گر ای بحر ترانہ اپنا
طوطی ہند کہی بلبل شیراز ہمین

ردیف نون

۳۲۸
کیا چشم سرمگین کی ہی شوخی حجاب مین | بالکو نہین ہے نگاہ کہ بجلی سحاب مین
ہر وقت جوش اشک ہی چشم پرآب مین | دریا بھرا ہوا ہی یہان ہر حباب مین
مرنیکے بعد بھی نہ زیارت ہوئی نصیب | منہ اپنا ہی کفن مین تمہارا نقاب مین
یہ طرز سیکہ لی تو مس شعر ہو طلا | نسخہ ہی کیمیا کا ہماری کتاب مین
بارہ ستاری ایسی نظر آئی ہین مجھے | دیکھی نہونگی حضرت یوسف نے خواب مین

جادو کا شعلہ سرد ہوا ایسی زبان ہے
ان کافروں کو کسنے سکھائی ہیں شوخیاں
تسخیر وہ پری ہو یہی آرزو رہے
ایسی خمیدگی ہے پی عذر معصیت
ہم گرد خیمہ پھرتی ہیں تم جھانکتے نہیں
مہندی لگا کے دست تاسف ملو گی تم
دشمن کبھی نہ ہو یہ بڑا روگ ہے جہ کا
کیا جانتا تھا دیر و حرم سنگ راہ ہیں

پریاں ستی ہوں سنکے گرمی ہی بات مین
پریاں حلول کرتی ہیں لات و منات مین
اس نقش حب نے جان ہی لی اثر تکا نہین
محراب تیغ کیا ہو نمین بانجات مین
کیا کٹ گئی طناب محبت قنات مین
در زد حنا ہی رنگ چرانیکی گھات مین
سونے کی ہم علیل ہوی ایک رات مین
ڈھوکرین لگین مری پای ثبات مین

اللہ ری تشنگان شہادت کا مرتبہ
ای بحر آب خون ہوا ہی فرات مین

حفظ حق پر ہی غریبوں کی نظر برسات مین
آبکاری مین ہا یہ صرف زر برسات مین
ایکدن کھانا اونسی جھانک کر برسات مین
آب روغن ہو گیا مجہ دلجلی کی خاک پر
باغبان ان بھر ہو نمین ات بھر جانی مین
مار ڈالیگا یہ رونا عاشق دلریش کو
چودھوین شب فرش کی قابل ہو لم یار پر

حجلہ بسم اللہ کا گنبد ہی گھر برسات مین
ہو گیا مٹی مرا سونیکا گھر برسات مین
ہم کھڑی بھیگا کیے دوپہر برسات مین
جگنوؤں کی بدلی اوڑتی ہیں شرر برسات مین
عیش ہے گزرین جو یوں آٹھوں پہر برسات مین
لیجیے دیوار خستہ کی خبر برسات مین
چاندنی اپنی ذرا دہولی قمر برسات مین

ردیف نون

کچھ تمہاری سرد مہری کا پتا جاڑے مین ہے
کچھ ہماری اشکباری کا اثر برسات مین

یار کی دانتونپہ چن چن کر تصدق کیجیے
بدلی اولونکی اگر برسین گہر برسات مین

آہ سوزانکی شرارت کا تماشا دیکھیے
آی وہ جگنو نکڑنی بیری گہر برسات مین

آرزو وہی وصل کی اک شب مجھی ہو نصیب
شام ہو جاڑے کی موسم مین سحر برسات مین

ایکدن نے کہا تہا اوسکی سی کو گہٹا
کالیونکی ہوتی ہی بوچہار سر برسات مین

اس بکا مین خیر اپنی خانۂ تن کی نہین
بیٹھ جاتی بیشتر دیکھی ہین گہر برسات مین

رحمت حق جوش پر ہی مژدہ باد اے میکشو
رعد ہی ہنسنے ہنسی ہی خیر برسات مین

رنج دیتا ہی ہمین بارانکی قطرونسے سوا
کیون فلک ہمپر ہر پتا ہی سر برسات مین

ایک ساتہ نکلی اٹہتا ہی ایک بادل کی گہٹا
جوڑی بوتل کی ہی پیش نظر برسات مین

سچ ہی یہ دل لگی جہتی نہین جز آب و گل
کم نہین ہوتا کبھی سوز جگر برسات مین

فرقت محبوب مین جو بوند ہی پیکان ہے
تیر ٹہتی ہین ہماری جسم پر برسات مین

اسطرح تر دامنی پر اپنی مین روتا ہون بحر
آبدیدہ جسطرح ٹپکے شجر برسات مین

ردیف نون

۲۳۲

بلبلو کچھ تو اثر پیدا کرو فریاد مین
چاہیے منقار چٹکی لے دل صیاد مین

اب یہی حسرت ہے باقی خاطر ناشاد مین
پہول ہون مرغ چمن کے خانۂ صیاد مین

مین وہ خلاق سخن ہون گلشن ایجاد مین
میرا طوطی بولتا ہی بیضۂ فولاد مین

عاشقی مین مر گیا فرہاد تیشہ مار کر
کب سہل انسان کرتا ہی تہا جہاد مین

اکدن وہ تہا گلہ نسی شاخین ہری بہرتہین ۔ اکدن یہ ہی کہ گل کیا بتا نہین شجر مین
ای دم نکل سکے تنسے گلگشت کو عدم کی ۔ کیا رنج ہی سفر مین راحت ہی کیا حضر مین
الفت بری بلا ہی صیاد ہی مقرر کیا ۔ لاسا لگا ہوا ہی بلبل کی بال و پر مین
ہم جان نثار اوسکے کہ چہپین نہ انکی ۔ صدقی کی جیسی تپلی دیکہی ہون نظر مین
کمند سے نگ والی جتنی ہین سب ہین تی ۔ دیکہا ہی ہم نی اکثر تا ہی کا میل زر مین
میری ان آنسو ونپر نشتے ہوگیا ہی تم ۔ ہیکان ہین قطری سب یہ ندیت اثر مین
یارب مسافرونکی غربت مین خیر کرنا ۔ میرا حیات نامہ قاصد کی ہی کمر مین
مرجاونگا نکیسے کب صبح ہو کہ جاون ۔ بانہوکی پوٹ میری کیا جادہ سحر مین
فرہاد کیا مجرب نسخہ بتا گیا ہے ۔ پہوڑونگا سر تو ہوگی تخفیف درد سر مین
اوس غیرت قمر کی دروازیکا ہون ذرہ ۔ افلاک ہی ستارہ اوسکی راہی کی گہر مین
سچ ہے کہ میکشونکا انجام کار بد ہے ۔ جلتے ہین لڑکہراتی گرتی ہین سقر مین

اس دکہتی دلکو اپنی ای بحر کس سے بدلون
سب شیشے آبلی ہین دکان شیشہ گر مین

۳۳۴ گردش نصیب ہونمین دنیا کی خشک و تر مین ۔ گرداب بحر مین ہون تو گرد باد بر مین
نقش قدم کسیکا دیکہا جو اوسکی گہر مین ۔ تلودنسی ایسی بہڑکی جا کر جہتی دہر مین
کیا تیری ونگلیان ہین ایجان جانسی سلکی ۔ غیر تسے پانی پانی ہوتی ہین نیشکر مین
غربت مین روح نی بہی آخر جسد کو چہوڑا ۔ سچ ہی کوی رفاقت کرتا نہین سفر مین

فراق یار مین ساقی پلا نہ آتش تر	گرینگے لب مری ہو کر کباب ساغر مین
سفید ریش پہ کیا رو سیاہ ہون ساقی	عوض شراب کے اب لا خضاب ساغر مین
ترا نہین ہی وہ خوشبو کہ سند لگاتی ہی	شراب ہو گئی عطر و گلاب ساغر مین
ہماری بزم مین نغمہ ہی قلقل مینا	ہر ایک موج ہی تار رباب ساغر مین
پر آب چشم ہی پر سوز دل ہی بی ساقی	ہماری شیشے مین آتش ہی آب ساغر مین
بہار جاتی ہی تاخیر کیا ہی ساقی	جو کچھ کہ شیشے مین ہی لا شتاب ساغر مین

کرم کیا ہی ہی رند یار نی ای بحر
کباب قاب مین لاؤ شراب ساغر مین

ردیف نون

دیکھ لو دو ہجری ہین یار کی تصویر مین	ماہ رخ تصویر مین ہی نقش مہتاب تیر مین
دل جگر باہم لڑینگے کون جہانگیر مین	مین شہید ناز ہون بیکان کی تیر مین
خاک پا ہی یار ہون دولت نہین تو سی لگی	وہ اثر ہی میری مٹی مین جو ہی اکسیر مین
اک پری کا سایہ ہین کا مین دیوانہ ہون	جوڑ تو کی چاہیین کریان کی تحریر مین
حشر مین بھی وعدہ فردا فا ہو نہو	عمر تو آخر ہوئی اپنی تری تاخیر مین
دیکھا دولت شہادت کی مجھی تیغ زن	باندھ لایا تھا جواہر دامن شمشیر مین
اوس سیمبر کی دوپٹی کی چنا وٹ دیکھ کر	بٹ گئی ہفتے گلو کی جائے تو قیر مین
خوب محرم ہون تری خوبیوں کی ای پر حرم	عطر فتنے کا لگا ہی جانہ تزویر مین
عیش ہے دائما مین خوش نصیبو کی لیی	سولی پر نیند آئی راحت ہو اگر تقدیر مین

بحر تیری خوشنوائیکی رسائی ہیں ہے دہوم
ہندسی پونہچا ہی تیرا زمزمہ شیراز مین

مشتعل داغ محبت ہے دل غمنوش مین ۔۔۔ عالم دود پریشان ہی حواس و ہوش مین
دود دیکہو تو دل ڈہونڈتی ہین ہیں ہو شمین ۔۔۔ تو جوانی کی ہی کیفیت مے سرجوش مین
بات کیسی وسکا جب بہنا ہی تو کرتا قتل ۔۔۔ ہی بیان تیغ کا عالم لب خاموش مین
آرزو ہے یا کہ ہوہی قتل کا باعث ہوے ۔۔۔ پوست میرا چاہیی جلاد کی پاپوش مین
فصل گلمین ال دکہاتی ہین میرا قفس ۔۔۔ درد کیمو تو کہ تکتے ہین صیدا مین گوش مین
دیکہہ دنیا کی حلاوت پر نہ گر مثل مگس ۔۔۔ شربت خالص نہین ہی نیش بہی ہی نوش مین
پاؤن مہندیسی جو لگا رہوی ہین یار کی ۔۔۔ روح ہی اکبار کی قالب پاپوش مین
خانہ دل آمد محبوب سے روشن ہوا ۔۔۔ کہل گیا دروازہ عشرت کا مری آغوش مین
کب اوٹہا سکتے تہی یا عاشقی فرہاد کہ ۔۔۔ دیکہئے کاندہی حاقت یا کی اپنی دوش مین
کاسئہ سر کی خبر رکہتے نہین مستان عشق ۔۔۔ جام جم کی ساری کیفیت ہے اس سرپوش مین
پتہر وکا ہی نشانہ کاسئہ سر جنون ۔۔۔ کہیلتا ہون جاین ہر اطفال بازیگوش مین
اب کہان آرام کیسی نیند کیسا لیٹنا ۔۔۔ بہر گیا کانٹی وہ گل تو شک مین یا پوشمین
رنج وہ راحت ہے فی الواقع جو ہا مطبوع ہے ۔۔۔ نیشتر نے مین بہی ماؤن کی آغوش مین

بحر مین پوچھتا ہون تم جو پیتی ہو شراب
وصف ہے شمین کیا ہی عیب کیا ہی نوشمین

رسوائیکا نہ پاس نہ کچھ وضع کا خیال
خود رفتہ ہون خدا کی قسم تیری عشقمین

سرگشتگی کا ہمکو ہمیشہ مرض رہا
اوترا نہ پانو پھر کبھی دم تیری عشق مین

مین ناتوان اور یہ صدمی شدید و سخت
پتھر کا بنگیا ہون صنم تیرے عشقمین

کالی گھٹائین اٹھتی ہین آنکھونکی سامنے
پلکونکو دیکھتا ہون جو نم تیری عشقمین

مین کیا کہون جو حال ہی میرا بقول ہجر
مثل حباب ہون کوئی دم تیری عشقمین

ردیف نون

۲۴۱

آفت ہی چشم یار ہمارے خیال مین
شوخی ہی آنکھ مین کہ بھلا دا غزال مین

گو ہون فقیر باغ سعادت نصیب ہون
ہے آشیان ہما کا مری ہر نہال مین

پیری مین تن نہ ہی نہین کہتی یہ عضو بھی
کوئی نہین شریک کسیکا زوال مین

کیونکر نشانہ تیر فلک نی کیا مجھے
چلہ بھی تو نہین ہی کمان ہلال مین

غافل سیاہکاری دنیا سی خوف کر
نار سقر بھری ہوئی ہی اس زگال مین

کھائین مزی مزیکی ہزارون گلوریان
نیست مگر لگی ہی تیرے او گال مین

مرغان باغ کو بھی اسیری مین کیا مزا
چھوٹی او دہ قفس سی ادھر آ کی جال مین

ای شاہ حسن تیری حمیت سی دور ہی
تو عیش مین ہی تیری ملازم ملال مین

یون قطرہ ریز سر کا پسینا ہی زلف پر
موتی پرو رہا ہی عرق بال بال مین

گزرا برس کہ تمسے نہ وصلت ہوئی نصیب
داخل ہوئی نہ ایک شب قدر سال مین

کیونکر نہ اشکبار رہی میری چشم تر
کالی گھٹا کا جوش ہی تیلی کی خال مین

رگ رگ سے جان کھنچ رہی ہے نگاہ یا
کیوں لطف کھینچتے ہی تجھی نیم جال ہین

یارونکی دل لگی مین غزل پر لگا نہ دل
مطلب ہمارا فوت ہوا قیل و قال مین

مانگا ہی ایک پھول جو گلچین سے کبھی
کانٹا سا چبھ گیا ہے زبان سوال مین

بیجا ہے ہم اغنیا کی شکایت ہی کچھ ہجر
حصہ فقیر کا نہین دنیا کی مال مین

۲۴۴

جان میں کیسکی جان اٹکی ہے تجہ سی چال مین
کیسے گھنگرو بولتی ہین جانتے خلخال مین

کیوں پھنسا ہو ہلا زلفین کہاں کی جال مین
ہم گرفتار بلا ہین آپنے جال مین

نافہ کیا اچھی ہی او سکو ہو فروش حسنکی
لاکہ کی چونٹی پڑوی ہے کمر کی بال مین

دل شگفتہ ہو ہمارا بی پئے ممکن نہین
یہ کنول کہلتا ہے ساقی تیری سفال مین

ماشقونکا کیا بسند آئی لباس فاخرہ
قدر جانان سا کوئی ہوتا نہ کیہا شال مین

بیقراری مین آیہن قصرتن کو ڈھائینگے
او بہی آفت ہے آندہی آئی بھونچال مین

یاریون تیری سواریکا تجمل چاہیے
اسپ چوبی پر ہو سند و توسکہ پال مین

دہونڈھتی پھرتی ہین مقتل اہل ترساتی نہین
گم ہوئی ہین شان شوکت تیغ اعوال مین

جان نثارونسے بنگلینتی کیا اگر ارشاد ہو
باندہ دین سر کاٹ کر تلوار کی رومال مین

اب تمہاری حسنکی دولت مین نیا لگ گیا
خط سے بال آگئی آئینہ تمثال مین

تیرگی جبتک نہو کیا شمع حسرت کو فروغ
کثرت عصیان سے لازم ناٹہ اعمال مین

بخت گشتہ مین اتنا فصل گل مین غم نہو
خوف پیدا ہو لیکا ہے ہی بلبلو کے بال مین

ردیف نون

رت جو پھرتی ہی مری کچھ دن پھرتی ہین | جب بہار آئی ہوا جوش جنون کا دلمین
سلطنت بھی ہو جو ہم مردہ دلونکو تو کیا | نہ ہوس ہے کوئی جسمین نہ تمنا دلمین
کیون چلی باغ خزان دیدہ سے ہم دست بلبل | ٹوٹ کر رہگیا شاید کوئی کانٹا دلمین
کس دل آرام کمان کش کا نشانہ ہوئین | بیٹھے سو تیر کبھی درد نہ اوٹھا دلمین
تا دم مرگ کلیجے سے لگائے رکھون | دفن ہو یار کی صدقے کا جو پتلا دلمین
کسطرح مانیے اوسکا متلون ہی مزاج | کبھی غصے کے عوض رحم نہ آیا دلمین
شک کعبے مین کلیسا مین بھٹکتے نہ پھرے | اپنے دلبر کا پتا ہمنے لگایا دلمین
زخم کا چور رچورالی نہ متاع ہستی | چوکی پہرے کو رہی تیر نگا دستا دلمین
مین بھی خون نہ ہوا بار تو سو بار نہ قتل | پوچھے جلاد اگر کیا ہی تمنا دلمین

غم و اندوہ مین غیرت کا تقاضا ہی بحر
نہ بہے آنکھ سے قطرہ رہی دریا دلمین

۳۴۵

مدتون سے ہے آرزو دلمین | دسے جگہ مجکو یار تو دلمین
باغ مین ہے بہار کی آمد | پھولون کی آرہی ہے بو دلمین
دم نہ نکلا کسی کے زانو پر | رہگئی دل کی آرزو دلمین
زندگانی کا حظ اوٹھاؤن مین | جان بنکر رہے جو تو دلمین
تشنۂ خون عبث ہی وہ دلدار | ایک قطرہ نہین لہو دلمین
جس سی دو دن ملا اوسیکا ہوا | ہای یہ کیا بری ہی خو دلمین

ردیف نون

شہر مین کیا بہار داغ جنون
پہولتا ہے یہ پہول جنگل مین

دیکہکر یار کے حنا سئے ہاتہ
ہو گیا زرد شعلہ مشعل مین

سبزے کی جا مزار رندان پر
بوی ساقی شراب کی قلمین

قشقہ کہینچا رگڑ کے جبا وسنے
لگ گئی شاخ چوب صندل مین

چاندنی کو جو کہیت کرنا ہو
سے زمین آکے میرے مقتل مین

عطر اوس گل کی بو نہ پاے اگر
خاک چہانی زمین صندل مین

آہ میرے اگر صعود کرے
بحر پانی ہو آگ بادل مین

نہ کہہ امید اقارب سے بکام آئینگے مشکل مین
کہ سب ناخن ہین جا بجا خود عقدہ نا حل مین

کدہر جاؤن کہان ٹہرون وحشت اپنی طبیعت ہے
نہ گہر مین دل بہلتا ہے نہ جی لگتا ہے محفل مین

ہوا ہون جب سے عاشق رنج ہوتا ہے محبت سے
خدا حافظ ہے عزت کا سمائی ہے بری دلمین

مجہے قابان کشتی کی ہیکٹ سیلاب بلا ہی ہے
بہر ان سیر غنا کا دم کہ ساقی کی بہر جلمین

نہین رکھتی فغان قیس ضرب تازیانی کی
نشتر غم ہی کر ہی لیلی نکیونکر چڑھ کی محمل مین

گرانبار سے لب کعبہ مقصود کو پہنچے
اوٹھے محشر مین ایسی تہک کے سوے پہلی اک مین

عجب ہے بی نصیبو نکو تقرب فیض بخشونکا
وفور آب دریا مین نہ ہوگا ڈرتی ہی ساحل مین

بخیلے اس سعادت مین مقدر کی ہی محرومی
خدا کی ہاتہ مین بیا ہے بنا دست سائل مین

نظارہ وہ جانانکا ہماری زندگانی ہی
چراغ زیست کا روغن ہے اوس خسل کی تل مین

دست بردار نہو تا تہا تو نسے ہم کو
ہتہکڑی ہی یہ تسبیح کی دیندار نہین

اہل جوہر کی نہین قدر کسیکو ای بحر
آبرو موتیون کی بکتے ہی بازار نہین

ردیف نون

٢٤٩

یاد ہی ساقی کوثر کی سیہ کار نہین
مغفرت ناز پری کرتی ہی میخوار نہین

کسکو آئینے کی حاجت ہی سکندر سکھو
منہ نظر آتا ہی محبوب کے رخسار نہین

جسنے دیکہا ہو ان آنکہونکو اوسی پوچہو
زہر ہی قابض ارواح کا بیمار نہین

میری رو دیکہا جو وہ طفل تماشا دیکہے
بیتابیان قفس مین آنسونکی تار نہین

یار کا نقش قدم چاند کو ٹہیراتی ہین
بجہ گئے شمع فلک اوسکی ہوادار نہین

مدد ای دیدۂ تر فصل خزان آپہنچی
خاک اوڑتی ہوی دیکہون تو چمن زار نہین

سبحہ زنجیر نظر آتا ہے زنار کمند
کافر ہمین نہ ٹہکانا ہی دیندار نہین

چاند سورج کبہی چہوٹی حنا ہوتی نہین
ماہ و خورشید ہی ہین اوسکی گرفتار نہین

زندگانی کی مزی لوٹ رہی ہین کیا کیا
تندرستو نمین رقیب اور ہمین بیمار نہین

بیخودی ہی جو ادہر کو تو خود آرائی ادہر
مین سلاسل مین گرفتار ہون وہ ہار نہین

بلبلو آتش گلہای چمن کیسے بچکے
اب ٹپکدو دل پر آبلہ کو خار نہین

ہم صفیر و وہ کرو نالی کہ صیاد کہی
تیر و ناوک ہین یہ نالی یہ منقار نہین

بہیک مانگین جو لازم تو عجب کیا ای بحر
آج کل باب عطا بند ہی دربار نہین

ابتک نعمت فراق سی محروم ہو نہیں
ہم اعتماد نظر آتا نہیں ان بتوں نہیں
ہر کہیں ابلہ سی تو قدم رکہاں ہوں نہیں
پہول یا تو نہیں ہوں کہ تماشا ہوں جہاں نہیں
حسن بازار میں بکتا ہی نادری سے
لب پہ ہر دم تری آتی ہی دعا تو نہیں
تیغ ابروئی کی نہیں بار اشاری تم سے
تم نے تحریر سبکی کی صدا کانو نہیں
آتی ہی چشم غزال کوپن چہوں
نظارہ رقیب نہیں بادہ نہیں
بالیان جیا نظر آتی لگیں وہ باتو نہیں
مہ نقشہ چہاہی میں وہ ترین تا دو لہی کے مانند
پیچ پیچ بادہ انگور نہ سکا دوں میں
حال کرتی محبت کا نہ پوچہو
آگ بہتی ہی دماغ میں نظر
بے طلب سائل ہر مکلاسہ جانو نہیں
کہ طفلی کے حقیقت نہیں جہانے بحر
کیا بات کری بار او مقتاہی سخن میں
گنجایش نفر ہر نہیں تنگ دہن میں

خریداری ہی او سخال لب شیرینکی دنیا میں
بہلا کیا ہمسری تجہسی کرینگی مہر و مہ دونوں
نہیں انصاف مجکو بد معاش احباب کہتی ہیں
کف دست ایسی صاف آئینہ جسمیں منہ نظر آئے
تو وہ شمع تجلی ہی کہ سب تیری ہیں پروانے
عدن ہی پوتی کی کہیت افیونیکی آنکہوں میں
میں وہ کا تشنۂ دیدار ہوں جسکا یہ عالم ہی
کہو رباب دنیا سی رم داغ ندامت ہیں
اگر آوا گون سچ ہی تو پہر دونوں جنم لینگے
کلام صاف اپنا بی سواد نہیں ہو کیا روشن

الاجی آئی حلوائی بہرین شکر کی بورو نہیں
نکالیں بال تو اپنی سر و تلی بال خور و نہیں
لہو اپنا پیوں میں تو گنا جاؤں چٹور نہیں
انا بال نرم وہ ہڈی نہیں گویا کہ پور نہیں
تسے آگے نہیں جلتا چراغ مہ چکور نہیں
لالی سے پیو نہیں ہیں نہیں خشخاش ڈور نہیں
لہو پیتا ہی بہر بہر کر دلہ تلی انگور نہیں
جلاؤ دل نہ دولت پر ہوا ٹہیگا کو ور نہیں
سیہ گوں لف سا بنو نہیں دل پر داغ مور نہیں
تو بکا مرتبہ آئینی کو ملتا ہی کو رو نہیں

غضب ہے بحر تیری پیٹ میں پانی نہیں بچتا
یہ بات ایسی تہی جو میٹہ کر کہتا بہجہور نہیں

ردیف نون

نقد تیری ہی دولت محبوب سب
پروانو کی محفل میں عنادل کی چمن میں
آزاد ہوں سے خانۂ تیغ سے
ہم سیکہتی ایسی ہی نگاہ کی تو
وہ جاتی ہیں گرہ کی جان نہیں
آتی ہی جانے کی گہری کا دیکہوں پر
اُٹی ہی جب غفلت سے کہلا آہ میں

٣٠٢ اوج پہ پیر مغاں کو رستے پیمانو نہیں
کیوں نہیں ماں سمجہتے ہو نخرا باتوں کو
فرد عشاق پہ تحریر ہوا حکیم جنون
کیا نزاکت ہی کہ جوتی سی لچکتی ہے کمر
حسن تک جلوہ معشوق نظر آتا ہی

بادہ چہلکے مہ و خورشید کے پیمانو نہیں
اہل دنیا سے کہو گنج ہیں ویرانو نہیں
مل گئے حضرت بہلول بہی دیوانو نہیں
زلفوں کی بو جہ سی آتی ہی کسک شانو نہیں
پہر گل بلبلو نہیں شمع نہ پروانو نہیں

دروازہ غفلت میں ہر انجمن میں بائی ہیں ہیں رضی ہیں ہیں
احسن معلی ہوں تو ہیں خلع میں تیر ہیں ہیں عدن ہیں ہیں
رحال ہیں سمجہو کہ تیر بہی رکہا نہیں ہیں
انجمن نو سمجہ بیٹہ ہی ترا ہیں ہیں
انجمن ہوں ہم سرکیا باندہ کی سیرت ہیں ہیں
رنجان جہاں ہیں ہیں

ردیف نون

لیتی ہی بُری طرح بلای شب ہجران
حافظ ہی خدا اوسکا جو حافظ ہی کسیکا
کیا جانیے کس قسم کی ناگن ہین وہ زلفین
ہم دیکھنے والونکی خدا جان بچائی
مشاطہ کا محتاج نہین حسن خداداد
پروانون کی ہی فاتحہ خوانی سر محفل
جسوقت لگی باد خزان خاک اڑائی

کیا جانیے عاشق ہوی تہی چاند گہن پر
دیکھا ہی سپر کا ہی کہین چاند گہن مین
جب دیکھتی ہین ہر چہٹکتا ہی بدن مین
آفت ہو سجاوٹ مین قیامت ہو پہبن مین
تم چاند نظر آتی ہو بیساختہ پن مین
مرجائین عنادل تو کرو بہول چمن مین
چہرکا وہوا اشک عنادل کا چمن مین

برگشتہ نصیبونکو کہین چین نہین بحر
پردیسمین ہلچل ہی تزلزل ہی وطن مین

۳۵۴

ایجذب عشق کال وہ گل کھلا چمن مین
رکھتے ہو آبداری ہر قطرہ سخن مین
نسبت ہین سفل اعلی اس خانہ صحن مین
چہیڑا جو ذکر میرا یارونے انجمن مین
گلزار ہو رہی ہی ہر ایک گلی وطن مین
کہتا ہون یکملک مین اوس گل کی قد و خد کو
کیا ضو دکہا رہی ہی ماتہی کی تیری افشان
قلقل گلابیونکی کیا لطف دی رہی ہی

پیدا ہو رنگ بلبل ہر گل کے پیرہن مین
تم رہتی ہو موتی ای بحر اپنے فن مین
ذرات رہتی ہین شمس و قمر گہن مین
شمعین یہ روئین آنسو بہر بہر کی لگن مین
پریونکا جمگہٹا ہی ہر ایک انجمن مین
کیا شاخ سرو مین ہی خوبی ہی کیا سمن مین
جگنو چمک رہی ہین ہر سمت انجمن مین
بلبل چہک رہا ہی ساقی کی انجمن مین

۳۵۵

بحر فی الحقیقت کامل ہو اپنی فن مین

ای خار دشت غربت دامن ہمارا چھوڑ دو | لے آئین اپنی دلکو ہم آئی ہین وطن مین
دیکھین جنون کدہر کو کہلای سیر ہم کو | گلشن مین گل کھلے ہین بھولا ہی ہال نہین
دشمن ہین خال گیسو کچہ حال دل نہ پوچھو | منقار زاغ مین ہی یا پنجۂ زغن مین
جس روز تنگ پہنی اوس صنم نے | حسرت سے در غلطان ٹپکی عدن مین
قامت مین کیا قیامت ناز و ادا بھرے ہین | آفتکے پیچ و خم ہین گیسوی پرشکن مین
جبتک تہا دور اپنا ساغر سی لب بلب تہے | جبتک تہی سبز بختی رہتی تہی ہم چمن مین
بیتاب ہو رہا دل حاضر ہین وہ بنی کو | پانی تو دیکہ لین ہم اوسکی چہ ذقن مین
دنیا سے اوٹھے محزون شادی ہوئی ہے یہ ہین | گھونگھٹ دلہن کا دیکھا منہ ڈال کر کفن مین
کیا حسن بازوونکا جلوہ دکھا رہا ہے | تاری جڑے ہوی ہین گویا کہ نور تن مین
سب صنم کا عالم جب سے نظر پڑا ہے | سکتے مین تیلیان ہین چشمان برہمن مین
پلکین نکیلی اوسکی انیان بنا رہی ہین | کھینچے ہوی ہین خنجر ابرو بھی بانکپن مین
بگڑی ہین اوسکی زلفین بن آئی ہی صبا کی | کیا کیا بسا رہی ہی نافی ختا ختن مین

آخر غریق رحمت ای بحر ہو گئے تم
الفت کی سوت پھوٹی ڈوبی چہ ذقن مین

۳۵۶

فقری وہ جو بری ہین ہماری بیان مین | گویا کہ لون مرچین لگین ہین زبان مین
وہ خال کی مکانین ہین لامکان مین | زاہد کچہ اور من مین ہی اور دہیان مین
ان بیقرار یونکا ثمر اور کچہ نہین | ٹکرا کی سرکو توڑ دی کوی مکان مین

ردیف نون

ردیف نون

کہان نہ مانیمین ملتی ہین چاہنے والی
بہلائو دلسے نہ مجکو کہ یادگار ہون مین

لکھو تو کاٹکے سر اپنا پائون پر رکہ دون
تمہین یقین ہو کیونکر کہ جان نثار ہون مین

تمہارا رنج گوارا نہین نپوچھو حال
دکھیگا دل جو کہونگا کہ دلفگار ہون مین

خبر کمان کی اوسکو نہ تیر کے مجکو
عجب وہ تیر فگن ہی عجب شکار ہون مین

مرا سوال کسی سے نہین بجز ساقی
فقیر میکدہ ہون مین شراب خوار ہون مین

منگایا غیر سی کیون اونسی پہولونکا گہنا
یہ جیمین ہی ابہی جا کر گلیکا ہار ہون مین

حسد کسی سے نہین مجکو بات کہتا ہون
سرور عیش مین سب ہین خراب و خوار ہون مین

زمانہ مجکو عبث پائمال کرتا ہے
خلش کسیسے مین کہتا نہین وہ خار ہون مین

خدا نخواستہ کچہ اور غم نہین مجکو
ہوا ہی جبسے یہ دل مردہ سوگوار ہون مین

کسیکو قدر نہین خاکسار کی اے بحر
عبیر اوڑ کے تصدق ہو وہ غبار ہون مین

۲۵۸

نہین ہی تجسا کوی گلبدن زمانی مین
کہ عیش باغ ہی کرتیکی خانی مین

جو تجکو دیر لگی ای صنم نہانی مین
تو پہر نہان کا میلا ہی غسل خانی مین

صبا زیادہ نہ بہڑکا ای آتش گلزار
پڑیگا پہول عنادل کی آشیانی مین

کہان وہ آنکہ جو دیکہی تجلی قدرت
نہال طور کا جلوہ ہی دانی دانی مین

کسیکو علم نہین استخوان شناسی کا
بشر کے عیب و ہنر آئینہ ہین شانی مین

تمہاری واسطے زیور ہی تم پئے زیور
پڑی ہی کانمین مچھلی پہڑک ہی شانی مین

خوب تعلیم ہوی بیٹھہ کی صحبت مین	رحم آیا نہ تمہین یار جفائین آئین
مل گئی غیر کے سر پر مری سر کی آفت	میری آڑی بخدا میری وفائین آئین
مین گنہگار ہی حاضر ہون ار شاد ہی کیا	بڑہو نکو ہوا تہا حکم کہ آئین آئین
فرقت یار مین برسات کی حاجت کیا تہے	گہٹ گیا کیا مار و نا جو گہٹائین آئین
کچہ تمنے اشارہ نہین قیدو نسے کہا	کان مین چشم سخنگو کی صدائین آئین
نظر آیا مجہے وحشت مین بگولا ہر سرو	جب گیا باغ مین جنگل کی ہوائین آئین
عاشق غور کی ہمدرد ہون کیونکر واعظ	دست وحشت مین عمامے قبائین آئین
جلوہ گر جام بلوری ہو کہ بجلی چمکی	بو تلین طاق سی و ترین کہ گہٹائین آئین
کوئی ہم بیٹھہ و ہمدرد ہمارا نہ رہا	قیس و فرہاد تہی اونکی ہی قضائین آئین
و ہ سرا پا ہون خطاوار کہ کہتی ہی لحد	بوٹ مین مردہ نہین آیا خطائین آئین
بیٹھے کیڑی رہے جبتک تو نہ پیوند ملا	ترک جامہ کیا ہمنی تو قبائین آئین
کس نکو کار کے برباد ہوی نیک اعمال	کس خطا کار کی آگی نہ خطائین آئین
نسخے بدلے گئے بدلا مزاج ناساز	اور بگڑا مین جو بن بن کی دوائین آئین

اوسکی درگاہ سی محروم گیا کون ای بحر
ہاتہ خالی نہ کبھی میری دعائین آئین

۳۰ کوئی دن میری ہی آہت کا سرانجام کرین	تلوی سہلاو نہین آنکہونسی وہ آرام کرین
عاشقونکی ہی گزر جائیگی خار و خس پر	چین پہولونکی سہیج مین گل اندام کرین

یھی ہے خوف مجہے وہ کی چار ابرو ویسے
خم غدیر سے کہتی ہین سلسلہ واعظ

کہین نہ ہو کہین صیاد کی چہری دیکہیں
ترے ملاپ مین وہ تو نجمان کی عشرت ہے

ہماری کوچہ نوردی پہ لوگ ہنستی ہین
گلو نکی کان نہین باغبانکو رحم نہین

کہو یہ بخیہ گرونسے جنون ہی دامنگیر
کلنکہ منہ کو لگادین تو کیا تعجب ہے

کسی بشر کے عناصر کو چار سو نکرین
کبھی نہوگا کہ ہم بیعت سبو نکرین

زیادہ مرغ چمن سیر آبجو نکرین
جو تو ملی تو کسی شی کی آرزو نکرین

دل اپنا کھو یا گیا ہو تو جستجو نکرین
چمن مین زمزمی مرغان خوشگلو نکرین

ابھی ہمارے گریبان کو رفو نکرین
گلا نہین جو وہ عاشق کی آبرو نکرین

چھٹے گا دامن دلسی نہ داغ عشق ای بحر
کھوان آنکھونسے رو رو کے شست و شو نکرین

ردیف نون

خوش نگاہونکو جلاتی ہین وہ دلبر پلکین
ایکدن مجکو پھنسا ئینگی مقرر پلکین

آرزو ہی کہ مین ابروسحر کی لکھون تعریف
مرض منتظری سے یہ نقاہت ہی مجہے

کیا حشم حسنکے دولت نی دیا ہی اسکو
بیم و امید مین ہی جان اون آنکھونکی حضور

کبھی بھونرا کبھی بنو رہی چشم فتان
۳۶۲ چشم جورا کی بجہا دیتی ہین تیور پلکین

آنکہ صیاد ہی ٹٹی ہین ستمگر پلکین
کاغذ آنکھونکی سپید ہو تو مسطر پلکین

تل ہی پتلی کو گران آنکہ کو دوبھر پلکین
دونون گیسو ہین علمدار دو لشکر پلکین

راستی پر ہین نگاہین تو کجی پر پلکین
رگ گلبرگ کبھی ہین کبھی نشتر پلکین

ردیف نون

نہ میسر ہو جو دیدار تمہارا صاحب	آنکھین ڈہلو نسی جُہری کو ٹرپیسی پتلین
خانۂ چشم ہمارا قفس خالی ہے	طائر خوابکو فرقت مین ہین شہپر پلکین
خط کی آمد ہی ادہر کہتی ہین آنکھین ادہر	یار کی صفحۂ عارض کی ہون مسطر پلکین
تو وہ بیدید ہے جسوقت پہری تیری نظر	تل بہر آنکھین نکرین رحم نہ جو ہمبر پلکین

اوسکی آنکھونسی کنارہ ہی بہلا ہی آتجبر
نیل وہ سرمہ ہے فرعون کا لشکر پلکین

بیریاضت کیا گانکو ابیسمین کہینچلین	٣٦٤	لیس ہین پہر ہم جو اک حلقہ قفس مین کہینچلین
ہم اگر زیر بغل خمکو ہوسمین کہینچلین		خون خم مثل زلوا یک ایک نسمین کہینچلین
ہم وہ عاشق ہین اگر قمری صوت دم بہرین		باندہ کراوس سرکو تار نفس مین کہینچلین
قافلے والی قدم مارین جو راہ جذب پر		چاہ ہی یوسف کو ابریق جرسمین کہینچلین
باغبان ایسی کشش پیدا کرین ہم تو سہے		رنگ و بوپہولونکی اپنی خار خسمین کہینچلین
ظلم کا جنکو علاقہ ہی عجب اونسی نہین		جان عالم زرستانیکی ہوس مین کہینچلین
دیکہ لو دینا بڑی تسخیر ہے مثل عدد		ایک نقطہ ہم جو بڑہ دین سبح کو دسمین کہینچلین
نیش عقرب ہے سواہین خار راہ سیم و زر		آہنی موزی لشبر پای ہوسمین کہینچلین
وہ بہار آئی ہے جسمین سبکو ہی جوش جنون		خون جتنا چاہین فصاد اسرسمین کہینچلین
ان بتونکی نخل قامت مین غضب اعجاز ہے		چاہین تو واعظ کو بہی صحاب سمین کہینچلین
فاقہ بہتر اہل دنیا کی قبولی ناقبول		ہاتہ دستر خوانسے کہا کہا کی قسمین کہینچلین

آسنے پایا نہ باغ مین صیاد	روند پہرتے گل سوار چمن

پاؤن رکہنا ذرا سمجہ کر کے بحر
ابر کی تلوار ہے کنار چمن

٢٦٦

کیا صفحۂ بیان پہ کرے گی رقم زبان | کس واسطی دوات دہن ہی قلم زبان

دلکو کمال گرم بیانی کا شوق ہی | گلخن سے ہمدہن ہو نمین شعلہ سی ہم زبان

ہوجای منہ مین خشک مثال زبان حوت | شمع اگر بیان کرے میرا غم زبان

کوئی گل سخن کا یہان قدردان نہین | ہی تہی مین برگ خزانسے بہی کم زبان

لطف وصال ہمسی جو پوچہو تو بس یہ ہی | باہم لبوں سی لب ہون زبانسے ہم زبان

باتین بنا رہی ہی دہنکی صفات مین | کب سے ہوئی ہی محرم راز عدم زبان

اخفای راز عشق ہی باتونمین کیا نہین | مثل دہان یار نہین رکہتے ہم زبان

دیکہی ہزار بار اشارونمین گفتگو | پلکونکو کیا بناتی ہی چشم صنم زبان

مارا اوسی کلام کیا جس ہی یار نے | تیر خدنگ بات ہی تیغ دو دم زبان

اولٹی سمجہ تون کی ہی بولا نہ چاہیی | کہنچواینگے قفاسی یہ اہل ستم زبان

تقریر پر دلیل ہے سحر حلال کے | دانتونکی تیغ سے نہین ہوتی قلم زبان

دن ہرزہ گوئی کی نہین سر ہوگیا سفید | مصروف ذکر خیر رہے صبحدم زبان

ہی بال کی گرہ ہی ترا دہانہ تنگ | پر زلف سی کہین ہی درازی صنم زبان

قدرت کسی بشر کو نہین راست گوئی پر | کرتی ہی ایک بات مین سو پیچ و خم زبان

آسمان حسن اگر تجھکو کھون شایان ہی — مہر و مہ رخسار ہین برج دو پیکر چھاتیان

مر گئے عاشق جب آگی سی دو پٹا ہٹ گیا — کیا بلا رحلت کے نقاری ہین دلبر چھاتیان

آجکل اونکی خریداری ہی میٹھا سال ہی — بیچتے ہین کوزۂ قند مکرر چھاتیان

خط محور پر تری انگیا کی ڈوری ہے پڑی — غیرت قطبین ہین یا ماہ پیکر چھاتیان

چاند سورج کی ہین ٹکر سربلندی تا کجا — عرش کے قبے نہین گی کیا ابھر کر چھاتیان

تیغ ابرو ہی نہین ہی خوف ہی سینے کی طرح — رکھتے ہین خم دستہ تاب اپنی سپر چھاتیان

دیکھنا کیا حسن کی دولت کا کوٹھا توڑ کر — نکلے ہین سر پیچ و بدرۂ زر چھاتیان

جب شگفتہ ہوگئین کلیان بہار آخر ہوی — حسن پر پہولین نہ مانند گل تر چھاتیان

میری ہاتہ آئین تو محرم ہونین انکی حیا سے — مرغ سیمین بال ہین یا بیضۂ تر چھاتیان

کیا کہون ای بحر آب و تاب و سکی جسم کے
بیٹ ہی گوہر حباب آب گوہر چھاتیان

ردیف نون

٣٦٩

روتے ہین ساری رات ساری دن — کیا برے کٹتے ہین ہماری دن

میری سینے کی داغ ہین راتین — میری آہو سے نکلے ہین شراری دن

رہے تا عمر آفتاب پرست — ہمنے میخانے مین گزاری دن

وعدۂ وصل ہوا اگر دن کو — مین قیامت سی لون اجاری دن

ہجر مین رات ہوگئی اتر ہل — وصل مین پھر گیا طراری دن

زلفین اتو نسے لیگئین بازی — گوری گالو نسے یار ہاری دن

مفلسی کا دو رہی کیسا لباس فاخرہ ۔ اگر کیا کہنہ دو شالہ بھی کنارا ندون

بحر تیری اشکباری باڑہ پہ ہی آجکل
آنسوؤنکی موج ہی دریا کا دھارا اندرون

رہا ہی اوسکی مژگان پہ فدا یہ مرغ جان برسون ۔ ۳۷۱ ۔ کیا ہی ہمنی کانٹی لی لی پراشیان برسون

کسیکے حسن کے گرمی نے پھونکی استخوان برسون ۔ رولایا زلف نے آنکھونکو بن بن کر دہوان برسون

ملے دشمن کے ہاتھون آب و دانہ قدرت رب سے ۔ رہی مرغ چمن صیاد کی گھر میہمان برسون

حرارت داغ سودا کی نہ جیتی جی ہوئی زائل ۔ بشکل موی سر چہایا رہا سر پر دہوان برسون

صدا ہی نی کو کچھ نسبت نہین فریاد عاشق سے ۔ نہ درد اوٹھا کبھی دلمین سُنی نی کی فغان برسون

کبھی نیت نہو سیر اہل دنیا کی تموّل سی ۔ جوانکی گھر مین مین رہ سائین سا تو آسمان برسون

کبھی کرتی نہین فیاض کو بدنام عیب اوسکی ۔ نجاست سے نجس ہوتا نہین آب روان برسون

جلایا ہی کبھی جو کی تو دہ اپنی شرارت سی ۔ نہ کی اُف ایکدن ہمنی کیا ضبط فغان برسون

بھکاونگا نہ سر اس چرخ ناہنجار کی آگی ۔ اگر کھینچے کی آرہ میری سر پہ کہکشان برسون

عجب کیا ہی جو میر شعر مین تاثیر پیدا ہو ۔ رہا ہی اسم اعظم یار کا ورد زبان برسون

اگر مجھسے یہی غفلت رہی میری مسیحا کو ۔ یونہین مین سخت جان گر مر گیا تو رگڑا ایڑیان برسون

گریبان ایکدن پھاڑ تھا ہاتھونکی کھلین قصد ۔ نکالی تہی جنون نے پاؤن ہمنی بیڑیان برسون

فدا کیونکر نہون بلبل کہ صورت گل سکی لون پر ۔ یہ پھول ایسی بہاری مین نہین جنکو خزان برسون

پلادی اپنی ہاتھون ایکدن بنا آتش مجکو ۔ پہون ہوئی ہو کی تیری پاؤن کی مغیلان برسون

ردیف نون

[illegible]

اگر آب ندامت کارگر ہوگا گناہون کو
بہت آلودہ دامن ہین کہ دہوئینگا نشست وشو برسون

خبر کیا محتسب کو میکشان جذب الفت کے
رہا جام آنکہ مین گردش ہالہ مین سبو برسون

مرا جوش جنون پوچہی کوئی فصاد سے صبح
مہینون وسنی لین فصدین کیا اپنی خون برسون

کریگا کون منہہ دے کیطرح اب قفص اپنا
ملین گے ہاتہ میری واسطی میری عدو برسون

پہسل جاتی ہی چکنی وضع پر اپنی نظر اب ہے
پڑی جن جن کی عادت نہین جاتی وہ خو برسون

نہ مسجد مین سنی اکر وہی بانگ اذان ہم نے
سنا میخانہ مین جا جا کی شور ہاؤ ہو برسون

جوانی مین ہین مستیان سر پر سوار ایسے
کہ ہاتہ نہ سی چہوٹی ایک دم جام وسبو برسون

رہا گرم سخن اغیار سی میری جلانے کو
مجہے روز آگ مین جہونکا کیا وہ شعلہ رو برسون

پس مرگ آنکہون سی روح بہی گہبرا کہ جاتی ہے
خدا وہ دن نہ دکہلائی کہ یکہون لکہنو برسون

یہ فن شعر بے تائید غیبی سخت مشکل ہے
نہ پار اتریگا اس پاس سے پرکا جو تو برسون

۲۷۳

رنگین خرام مین ہری گلبدن کی پاؤن
پہولی چمن مین تپ بہار چمن کے پاؤن

پاشوئیہ کیا مریض محبت کو چاہیے
دہوکر پلا دہ دلبر عیسی نفس کے پاؤن

ظاہر ہی شاخ شاخ کی لغزش سی بلبلو
قائم نہین چمن مین بہار چمن کے پاؤن

ہی قیف مال مردہ بچا ہی وہ لوٹ لے
تختے بندگی کا ہ مین زر کفن کے پاؤن

پابند کو فیحان ہون عنادل ہزار حیف
شایان شاخ گل ہین کلاغ وزغن کی پاؤن

ڈنکا بجا رہا ہے اوڑا کر تمہاری چال
کوس مین یہ چوب کہہ مین ہرن کی پاؤن

ردیف نون

[illegible]

بیان ملاحت کیا چاہتا ہوں | سخن میں نمک کا مزا چاہتا ہوں
نہ دیکھوں میں اوس گل کی پہلو میں کانٹا | او ڈری غیر ایسے ہوا چاہتا ہوں
مجھے تسمہ بند ہوا ہی گی زلف پیچان | فقیر آجکل میں ہوا چاہتا ہوں
لگی بیطرح ہی خدا ہی بچائے | سلگتا ہی دل میں جلا چاہتا ہوں
بہت کروٹین لین نہین نیند آتے | بغل میں کوئی دلربا چاہتا ہوں
محبت میں یہ عقل زائل ہوی ہے | کہ اہل دغا سے وفا چاہتا ہوں
کھلے حال بیمار چشم سخن گو | اشارونمین باتین کیا چاہتا ہوں
برا مان جاؤگے منہ پھیر لوگے | نہ پوچھو قسم دیکی کیا چاہتا ہوں
نگاہیں الجھتی ہیں لفظونمیں میدھب | ان آنکھوں نکمے ہاتھوں ہنسا چاہتا ہوں
مہ نو سے مصرع میں مصرع لگاؤں | میں اتنی طبیعت رسا چاہتا ہوں
ہوسے چارہ جو کب مریض محبت | خدا موت دی جو شفا چاہتا ہوں
وہی دشمن جان ہی ای بحر میرا | جسے جان سے میں سوا چاہتا ہوں

ردیف واو

مبتلا دیکھا محبت میں جس آدم زاد کو | آفتیں افلاک سی آئیں مبارکباد کو
جانور اوس گل کی صدقے ہیں اگر درکار ہو | آشیانوں سی پکارین بلبلیں صیاد کو
رحم بیرحم کو نہیں آتا ہے مقام صبر ہی | میں نہیں کہتا خدا تو نیچی مری فریاد کو
گل کے ہنسنے پر جو شبنم روی کہتا کیا ہو | خاک خوشنودی چمن سی ہو دل ناشاد کو

ردیف واو

٣٧٨

خدا بنا دے اگر چشم دیدۂ تر کو
لہو کے آنسو نسے روئیے مقدر کو

کیا ہی ہین نے مقابل جو قد دلبر کو
ہوا ہی اتر کے پر فاختہ صنوبر کو

کوئی گھڑی تو دل بیقرار کو چین آئے
ہماری سر کی قسم تم نہ پاس سی سر کو

دکھائی ہمکو مقدر نی سخت لیل و نہار
کیا ہی سنگ ستارہ ہماری اختر کو

جو نیند آتی ہی مجکو تو دل یہ کہتا ہی
بغیر یار لگی کی نہ بیٹھ بستر کو

ذلیل ہوتے ہین دولت کی عشق مین انسان
فقیر دیکھا ہی دنیا مین کیمیا گر کو

خدا کیواسطے آؤ نہ پاؤن پہیلاؤ
کہ جان بلب ہون مجہی دیکھ جاؤ مہر کو

کوئی نہین ہے وفادار سادہ رو نہین
ہوا نہ سنگ لحد آئینہ سکندر کو

اگر تڑپ دل بسمل کی دیکھ لے قاتل
توا ہی دانتو نسی کاٹی زبان خنجر کو

چراغ حسن صنم کا بنا ہے پروانہ
جواب نامہ کجا پر لگے کبوتر کو

کڑی ہین شعلہ جوالہ بجلیان بالی
بدن مین رنگنے دمکا دیا ہی زیور کو

خدا کسیکو دکھائی نہ یہ بلای سیاہ
بہلا دیا شب فرقت نی روز محشر کو

ہلال کو جو بنا تا ہی بدر ای ساقی
وہی بہر یگا کسی دن مری ساغر کو

ستمکشان محبت کا منہ نہین دیکھا
چڑھی ہی گا خوف سی لرزہ بت ستمگر کو

نہ پہر دام رگ برگ گل کو دی تکلیف
نہ کھینچ کانٹو نپہ صیاد صید لاغر کو

حصول کچہ نہین ای بحر سر پٹکنے سے
در صنم نہ کہلے کا سدھار یے گھر کو

آج کیون زلف کی حلقونکی ہی آرا ستگی — پہانسیان ہجی گا ابہی گنہگار ونکو

آئینگے آپ عیادت کو یہ امید نہ تہی — مرض الموت مبارک ہوا بیمار ونکو

جامۂ گل کیطرح ہمنی بہی کپڑی پہاڑی — جب بہار آئی ہوا جوش جنون یار ونکو

پاسداری یہ گلونکی ہی ہمین ای بلبل — آنکہونپر رکہتی ہین پلکونکی طرح خار ونکو

میکشے ترک ہی انکی رضا نین ساقی — کسنے شیشی مین اوتارا ترے میخوار ونکو

دام یوسف پراوٹہا ئین جو تمہاری ہو تے — کہین لڑکی ہی کہ سودا ہی خریدار ونکو

راز اپنا نہ فرشتے سی بہی کہیئے زنہار — سیکڑون بہیس بدل آتی ہین ہرکار ونکو

کیون گل و لالہ دکہائی مجہی او فصل بہار — پہر مری سینے مین و ہکا دیا انگار ونکو

تیرا وہ دفتر رحمت ہی کہ مہر ونکی طرح — روسپیدکی ہی امید سیہ کار ونکو

ہڈیان دیکہ سکے ہمکا نہ مجہی او سفاک — یہ وہ کاٹہی ہی نگلجا ئی گی تلوار ونکو

دیکہ لڑکون کو جوانون کو اگر ہی تمیز — غافلونکو ہی خوشی رنج سے ہشیار ونکو

دل عزیز ونکا دکہانا نہین بہتر ہی بحر
جان یون دو کہ خبر بہی نہو غمخوار ونکو

۳۸۱

دہان یار نہ سوجہا دقیقہ بینون کو — ملا نہ نقطۂ موہوم نکتہ چینون کو

فراق یار مین پوچہی یہان تلک آنسو — بنایا صورت گرداب آستینون کو

تلاش یار مین گزینگئے ہین اپنی قدم — جنو مین نلتے پہرتی ہین ہم زمینون کو

وہ مست ہون جو دکہاؤن کشش تو موج شراب — حباب وار بہالاۓ آبگینون کو

خبر نہین نجف و مینوا کی رتبے سے	بنائین تاج سر افلاک ان زمینونکو
لبون سے دوگنی ہوی حلقۂ دہن زیب	جڑا ہی ایک انگوٹھی یہ دو نگینون کو
ہماری آنسوؤنکی سیل ہی کوئی طوفان	پڑی ہی فکر مکانات کی مکینون کو
دماغ کیون نہو شاعر کا چرخ چارم پر	کہ چار چاند لگاتا ہی یہ مہینون کو
ہنسے چراغ گہرونمین چمن مین پہول ہنسے	کبھی فلک نی کیا خوش ہم حزینون کو
کہو نمین کس سی کہ شاعری ہی الہامی	کبھی یقین نہ آئیگا بے یقینون کو

وہ کوچۂ شعر و سخن کا ہی تنگ و تاریک بحر
کہ سوجھتے نہین معنے بڑی زمینونکو

طاق نسیان پہ ترکہا کبہی پیمانے کو	جب چلی ہم سو مسجد گئی میخانے کو
کوچہ گردی کی لیی پاؤن نہی ہین میری	سر ہی تن پر در و دیوار سی ٹکرانے کو
اسقدر وعدہ خلافی سی بہر ائنہ اپنا	تمنے رکہی نہ جگہ یار قسم کہانے کو
کیا خبر تہی نہین کہتا یہ چمن بوی وفا	پہول ہم دیکہنے آئی تہی گل کہانے کو
شمع کا فندق انگشت سی ہو کا دیکر	چٹکیونمین وہ اوڑا دیتی ہین پروانے کو
یار پیمان شکن آئیگا نہ جب تک ساقی	منہ تو کیا ہاتھ لگاونگا نہ پیمانے کو
کچہ نپوچہو اگر اک دنکا قلق ہو تو کہون	دل دیا ہی مجہی اللہ نے گہبرانے کو
دام آفت مین گرفتار کروگے کسکو	بال سلجہای ہین تمنی کسی الجہانے کو
عاشق زار ہو نمین مجکو نصیحت سی بہری	زچ کرتی ہین جو لوگ آتی ہین سمجہانے کو

آب و دانہ سے مجھے کہان لایا	نہ ملا چین عمر بھر مجھکو

بحر ضبط فغان کرون کیونکر
چھاتی پھٹ جائیگا ہے ڈر مجھکو

۳۸۵

جان سے عشق کے بلا ٹالو | دلکو سمجھاو چاہنے والو
ذی لیاقت ہین خوبصورت لوگ | سلطنت دیکے ایک بوسا لو
ان بتون کے ہی دور مین اندھیر | مشعلین ہونکو آتشین نالو
جب مین اوسکی گلی مین جاتا ہون | دل یہ کہتا ہے بیٹھو ستا لو
ہم تمہارے غلام ہین صاحب | مہر کر والو ہمسے لکھوا لو
دیکھنے آئینگے ضرور تمہین | بیڑیان ڈالو یا مچلکا لو
اوسکی زلفوں سے کوئی یہ پوچھے | مجکو کسدن ڈسو گے ایکا لو
صبح کیون محتسب کا نام لیا | رندو کچھ پی لو کچھ گزک کھا لو
دوستو کیون وہ روٹھ بیٹھے ہین | مجکو لیجا کے پاؤن پر ڈالو
وہ نہین ہم جو تمسے چھٹ کی جبین | ہم بھی جاتے ہین تم ذرا جا لو
ای نصیبو یہ بے سبب ایذا | چین پایا ہو کچھ تو بدلا لو
دشمنوں کی نظر سے لگے نہ کہین | مجکو تم آج صدقے کر ڈالو

بحر دربان جبروت ہے
ہو چکی راہ گھر کا رستا لو

ردیف واو

وہ میری جو بوٹیاں اوڑائین	ہر جبیں کا مرتبہ عطا ہو
دم نکلے ہجوم غم مین کیونکر	کچہ بہیڑ چہٹے تو راستا ہو
دنیا سے اوٹھے مریض فرقت	اے دار مسیح تو عصا ہو
سبزے مین چہ ذقن ہی خسپوش	ایسا نہو خضر سے دغا ہو
ہم زخم جگر نہین دکھاتے	آنکھین نہ چرا و خوش نگاہ ہو
پیش آو ہراک سے آینہ وار	بیگانہ ہو یا کہ آشنا ہو
سیکھو یہ طریق آدمیت	جو چال چلو وسے نیا ہو
تلوار ابرو کی وہ خریدی	جو ہفت سرا اپنا بچہا ہو
چمکے جو ستارہ بلند سے	طاؤس فلک سمجھے ہما ہو

ای بحر نہین ہی ان تلون تیل
مفتون نہ کسیکے خال کا ہو

ردیف واو

۲۸۷

گل مہتاب شب رای چمن بر ہو تو ایسا ہو	بشر دلباختہ ہو جای دلبر ہو تو ایسا ہو
مہکتا ہی ہین خسار سی نگت ٹپکتی ہی	جو غنچہ ہو تو ایسا ہو گل تر ہو تو ایسا ہو
نہو ممنون مردہ بہی کسیکا یہ تمنا ہی	مراد دل مجھکو مٹی دی مکدر ہو تو ایسا ہو
کدورت دور کو نکالی قلب سے صیقل گری یہ ہی	ہٹے دل کو کری ثابت تو گر ہو تو ایسا ہو
کہان مجنون ضعیف و زار ہی ایسا کہ جیسا مین	مجھے آندہی ہی میری سانس لاغر ہو تو ایسا ہو
علائق سے ہو آزادی فقیری اسکو کہتی ہین	کفن کو بہی نہ رکہی کچہ قلندر ہو تو ایسا ہو

چھپائی آپ اپنا عیب یہ جو عاشقوں کو
تہ تار نظر چھپ جای لاغر ہو تو ایسا ہو

برش کا ذکر کیا اسکے جو کہ قتال عالم ہے
تری ابرو کا کیا کہنا جو خنجر ہو تو ایسا ہو

مشقت کے بہت فرہاد نی خارا تراشیں تو
پسیجا دل نہ شیرین کا جو پتھر ہو تو ایسا ہو

کسے مرہم سی اسکے زخم تو بہرتی نہیں کیا
زبان طنز کی تیری زبان نشتر ہو تو ایسا ہو

جلائیں ہاتہ موسے اور بنجائی ید بیضا
برائی میں بہلائی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

کوئی ہمسے صفت پوچھے تمہاری مژگان کی
کری خنجر سے بڑہ کر کام نشتر ہو تو ایسا ہو

بچالی موجۂ آفات سے ہو ناخدا ایسا
جہاز زندگی تہم جای لنگر ہو تو ایسا ہو

یہ حسرت ہے کہ جیسے میل ہی دانتونکا ہونٹوں سے
ہمارا یار ہمسے شیر و شکر ہو تو ایسا ہو

کسے سے آنکہ نیچی ہو نہ میرا سر جہکی یارب
مجھے تمکین زمانی میں میسر ہو تو ایسا ہو

رعایت چاہیے ایسی کہ زیبائی ہو معنی کی
عروس شعر کا ای بحر زیور ہو تو ایسا ہو

ردیف واو

۳۴۹

بیٹھکا میری ایسی یار کا گھر کیونکر ہو
مجھ گنہگار کا جنت میں گزر کیونکر ہو

سچ یہی ہی میری طرف اسکی نظر کیونکر ہو
پاس آتی ہی رخ مہر ادہر کیونکر ہو

دیکھنے دیتی نہیں کان رخ زیبا تو
بجلیان کوندتی ہیں تاب نظر کیونکر ہو

شرط بدبدکی رقیبونکو ہزیمت دونمیں
خود بدولت جب ادہر ہوں تو ظفر کیونکر ہو

حلقۂ بزم میں اس شان سے دیکھے جو تجھے
اپنے ہالی میں نمودار قمر کیونکر ہو

حور جنت میں پری قاف میں یار ایسی کہ
دل لگی اسسے کہیں بیت بسر کیونکر ہو

تلاش یار کی ای دل یہی راہ	پھر زمین کو یکو تو در بدر ہو
یہی سجدی مین اپنے دعا ہے	ہمارا سر ہو تیرا سنگ در ہو
خداوندا او تمھارے آپ وو آئے	قفس سے پھر سو گلشن سفر ہو

مین کیا کہتا ہون کیا تی ہو ای بحر
تمہارا دل کہان ہے تم کدہر ہو

۲۹۱

آدمی کتنا ہی عریانی نہ کیونکر شاق ہو	آتی آری کی تلی جو نخل سے ادراق ہو
سینۂ عاشق مین اتنا تو بہلا احراق ہو	داغ سوزان آفتاب حشر کا مصداق ہو
دیکہ لو دو گام چلکر تم وہ یہین سباق ہو	نقش پا چاند کی پتر سی سوا براق ہو
نالۂ بلبل ہو پہر صیاد کو تیر تفنگ	سنگ دانی پر جو دسکی برگ گل چقماق ہو
یہ زمین و آسمان کے لاکہ قلابی ملاو	دخل کیا اس فریب سے وہ مہر کا الحاق ہو
زیست مجکو تلخ ہی ایسی ہو تم شیرین زبان	لون خمو پر چہر کتے ہو وہ خوش اخلاق ہو
ناتوانی کے سبب کٹری ہی بدن مین درست	چاک سینہ ہو جو سودائی دل اپنا چاق ہو
تمکو اپنے دردمندونکا مداوا چاہیے	زلف پیچان ناگ ہی تو خال رخ تریاق ہو
چیستان شو چاہیے مضمون نو کیواسطے	طفل کا حسن سراپا ہی اگر غنداق ہو
کوئی زندانی اگر جانے شہادت کا مزا	طوق مین گہنٹ کر گلا تلوار کا مشتاق ہو
یاد کر قرآت سی دل مصحف رخسار کو	قلقلہ نالو مین ہو فریاد مین اطباق ہو
کیون اوٹھاتی ہو تقاضا زندگی مہر گیا	بحر اگر بقدر بقا رکھتی ہو تو باقی ہو

ردیف واو

ردیف قاف

سجده لازم ہی جو اونکی راه مین ٹهوکر لگی
پای سالک ٹوٹ کر عرش بریں کی ساق ہو

ای بتو کیونکر نہو دعوی خدائی کا تمہین
گور کی رو زری سان ہو ظلم کی خلاق ہو

اپنے منہ پر خود تمانچی مار منصف ہو اگر
صفحۂ عارض کا خط کیفیت عشاق ہو

کاتب تقدیر سی یہ التجا رکہتے ہین ہم
وصل یون لکہہ دی کہ وصلی کیطرح الصاق ہو

سال بهر کے بعد بهی دیکهین اگر ابروی یار
کیون ہلال عید کا کوئی بشر مشتاق ہو

دسترس ہو جا ے شاید اوسکی بازیگاه تک
ای دل صد چاک مثل گنجفه اوراق ہو

سایۂ جانان سے پہلے سیر گہر کیون آئی دہوپ
گر بیان اوس سے کری خورشید جو مشتاق ہو

فال ہے بحر حفظ ماتقدم کیا ضرور
سانپ کاٹے تجکو تیری پاس اگر تریاق ہو

انسان مرگ و زیست کی جہگڑ سے پاک ہو ۳۹۴
یہ جان ہو ہوا کہین یہ جسم خاک ہو

عاشق کو اسقدر تو جنون سے تپاک ہو
تن داغ داغ ہو تو قبا چاک چاک ہو

دو چار کو جو قتل کرین اوسکی انکہڑیان
شیرون سی بہی زیاده غزالونکی دہاک ہو

جی چاہتا ہی کیجیی ملک عدم کی سیر
دیکہا ئین دوستون کو او دہر جو ڈاک ہو

کیا ہی دوا مفید ہو بیمار عشق کو
تہوڑے سے زہر کا ہے اگر اشتراک ہو

نکتو سی بات بات مین ہین خوش ہی یار کی
کیا غم ہی کوئی خوش ہو کہ اندوہناک ہو

اچہا کیا جو ترک کیا عشق بحر نی
دو بہری کسکو جان کوئی کیون ہلاک ہو

ردیف واو

٣٩٦

ہم اوس تعزیر پر راضی ہین جسمین لطف حاصل ہو | لہو شیشے مین ہو ای محتسب یا سیخ پر دل ہو
تو وہ صیاد ہی تجکو جو دیکھون نیند مشکل ہو | نہ بہاگی طائر خواب آنکہ سی اوڑ کر تو بسمل ہو
کہان امید اعضا مین ہو پہر عود توانائی | نفس کو سینے مین جب آمد و شد دوبہر منزل ہو
اگر جنس صفای دل کا کچہ رتبہ ہو عالم مین | اوٹہا کر جام اپنی ہاتہ مین جمشید سایل ہو
برابر سوز الفت چاہیی فانی و باقی سی | چراغ گور ہو بندی خدا کی شمع محفل ہو
قضا حافظ ہی کیا دہشت ہوا سے بغض سی مجکو | چراغ زندگی میرا تہ دامان قاتل ہو
اوٹہاتا ہی ستم کوئی تو امید عنایت پر | مری زخمون کی پٹی چاہیے دامان قاتل ہو
مٹا سکتا نہین کوئی کسیکے عیب اصلی کو | کبہی تانبا سفید ایسا نہین ہوتا کہ لاطل ہو
بتان ہند سے دو حرف جب پڑہ لی اگر واعظ | تو مصحف طاق نسیان پر رہے تو بہی حمایل ہو
عدو جان مین ہی یار خانگی و یار بازاری | مجہے نا سعد ہی ہر شکل خارج ہو کہ داخل ہو
مشائخ وجد کر اوٹہین اڑا ایسی ہی تانین | مغنی تیری جنگل کا بگولا دور محفل ہو
نصیب ایسی کہان یاد رخ محبوب مین مرے | ہماری منزل اول کلام اللہ کی منزل ہو
مقام عاشقان ہو منزل معشوق مشکل ہی | انا لیلی تہی مجنون اگر تابوت محمل ہو
سجہائی نیک و بد کیا خاک کوئی بی سود و نکو | اوسے عینک سی کیا حاصل بصارت جسکے زائل ہو
اگر بے رنج ہستے چاہتا ہی تو فقیری کر | فقیری یہ ہی زندہ نہ نکلا مرد نہین داخل ہو
تفاخر آل تمغا پر عبث اولاد آدم کو | نہین ممکن مقدر کا نوشتہ فرد باطل ہو
کوئی واقف نہین اس راہ الفت کے صعوبت سے | یہ کالی کوس وحشی ہین جو مشعل میل منزل ہو

جگر کا داغ ہو قفل در شرق خداوندا — سحاب دود دل اپنا نقاب مہر تابان ہو

نہ دیکھی روز فرقت بجز تو غیر از شب وصلت
دعا آنکھیں ہیں سنت عاہر موئی مژگان ہو

۲۹۸

کیا شبہ کہ دنیا کی علائق سی بری ہو — ازندگیکو جو مردی کی طرح بنجری ہو
حیرت ہی کف خاک مین یہ جلوہ گری ہو — معلوم نہین یار بشر ہو کہ پرے ہو
کیون آنسو ونسی تر ہو یہ دامان و گریبان — آنکھو نمین تمہارے جو مرت کی تری ہو
ارمان اوسی کیا ہو شب وصل صنم کا — جو روز جدائی مین چراغ سحرے ہو
بسمل کو سنبھالی سے سنبھلتے نہین دیکھا — میرے دل بیتاب کی کیا چارہ گری ہو
کیونکر نہ بگولی کیطرح گشت کرین ہم — ٹھیرے نہ کبھی پاؤن جو آشفتہ سری ہو
تقدیر ہی کیا زور ہی لیکن وہ گدا ہون — در بند کر دن مین جو مجھی دربدری ہو
ناراض ہو سن کیا قافلۂ اشک کو روکون — راضی ہون اگر جان حزین بھی سفری ہو
سمجھاتی ہین سب مجکو سمجھتا نہین تو — کیونکر نہ وہ تڑپے جسے درد جگری ہو
دھو ڈال اسے آنسو نسلے یہ دل محزون — اس نقش محبت مین اگر بی اثرے ہو
بیتاب ہون موج کی صورت یہ ہوس ہے — مانند حباب اوسکی ہوا دل مین بھری ہو
کب دیکھ سکون گل کو جو تقدیر مین ہو داغ — جب فصل چمن آئی تو عمربی بال و پری ہو
دکھلای بہار اپنی جو دیوانہ پن اپنا — پتھر کا نشان تن پہ گل نیلفری ہو
اوسوقت مجھی طاقت پرواز ہو یوائے — جب ایک بھی پتی نہ درخت مین ہری ہو

ایسا کچہ انقلاب کر اے چرخ واژگون / آنے کو گہر ہو یار کے جانیکو در نہو

خالق نے ناف آنکہ کی صورت بنائی ہی / دہوکا مجھے کمر پہ ہے تار نظر نہو

میرا شباب گزری شب وصل یار مین / جبتک نہو نمین ہیر اٹھے سحر نہو

مستی پہ دانت پیستی ہین لوگ کسطرح / سرمے کو دیکہتا ہون کسیکے نظر نہو

جوڑے کی باندہنی سی کہلی اوسکی نازکی / چوٹی خیال مین ہے وبال کمر نہو

مشاطہ سی یہ عقدہ کہلا فتح پیچ کا / مرجای کوئی جنگ محبت کی سر نہو

وہ زہر عشق گیسوی محبوب مجہمین ہے / کاٹے جو سانپ ہی تو سر مو اثر نہو

چمکے یہ برق آہ جو نیسان کے ابر مین / پہالا پڑی صدف کے جگر مین گہر نہو

تکتا ہون چشم یاس سی دیوار باغ کو / صیاد یون ہا کوئی بے بال و پر نہو

ای بحر اپنے حال مین ہر ایک مست ہے / وہ کسکے لیے خبر جسے اپنی خبر نہو

ردیف واو

٢٠١ راتدن روئیے اشکو نمین اثر ہو کہ نہو / لب پہ فریاد رہی اوسکو خبر ہو کہ نہو

خواب شیرین ہی اگر آج سلاجای اجل / میٹھا میٹھا مجھے پہر درد جگر ہو کہ نہو

دشت مین خاک اڑاتی ہین بگولی پر / غم مجنو نمین کوئی خاک بسر ہو کہ نہو

دلکو لگتی ہے تو انسان سمجہتا نہین کچہ / نالی کرنے سے مجہی کام اثر ہو کہ نہو

رات کا وعدہ نہ اسوقت مین دنیا پر رکھو / ہون چراغ سحر ے مجکو سحر ہو کہ نہو

کاردانی پہ نہین دولت دنیا موقوف / بخت انسان کی اچہی ہون ہنر ہو کہ نہو

کیا ہی منصور کو جہنڈی پہ چڑہا رکہا ہی
شیشۂ دلکا جو طالب ہے تو لی ایساقی
کہوٹا پیسا بہی بُری وقت مین کام آتا ہی
دم نکلتا ہی کسی سبزۂ خط پر اپنا
شب محشر کے نہونیکا یقین آہی مجھے
توڑ لائے جو کوی پہول چندن ہار ملی
خاطہ اجلاف سی کہتی ہو تو بس چپکی رہو

کوئی حق بول کے آفاق مین بدنام نہو
آئینہ سے راغ بہی اک ہی مجھے الزام نہو
داغ دلمین ہی کیسے ہین اگر دام نہو
خضر کی ہاتہ کہین موت کا پیغام نہو
مجھ سیہ کار کی جاتی ہی اگر شام نہو
توڑین ہم عرش کے تارے بہی تو انعام نہو
خاص کیا تمکو کہین سے یہ خبر عام نہو

ہم ہین شاگرد خدا اپنا عقیدہ ہی یہی
بحر مصرع بہی موزون ہو جو الہام نہو

ردیف واو

نام کو ہی گل رعنا ہی چمن مین خوشبو
یار جیسے ہی تری گوری بدنمین خوشبو
سوچ عنبر مین نہین زلف کی لٹ کا عالم
خط رخسار سے بہی رنگ نہ بگڑا اوسکا
بیشتر عطر کے شیشے کا دہن سونگہا ہے
یار او ڑہی جو محرم مین دوپٹا کا لا ہو
دانۂ مشک مین دندان مسی آلودہ
نافۂ آہو کے لیے داغ جگر بنجائے

بہر دی اللہ نے سب تیری بدنمین خوشبو
نہ تو نسرین مین ایسی سمن مین خوشبو
مشک چین مین ہے کہان جو ہی ختن مین خوشبو
اب اننّاس کی ہی سیب ذقنمین خوشبو
یہ نہ بو پائی جو ہی تیرے دہنمین خوشبو
مشک کے آئے شہیدونکی کفن مین خوشبو
نافۂ آہو کی ہی صاف اوسکی دہنمین خوشبو
زلف جانانکی اگر بو نہجی ختن مین خوشبو

قطعہ

قطرہ فشانی کیا اے آنکھو | ایسے برسو جل تھل بھر دو
بلبلو صیاد آج خفا ہے | حلق چھری کے نیچے دہر دو
جان اون آنکھوں سے نہ بچی کے | یہی ادہر تھا وہ اودہر دو
دم کی آمد شد کیا کیجیے | ضعف کی راہ سے ہین یہ سفر دو
اپنا گلا خود کاٹتے ہین ہم | دم لو چھرے کے تلے بیدرد و
جان و مال فدا کرنے مین | فکر و تردد اے نامرد و
عرض یہ ہے نقاش ازل سے | حب مےٗ نقش مین یار کو گھر دو
دولت دل تم لو حاضر ہے | خط غدار تمسک کر دو
شکر گذار بہر صورت ہین | زہر ہمین دو یا شکر دو

آنکھون مین سے مواد گریہ
بحر ان پھوڑون کو نشتر دو

٢٠٦

دل لیسے سمجھو نکا ہی دشمن جان ہونی دو | زہر گھولو نگا وہ این خفقان ہونی دو
آنکہ بہون دیکی اشارہ ونیہ وان ہونی دو | سلکی ابرو مژہ تیر و کمان ہونی دو
میرے دل کو ہدف تیر نگہ کرتے ہین | اور مجہسی بھی اشارہ ہی کہ ہان ہونی دو
آگ بھڑکی ہوی ہی مجکو نہ سمجہا ای کوئی | جان کا مال کا ہوتا ہی زیان ہونی دو
ہر طرح ہم دل ناقہم کو سمجھا لین گے | داغ موجود ہین پہولو نکو خزان ہونی دو
اسم اعظم کا اثر غیر کو دکھلا دینگے | یار کا نام ذرا ورد زبان بحر ہونی دو

دل محزون کی بلند آہ و فغان ہونی دو
دیکھون کیونکر نہین ہوتا فلک ...
چار آنسو ری آنکھون سے رواں ہونی دو
مست ہو جا ... مغان ہونی دو
نوجوانی کا مزا لوی خرابات مین ہی
... بنان ہونی دو
آزمایش کے نظر ہی جو ہماری ...
یار سینہ سے نکالو ... سنان ہونی دو
بحر نے ... باندہی ہی بدوضعی پر
اب نہ روکو اسے رسوای جہان ہونی دو

ردیف واو

وصل مین ... خفا نہ ہو
... کیا ... نہ ہو
زلفون پر پیچ ... مبتلا نہ ہو
ان بلاؤ مین ... با و بلا
میری ... کیا ... نہ ہو
بات اغیار ... عجب ...
مبلغ ... با ... نہ ہو
... جاؤن کہین ... اے طبیبو ... نہ ہو
منہ چھپانا ہی ... آنکھون ... نہ ہو
... سر ... دکھلا ... نہ ہو
... حرف ... لیتے ... خط ... نہ ہو
جان ... کرون ... نہ ہو
دل ... دون اگر ... نہ ہو

کبھی فرمایا د تو سنو میری
غیر پر کیون نگاہ کرتے ہو
دو گھڑی کے لیے ہم آئے ہین
ایک پرزے پہ لکھ کے یہ دو حرف
جلد آؤ کہ دم نکلتا ہے

ق

کون کہتا ہے تم جفا نہ کرو
مجکو اس تیر کا نشانہ کرو
تلخ باتون سے بے مزا نہ کرو
دوستو یار کو روانہ کرو
مجکو بیٹھو اگر بہانہ کرو

بحر شاکر رہو صفت رہبر
کس و ناکس سے التجا نہ کرو

کیا منتقل ہوئی بت قاتل کے آرزو
ساقی چلی بہار رہی دل کی آرزو
کیا کیا بگولی اوٹھتی ہین مجنون کی خاک سے
تقدیر مین ہی وادی غربت کے سیر بھی
کیا آئی وہ پری نہین چلتا ہے کوئی نقش
اتنا بھی اشتیاق گلون کا نہیں ہے
آغوش یار کے لیے وارفتہ دل نہین
اکدن ہوا نصیب نہ بوس و کنار یار
مشتاق دید سیکڑون آئے چلے گئے
حسرت ہے کوی یار کی یون مجھ نحیف کو

بسمل ہو دی خدا نے مری دل کی آرزو
بھر دی پیالہ ہی رہی سائل کی آرزو
دوڑا رہی ہی صاحب محمل کی آرزو
کوسون ہے والسے دور ہی منزل کی آرزو
گویا طلسم بند ہی عامل کی آرزو
لیجائی گی قفس مین عنادل کی آرزو
ہے کشتئے تباہ کو ساحل کی آرزو
مانند داغ دلمین رہی دل کی آرزو
بر لائی تم نہ ایک بھی مائل کی آرزو
بسطرح لنگ پا کو ہو منزل کی آرزو

ردیف ہای ہوز

ردیف دال

[illegible]

غیر دنبال یار پھرتا ہے		ذو ذنب بھی ہی آفتاب کی ساتھ
بخدا کتنے بدمزاج ہو تم		بات بھی کی تو اک عتاب کے ساتھ
نہ پیو نہین تو ایک دم نہ جیون		دفن ہو نہین خم شراب کے ساتھ
یہ ٹرہا پایہ میرے او باشے		مُنہ کو کالک لگے خضاب کے ساتھ
پلہ چشم مین تمہارے دانت		ٹل گئے گوہر خوش آب کے ساتھ

رزق بالای آسمان ہے بحر
کیون ہو چکر مین آسیاب کے ساتھ

چاہیے داد بھی تمہین بیداد کے ساتھ	۲۱۰	نکل آیا کرو گھر سے مری فریاد کی ساتھ
حسرت اہل تا کام ہے بس ہی تو یہ ہی		زندگانی ہو بسر کوی پریزاد کے ساتھ
کسطرح دام قفس سی ہو رہائی مجکو		آب و دانہ مری قسمت کا ہی صیاد کے ساتھ
طرف دشت چلے ہم تن تنہا نکلے		نہ گئے قیس کی ہمراہ نہ فرہاد کے ساتھ
یہ بھی صحبت کا اثر ہی کہ کبھی خوش نہوی		کیون زمانی مین ہم آئی دل ناشاد کے ساتھ
کھینچ دے یار کی تصویر اگر وہ مجکو		بندہ بنکر رہون تا عمر مین بہزاد کے ساتھ
کون آوارہ غربت کا ہوا ہی ساتھی		گل کو دیکھا ہی کہ بھی نکہت برباد کی ساتھ
طوق و زنجیر سے وحشت مری کم ہوگی		ایک فصاد بھی بلوائیے حداد کے ساتھ
دمبدم مجکو رولاتی ہی تیری الفت		اشک آنکھون مین بھر آتی ہین تری یاد کے ساتھ
ایک اک بات یہ برہم ہوا جاتا ہی مزاج		ربط کچھ خوب نہین اوس ستم ایجاد کے ساتھ

ردیف جیم

[illegible]

[illegible]

۴۱۳

رکھتا جو سوز بان صفت شانہ آئنہ	کہتا کچھ اوسکے حسن کا افسانہ آئنہ
ہر وقت ہے مصاحب جانانہ آئنہ	ہے کوئی نقش حب کا مگر خانہ آئنہ
کیا آجکل سٹے ہین وہ اپنے بناو پر	ہاتھو نسے چھوٹتا ہی نہین شانہ آئنہ
نظارہ چشم پاک سی کر باغ حسن کا	زنگار سے ہی سبزہ بیگانہ آئنہ
دندان یار کا جو کبھی عکس پڑ گیا	ہر جوہر اپنا پای کا دردانہ آئنہ
حسن صفا سے زیب ہے سطح قلب کی	جس شکل سے ہو زینت کاشانہ آئنہ
شوکت نمائی مین ھی سکندر مرا جنون	حیرت فزائی مین مرا ویرانہ آئنہ
واعظ نہ دیکھی روے صنم کو تو کیا عجب	اعمی کے سامنے کبھی دیکھا نہ آئنہ
مجھسے فقیر کی جو حضوری نصیب ہو	ملک سکندری کرے نذرانہ آئنہ
اللہ رے جمال کہ حورونکو رشک ہے	کوثر رخ صنم سے ہے تو پیمانہ آئنہ
تصویر وار عشق مین مبتلا ہون ایسیچ	نا آشنا ہی شانہ تو بیگانہ آئنہ
اک جلوہ جمال پر اتنا ملال کیا	آنکھو نمین خاک ڈال کے دکھلانہ آئنہ
جو جرم نظارہ پر نہ کہین صاعقہ گرے	اتنا چمک کی محجب تو چمکا نہ آئنہ

جکڑا ہی جوہرونے سلاسل مین سر بسر
ای بحر کس پری کا ہی دیوانہ آئنہ

۴۱۲

کوچہ جو نسے نابلد ہون چلو نہین کدہر کی راہ	ای خضر عشق تو ہی بتا اوسکی گھر کی راہ
تو دیکھے میری وصل کی شب مین سحر کی راہ	ای شمع دیکھتا ہون مین تیری سفر کی راہ

ردیف یای تحتانی

سجدے ہی عاشق نے کیے تلوار کی محراب مین | آب غیرت سے وضو ٹھنڈی ہوئی باد کے
کار شیرین مین بہت اپنا لہو پانی کیا | تیشے پر دریا بہی خون سر فرہاد کے
دشمن بازو قوی پر ہاتھ پڑ سکتا نہین | تیر کے نیچے سے چھکے چھٹ گئے صیاد کے
کل سفر درپیش ہے زاد اپنا اپنی ساتھ لو | سائلونکو دو یہ پونہچا دینگے سر پلاد کے
طالع منحوس کیا کم تھی تباہی کے لیے | چرخ کیون در پے ہوا مجھ خانمان برباد کے
آمد محبوب شادی مرگ مجھکو ہو گئی | آشنا پرسا دین اب بدلے مبارکباد کے
وای ناکامی کشاکش مین پڑا ہون الجھن | مین کبھی فصاد کے ہاتھون کبھی جلاد کے
طرۂ شمشاد سے بالا ہی اپنا سلسلہ | ہین مرید اک سرو قد کی پیرہن آزاد کے
دوڑتے ہین ہم ادہر آتی ہے اوسکی بو جدھر | ہم بھی ہین برباد جیسے نکہت برباد کے
ہے یہی اوسکی خوشی عشاق جل جل کر مرین | نقل شادی ہین پہ پہلو سینۂ ناشاد کے
ایکدن تو مسکرا کر چار آنکھین کیجیے | کچھ تو آنسو پونچھیے اس عاشق ناشاد کے
لٹ گئے باشندگان لکھنؤ گھر کھو گئے | خاک اوڑاتی ہین بگولے خانہ برباد کے
نور ایمانی کو کفرستان مین ہے ہی فروغ | جھاڑ گرجا گھر مین روشن ہین حسین آباد کے
کون سنتا ہے کہین کیسی ہی ہم اپنی گذشت | قصہ معنی ہی مہمل لفظ ہین روداد کے

جو بزرگون کی چلن پر ہے وہی ہی کامیاب
چومتے رہیے قدم ای بحر پیر اوستاد کے

منزل قریب ہو گئی راہ بعید کی | ۲۱۵ | دوری کھنچی سفر مین جو حبل الورید کے

ردیف الدال

دلفگاران خزان چھی ہوی آئی بہار
سبز تپے پہای ہین کیا مرہم زنگار کے

کم ہوی اپنی نہ وحشت دست طفلان شل ہوے
پتھر و نسی خالی دامن ہوگئی کہسار کے

سر کرے گا لشکر اسلام کو حسن صنم
دوش پر زلفین نشان ہین لشکر کفار کے

خانہ دل جلوۂ جانان سے جب روشن ہوا
آئینے حیرت نے دکہلائی در و دیوار کے

سبزۂ خط عارض رنگین پہ جب پیدا ہوا
نقش باطل ہوگئی گل تختۂ گلزار کے

ہم سمجھتے ہین پہنسا ہی مرغ عنقا دام مین
اے صنم تیری کمر حلقے مین ہین تار کے

ہر تڑپ مین جلوہ طاؤس آتشباز ہے
مرغ دلکو پر لگے ہین آہ آتشبار کے

اپنی باغ زندگی مین پہول زخمونکے کھلے
شاخ گردن سے ہمین ہاتہ آئی پہل تلوار کے

آبجو وسکی روانی کو نہ ہرگز پا سکی
موج سے آگی قدم بڑہ جائین گے رفتار کے

جبکہ اپنے سر مین مرکز داغ سودا بنگیا
شوق گردش نی قدم پیدا کئے پرکار کے

جامۂ تن لو اگر حاجت رفوگر کی ہوی
ہم گریبان گیر ہون گے زخم دامندار کے

عاشقی اک کوہ ہی بوجہ وہ سکتا نہین
کہیل ہیٹھا جان پر فرہاد ہمت ہار کے

تابش خورشید داغ اس نین دیکہی رخنے
دہوپ کہائی راہرو نی سایہ مین دیوار کے

برق بیتابی ہی انگاری ہین کیر استخوان
پر شرر بنکر اوڑین گے مرغ آتشخوار کے

شمع روشن ہی کسیکے قامت پرنور کے
خانۂ دلمین لگی ہین آئنے رخسار کے

کس سے جا کر پوچھیی یہ دل ہی یا بسمل ہی بحر
عاشق ابرو ہین ہم یا کشتے ہین تلوار کے

ردیف یاے تحتانی

روح پروانہ ہی ابتک اوس بت پرنور کے
شمع مرقد سے نمایان ہی تجلی طور کی

نشا مین کرتا ہون اکثر عالم بالا کی سیر
نردبان آسمان ہر بیل ہی انگور کی

چار بالشت عمارت جای آسایش نہین
چار تختو نکی سے ملے ہی خوابگہ تیمور کی

ہجر مین سوراخ کرتی ہی جگر کو بانگ نے
زخمہ ہی تار رگ جانکو صدا تنبور کی

کیون مری اعمال کا پشتارہ کرتی ہین ملک
بار عصیان توڑ ڈالی گا کمر مزدور کی

مال دنیا کی حلاوت مین بشر غافل نہو
اشرفی الدن خلش کہلای گی زنبور کی

کیا دل عاشق تری ست جنائی سی چہٹی
پنجہ شاہین سے آزادے کہان عصفور کے

تیری خوشبو سی دماغ دل معطر ہو گیا
تیری چوٹی مشک کے گردن تری کافور کی

کبریائی حسن کی دیکھی اگر چہ ہو سواد
خال کے نقطے مین ظلمت ہے شب دیجور کی

سحر دن بھر وصل جانانکا جو رہتا ہی خیال
رات کو غفلت سی سوتا ہون بغلمین چور کے

۴۱۹

خار ہین نشتر ہین نالی دل غمناک کے
پہوٹ جائینگے کسیدن آبلی افلاک کے

منکشف حال ہوا حرص حسد م ہو گیا
خاک کی پتلی نظر آئی بگولی خاک کے

تو سن قاتل بپہرلتا ہی نہ تڑپو بسملو
مشکین بند ہوا و گے دری کہاو گی فتراک کے

ایک عالم ہی خریدار لب لعلین یار
سنگریزون کے ہین قیمت پر نگین حکاک کے

ظلم سہنا اف نکرنا واہ ری اخفای راز
مین کرون نالی تو سونہ ہین دل صد چاک کے

چشم عبرت سے نظارہ کیجیی باغ وبہار
گلکے خرمن آج ہین کل ڈہیر ہین خاشاک کے

وہ زلف ہی گورے منہ پر آفت
اسے بحر نماز پڑھ گہن کے

۴۲۱

ہوا بدل گئی پیری مین نوجوانی کے
بہار دیکھ چکے باغ زندگانی کی

روا روی ہی اب ایام زندگانی کی
سفید بال سحر ہین شب جوانی کی

دکان اوٹھا گئی وفادار لوگ بیٹھ رہے
کسی نے جنس وفا کی نہ قدردانی کی

ہوی نہ ہاتھ حمائل کسیکی گردن مین
چڑھی نہ بیل منڈھے گلشن جوانی کی

نصیب شب طاہی پل رزق کی بندہین تو کیا
ملے صدف کو نہ دریا ہی نوبانی کی

ہین جان دینے کو ہون مستعد کس سے
کہ خواب مرگ کو حاجت نہین کہانی کی

خفا یہ جس سے ہوے اسکی موت آپہنچی
خدا نے بھی صنمونکی مزاج دانی کی

لحد کے منہ مین گئی اپنی استخوان افسوس
کبھی نہ یار کے کتے کی میہمانی کی

ادا و ناز کی چہریون تلے رہی ہر وقت
تمہارے ساتھ بہت ہمنے جانفشانی کی

وہ رہے ہینگے پہلکیتون کے شب بھر ہی گتکے
رکے گی چوٹ کسے سے ناگہانی کی

مشاہدہ رہا ہر دم فثم وجہ اللہ
صدا سنی ارنی کی نہ لن ترانی کی

مجھے تو بات کے قابل نہ عشق نے رکھا
جو منہ لگایا کسی نے تو مہربانی کی

عدم کے حال سے واقف ہین خموش اہل عدم
کمر نے دی ہی خبر تیرے بیدہانی کی

ہمارے دل نے جو کی صبح بھر سی کشتے
سفید دیو سے رستم نے پہلوانی کی

شمار نہ تھا ہی تیری گناہونکا ای بحر
فرشتے گنتے ہین ایک ایک بوند پانی کی

ردیف یای تحتانی

اب کہان مثل عناصر اتحاد	چار دن وہ ربط باہم کر چکے
اتنو زلفون کو نہ کھو فرد فرد	دفتر عالم کو برہم کر چکے
خاک اب ان آنسوؤن کو روکیے	یہ ہمین رسواے عالم کر چکے
دیدہ و دل کی بدولت عشق مین	روئے برسون مدتون غم کر چکے
وہ ہمین ملتا نہین کیا کیجیے	اپنی سے تو سعیت و جو ہم کر چکے
واعظو جو چاہو فرماؤ ہمین	بیعت پیر مغان ہم کر چکے

بحر مستغنی ہین فکر شعر سے
گوہر معنی فراہم کر چکے

٤٢٢

برنگ گل جگر و دل فگار دیکھ چکے	اکا کے باغ محبت بہار دیکھ چکے
کہین نہ ہاتھی پرفشان ہوتی صندل حبیب	اوڑا اوڑا کے ہم اپنا غبار دیکھ چکے
چھپائین درد دل اب کیا کہ صورت شبنم	ہماری اشک فشانی ہزار دیکھ چکے
لہو شراب کی صورت بدنسی کھینچتا ہی	ہم اپنے نشا کا ساقی خمار دیکھ چکے
مثل ہے بلبلو کیا اوجڑی گانو بسنے تا	اب آشیانی وہ تھا وہ بہار دیکھ چکے
بغلین یار کو کھینچا نہ ایک دن تو نے	تری کشش بھی دل بیقرار دیکھ چکے
صنم کی بخی مین دل بھی خدا کی قبضی مین جان	نہین ہی کچھ بھی ہمین اختیار دیکھ چکے
جو بات کل تھی ملاقات مین وہ آج نہین	برا نہ مانیے دو دن کا پیار دیکھ چکے
نہ شام قبر کی دہشت نہ صبح حشر کا ہول	فراق یار کی لیل و نہار دیکھ چکے

[illegible]

کالی بوتل نظر آتی ہی گھٹا ساونکی	۴۲۶	بادہ خواروں کو ہی مرغوب ہوا ساونکی	
ساقی آئین کھی مانگو نمین دعا ساونکی		سانونی پھر مجھی گلزار مین جوبن دکھلا ہے	
رُت بہر آئی کہین لی ہی بار خدا ساونکی		جھولے پڑ جائین لی وڑین تخت پہ پیزادوں کے	
راہ تم دیکھو نہ اہی حور لقا ساونکی		چوڑیان پہنو دوپٹا کوئی سلو رنگوا و	
کچھ خبر ہے تجھے اہی باد صبا ساونکی		کبتک آئیگی گھٹا چمکی گی بجلی کبتک	
میری آنکھونکی جھڑی بڑہ کی ہی ہوا ساونکی		جسنے روتی مجھی دیکھا ہوا ہی ہی یہی	
سبزۂ قلب ہمارا ہی حنا ساونکی		اک اک پر دل وارفتہ پسپا رہتا ہے	
گل کھلاتی ہی عجب نشو و نما ساونکی		دیکھوں گلمہندیونکی سیر گلگیند و نکی بہا	
کہا وجی بہرکی ہوا اشل تمدا ساونکی		تازگی بخش ہے یہ روح و جسد کے حق مین	
صف مژگان نہیں امڈی ہی گھٹا ساونکی		جوش گریہ یہ سمجھے ہی کہ مین خود کہتا ہون	
کیا ہوا داروں نے باندہی ہی ہوا ساونکی		اسے بہتر کوئی موسم نہیں اللہ اللہ	

بحر گلگشت مین ضایع نکلا اوقات نہی
طائر دلکو بہنبہیری نہ بنا ساونکی

کہ آنکھوں مین پہرتی ہی صورت کیسکی	۴۲۷	دُکھاتی ہی دل پھر محبت کیسکی
یہ دولت ملی ہی بدولت کیسکے		نہ پوچھو یہ ہین سکۂ داغ کیسے
فلک نی نکالی نہ حسرت کیسکے		پُر ارمان احباب دنیا سی اوٹھی
الٰہی نہو ایسی حالت کسی کے		یہ عالم ہی اپنا کہ کہتا ہے عالم

[illegible]

شکوہ سے نکرار ض و سما کے
خدا کو یاد کر بندے خدا کے
قدم چومون تمہارے با وفا کے
سبے نقرا ض بر کار ہوا کے
مری قسمت مین نہ سیر گلستان
اور اگر کبتک لیکئے جھونکے صبا کے
کہیں جب سے ہم کمان ابرو یار کے
ہدف ہم ہو گئے تیر قضا کے
تمہارے نقش پا سی ہی یہ روشن
وہ میں قندیل حرم و مہ سے خاک
وہ گل ہین بیار کر سکے سزاوار
اگر ظالم نہ ہون جور و جفا کے
ہمیں سکتے ہیں کسی او سے ہی
نہیں ہم آشنا نا آشنا کے
ستم کے ہم اس کے بگاڑا ہم
تمہاری کی شرم اس بانکی ادا کے
تمہاری ناز ہی ایسی ہی بہت خوب
تمہاری زلف مین دل یاں مین بلا کے
منور

ضرور آنکہین وہ ہونگی رخنہ پرداز
گنہ ٹہیرے ہماری بیگنا ہی
بنے جب جان پر بہاگی عناصر
مرے سر پر جو اوڑنی کا کیا قصد

سلامت ہین ابہی پردی حیا کی
سزاوار آج ہم بہی ہین سزا کے
ہمارے دوست تہی یہ انتہا کے
مرے شامت نی پر باندہی ہما کے

صنمخانے سے بحر ابتک نہ آیا
مسافر آے کبکے کربلا کے

ردیف با

۴۲۹

زاہد سناون وصف جو اپنی شراب کے
پڑہنے لگین درود فرشتی ثواب کے

کاغذ سیاہ کرکے چلا ہون نمین گورمین
تختے کہین ہین نہ شکنجے عذاب کے

روئینگے میری قبر پر ایام زندگے
ناشاد و نامراد گئے دن شباب کے

بروقت ملتی اور جدا ہوتی وقت پر
ہم تم ہوی نہ عاشق و معشوق خواب کے

واعظ جو بیٹہی منبر و نیر ذکر کرتی ہین
بالکل حیا شیشے ہین ہماری کتاب کے

ٹہنڈی ہوا ہی آج چلو باغمین پین
بہرکر گلابیو نسے کٹورے گلاب کے

گو آج محفلی مین وکیلو نکی ہے بنی
جہگڑے ہمین کل پڑینگے سوال و جواب کے

اعجاز حسن مینی ورخ نے دکہا دیا
دو ٹکڑی آشکار ہین ایک آفتاب کے

زلفونکو پڑگیا ہی مزا قتل عام کا
برسا رہی ہین خون یہ لکے سحاب کے

کس بادہ کش کی بخت نہر پر الٹ گئے
اوندہی پڑی ہوی ہین پیالی حباب کے

وہ گورے گورے گال جو زلفونمین چہپ گئے
گل ہوگئے چراغ شب ماہتاب کے

۴۳۱

خلش اچھی نہین یہ دلبر سے | زیست دو روز کی ہی دوبھر کی
غیرنے کی ہے آتش افروز سے | پھلجھڑی چھوٹتی ہی اب شر کی
خوش رہین غیر ہم رہین ناخوش | ہے یہ مرضی ہمارے دلبر کی
اونکی آنکھونمین ہین کھٹکتا ہون | یہ بھی کاوش مرے مقدر کی
آکے اک روز ساتھ سو رہیے | جاگی قسمت ہمارے بستر کی
جھوٹے وعدی پہ سیکڑون قسمین | چھت ہی مضبوط آپکے گھر کی
آدمی سر اوٹھا نہین سکتا | ضرب گھن سے زیادہ ہی زر کی
ہے نگینہ ہر ایک عضو بدن | تمکو کیا احتیاج زیور کی
جسکو کہتے ہین لوگ صاف دلی | ہے وہ جاروب کش مری گھر کی
اس ادا سے پلک جھپکتی ہے | دلمین چبھتی ہی نوک نشتر کی
آہ کیون روی نے اثر آنسو | آبرو کھوے دیدۂ تر کی
دیکھکر اوسکے حسن شیرین کو | پھیکی رنگت ہوی گل تر کی
جسم مین ہے گلاب کی خوشبو | اور بالونمین مشک و عنبر کی
تیز ہے عشق ابرو قاتل + | ہر نفس مین برش ہے خنجر کی

بحر کیون لوگ اسکے طالب ہین
کیا بندھا ہے گرہ مین گوہر کی

ردیف یای

۴۳۲

اونسے نہ دل ملا ہی کہ اونکی ہوا لگی | بس پھر کی دیکھنا تھا کہ مجھی بلا لگی

قصر فردوس سے بھی ہاتھ اوٹھا بیٹھے ہین — تیرے دیوار بدیوار جو گھر ہاتھ لگے

اس زمانی مین نہین کوئی خریدار کمال — ید بیضا بھی اگر ہو تو نہ زر ہاتھ لگے

کیا ہی چڑہتا ہی نظر سے ہمارا صیاد — ذبح کر ڈالے اگر مرغ نظر ہاتھ لگے

ہمنے ڈہونڈہا تمہین ہستی عدم تک کیا کیا — نہ ادہر ہاتھ لگے تم نہ اودہر ہاتھ لگے

اپنا اپنا یہ نصیبہ ہی اجارا کیا ہی — خال رخ اوسکو بھی داغ جگر ہاتھ لگے

رو دین کیا عشق کی تاثیر کو ہم خوش طالع — اشک بھی آنکہ چرائین جو اثر ہاتھ لگے

کبھی سمجھی رگ جان سحر کبھی تار نگاہ
مصرع قد مین نہ معنی کمر ہاتھ لگے

شراب مانگین گے خضر سے بھی طلب آب بقا کرینگے ۲۳ — مزہ رہین لطف زندگی کی جہان مین جبکی کیا کرینگی

فقیر سجانی کی ہین ہم بھی امید اوس سے ہین قوی — لبیگا ساغر تو پانی پی پی تیری حق مین دعا کرینگے

ضعیف آئی گئی جوانی توانی ہمسے ہو فانی — نہ دست پانی تہی کی خبر تہی سب دعا کرینگے

جو کچھ وہ فرمائین سب بجا ہی ہان ہر ایک بات پہ ہاتھ کا ہو — او دہر نما ہی دہر فا ہی وہ کیا ہمارا گلا کرینگے

بلاؤن کے سامنے ڈٹے ہین گے قدم میدان سے ہٹین گے — اوسکی کوچے مین بیٹھینگے جسین کچھ جھنگ دغا کرینگے

ہے ہے مین عشق تان مین کی سرگشت مین جان سکی تعمر — کرینگی سجدہ تو نکی در پر نماز اپنی قضا کرینگے

نہ مانین گے ہم کسیکا کہنا کسیکا ہمین ہے کیا سہارا — بیل تو کیا ہی جو لی جاتا تو جان نیک فدا کرینگے

کہان تقدیر مین سا کی کہ تو بجین تمین او ضعفی — اگر ہوی آستانہ ہو بھی تو سجدہ شکر ادا کرینگے

نہ تو چہی جو تم مین میرے لبپہ آئی ہی جان مضطر — یہ کیا خبر تہی کہ دست ہو کر نہ دینگے دشمن جفا کرینگے

اگر عشق رکھتا ہی تو عقل کھو دے | یہ دونون رہینگے تو لڑتے رہینگے

بُرے دن بُری ساعتین عشق مین ہین | سب احباب ہمسے بچھڑتے رہینگے

وہ سر کاٹ ڈالین ہمارا تو کیا غم | غرض ایسے ہی پاؤن پڑتے رہینگے

کہین عاشقونکا ٹھکانا نہین ہے | زمانے مین بستے اوجڑتے رہینگے

جنون نے تماشا بنایا ہے ہمکو | دریچونکے پردے اودھڑتے رہینگے

کبھی زلف سے ہو سکین گے نہ سر بر | اسی پیچ سے ہم بچھڑتے رہینگے

نہ خط بھیجنا ہمسے موقوف ہوگا | کبوتر کی شہپر اوکھڑتے رہینگے

جو کچھ ہمنے چاہا اونہون نے نچاہا | ہم اس مسئلے مین جھگڑتے رہینگے

غم و درد زیور رہی ہم عاشقونکا | نگین داغ کے دلمین جڑتے رہینگے

قدم میکدے سے نہ نکلے گا باہر | یہین نشا مین گرتے پڑتے رہینگے

جدائی مین ای بحر مرنا بھلا ہی
جیین گے تو خفت سے کڑتے رہینگے

خاک تسی کوئی کچھ ایری جانی مانگے | داغ چھالیکا اوسے دو جو نشانی مانگے

آب شمشیر اجل کے ہی تری ابرو مین | جسکو یہ یار او تاری وہ نہ پانی مانگے

کیا اجارا ہی محبت مین نہی یا نہی ہے | اس علاقی کو حسینو نسے امانی مانگے

صد و سی سال کی خواہش کری کوئی ضعیف | بدلے اس سن کے وہ اکدن کی جوانی مانگے

کھینچ دے یار کی تصویر کسیطرح مجھے | اوڑ کی لاؤن ورق جھر جو مانی مانگے

بخش دینا اوسے دیوان ہمارا ای بحر
بہ نشانی کی اگر کوئی نشانی مانگے

نہ پوچھی چمن تک خزان آگئی — ولو نکلے کنول کہل کے کمہلا گئے

کسیکی وہ زلفین جو یاد آگئین — مرے سینے پر سانپ لہرا گئے

فلک ابر کیطرح پہٹ جای گا — مرے نالے جس روز ٹکرا گئے

ہر اک بات کی تہ سمجھنے لگے — بہت دور ہو ہم تمہین پا گئے

ہوا دہوپ مین بہی کم حسن یار — کنہیا بنے وہ جو سنولا گئے

نہ جوبن ادبہرنے دیا نازنے — دوپٹا جو سر کا تو شرما گئے

میان ہجر کیون چپکے چپکے ہو آج
جو جہان آئی تہے وہ کیا گئے

اڑتی ہوی جو فصل خزان کی خبر گئی — رنگت گلونکی چہرے سے پرواز کر گئی

حال مسافران عدم سوجہتا نہین — کیا گرد کاروان مری آنکہونمین بہر گئی

تڑپونگا مین لحد مین جو ہونگی وہ بیقرار — مین مرگیا بلا سی انہین کیون خبر گئی

قبر قتیل چشم کا سبزہ نہ چیرنے آسے — خوب چشمے اپنی ایسی غزالونکو چر گئی

پیری مین اپنی دانت گری ٹوٹ ٹوٹ کر — درج دہن کی سلک لآلی بکہر گئی

سبکی رجوع یاس مین ہوتی ہے سوی حق — پہیری بتون نے آنکہ خدا پر نظر گئی

پیری کا بوجہ اوٹہا نہین سکتی یہ پشت ویا — ہنگام تندہی ہی جوانی کدہر گئی

معشوق کیا بنے گا بنا کیسے خشک مغز — اک سوانگ ہی جو کاٹکی پتلی سنور گئی

کیا تلخ زندگی رہی جبتک ہوس رہی — گزری فروتنی ہم تو مرتے سے گزر گئی

سو گھر گرا کے ایک اوٹھایا محل تو کیا	منعم سقر تجھے تری تعمیر ہو گئی
کھینچے گئی شبیہ جو اوس شاک ماہ کی	صدقی کا پتلا حور کی تصویر ہو گئی
سینے میں بھی نہاں تھا عشق زلف یار	داغ جگر میں مشک کی تاثیر ہو گئی
ٹٹو کی نجائیں بال نکلتے نہیں ہیں وہ	زلف دراز پاؤں میں زنجیر ہو گئی
کیا کیا نہ پیچ ہمسے کئی زلف یار نی	پھانسے کبھی ہوئی کبھی زنجیر ہو گئی
حق بولنا نچاہیے منصور کی طرح	سولی پہ چڑھ کی کونسی توقیر ہو گئی
بوتل میں تھی شراب کہ ظلمت میں نور تھا	ساغر میں آفتاب کی تنویر ہو گئی
تصویر حسن رنگ بدلتی ہی جا بجا	عذرا کہیں بنی یہ کہیں ہیر ہو گئی
لازم ہی عاشقوں کو حذر ابیلی نگہ سی	ڈورا کھنچا جو سرمی کا شمشیر ہو گئی
قسمت کہاں جو سمجھو سگ آستاں مجھے	تمنے جو تو کہا مری توقیر ہو گئی
حیرت ہے مجھسے بات کی وس سرزنانی	زیتون کے درخت کی تاثیر ہو گئی
یوسف کی آنکھیں کھل گئیں یعقوب کی طرح	پتلی ہماری یار کی تصویر ہو گئی
چلمن کو ہم سمجھتے ہیں ٹٹی شکار کی	تیلی جو کوئی ٹوٹ گئی تیر ہو گئی
بد فکر نے جو صحت الفاظ کی تو کیا	حرف غلط کلام کی تاثیر ہو گئی

یاد آگیا وہ افعی گیسو جو شب کو ہجر
نظروں میں چاندنی قدح شیر ہو گئی

روشنی انجمن رخسار جاناں ہو گئی ۔ ۴۴۲ ۔ سامنے آنکھوں کے دو آگ فروزاں ہو گئے

زار و لاغر ہو گئی ہے آہ گلو نکی عشق مین | استخوان اپنی خس و خار گلستان ہو گئی
رنج و راحت کا مزا ہی لڑکونکی طرح | گاہ گریان ہو گئی ہم گاہ خندان ہو گئی
باغ سے رخصت ہوی جسدم بلقیس بہار | تختی سب پہولونکی او رنگ سلیمان ہو گئی
حسن پر اونکو یہ غرہ ہی فلک ہے ہی باغ | چاند سا مکھڑا جو پایا ماہ کنعان ہو گئی

ہمکو ہی فرمائینگے اکدن ہمارے قدردان
شاعرونمین بحر ہی ثانی سحبان ہو گئی

ردیف یای تحتانی

اپنے مہائی کرتے ہو مدارات نئی | بات پوچھو نہ گھر آئیگی یہ بات نئی
سو رہین ہیا نمین یہ وصل کے ہی گہات نئے | خواب مین لب بلب اوس سے ہون باتین نئی
آج مسی کا تصور ہی تو کل کاجل کا | آہی دن ہی مری ریخ نیکی لیے رات نئی
ہم ہین جاتو دہر آنکہ جہکائی وہ ادہر | یاری سابقہ پہلا ہی ملاقات نئی
رات بہر آہ و فغان کو جہ نوردی دن بہر | سب سے ہی عاشق مہجور کی اوقات نئی
باغ سے جاتی ہار و کے لٹاتے ہوی پہول | ہو سواری مین یہ پہلا ہی خیرات نئی
داغ دینی کی لیی فصل بہار آتی ہے | پہول لاتے ہین مری واسطے سوغات نئی
گور مین اترو چلی دیکہیے کیا ہوتا ہے | جای تنگ اجنبی اشخاص ملاقات نئی
ہمسے کچہ اور اشارے ہین غیرونسی کچہ اور | یہ نیا غمزہ ہی یہ چشم عنایات نئی
دلمین رہتی ہو تم آنکھونمین پہرا کرتی ہو | خرق عادت یہ نئی ہی یہ کرامات نئی
گہر قاضی سے بہت ہے یہ جہز پور بند ونکے | ابہی دستار ہی ای قبلہ حاجات نئی

۴۴۵

جیتی جی اے رشک پری تجھسی جو طبیعت ہٹ جاتی
قیدسی مین لعنا نہ چھٹتا یا زلفکی بیڑی کٹ جاتی

شربت ہوتا خون ہمارا کاش تیونکی شربت مین
شکر کے مانند ہماری دلکی کدورت بٹ جاتی

صدقے اپنی قناعت کے کیا فقر مین اپنا فخر رہا
دست سوال جو اپنا بڑہتا ہاتہون تک گہٹ جاتی

دہوپ کے شدت مین جو کسید چہاؤنکی جا ہوتے ہم
سایہ کیا دیوار بہی اونکی اپنی جگہ سی ہٹ جاتی

بار محبت کون اوٹہاتا غیر بشر طاقت کسکے
پتہر پس کسر رہتی کوہ کی چہاتی پہٹ جاتی

نیت کرکی شب وصلت کے روزہ رکہتی ان سے ہم
شام ہوئے شام لحد تک ہوتے پلتی مٹ جاتی

رنج و الم کی نرغی مین اس چشم مروت نے رکہا
ورنہ کوئی آہ نکلتی بیڑا شکونکی چہٹ جاتی

باغ سے تا ہوجاتی ہم دام بلا مین کیون پہنستے
بیتی کی بہی گہرکنی کی کانومین اگر آہٹ جاتی

بحر اگر دل کہولکی روتے ہم جو کسید فرقت مین
دلکی کدورت سی ہتی نہر آنکہونکی پٹ جاتی

۴۴۶

وہ غازہ ملتی جو منہ پر چراغ جل جاتی
برنگ شمع کنول رشک سی پگہل جاتے

خدا کی فضل سی تم پر وہ رنگ روغن ہے
بدن پر آجکو ہوتی جو تل پہسل جاتے

گلے مین ڈال کے ہاتہ ایک بوسہ لینا تہا
بلا سی اژدر گیسو مجہے نگل جاتے

اوٹہا جو آہ کا شعلہ حضور کیون بہڑکے
جو آنچ آپ پر آتی تو ہم نہ جل جاتے

ہزار شکر کہ نالے گئے نہ تا بہ فلک
یقین تہا کہ سرافیل بہی دہل جاتے

نہ تہے بہرے ہوے غصے مین آج خیر ہوئی
تنیچے یار کے خالی بہی ہمپہ چل جاتے

بہلا ہوا نہوا شوق تمکو گانے کا
کہ چٹکیون مین ہزار و نکے دل مسل جاتے

یار کی سامنے دل کہولکے رو لیتا مین
بحر آنکہون سے کوئی بل جو چہپا لیجاتی

۴۴۸
آشفتہ طبیعت کے آثار نہین چہپتے
آزار محبت کے بیمار نہین چہپتے

جو درد رسیدہ ہین ہوش انکی رمیدہ ہین
دل جنکے تپیدہ ہین زنہار نہین چہپتے

کسد ن تہی نگہ نشتر کسدن تہین ہوین خنجر
خون ریزیون کی تیور ای یار نہین چہپتے

سن لیتے ہین وہ سب کی ہو بات کسیکی ہب کے
چن لیتے ہین مطلب کے ہشیار نہین چہپتے

مجذوب سے بکتے ہین بلبل سے چہکتے ہین
ساغر سے چہلکتے ہین سرشار نہین چہپتے

موقع کی ملاقاتین چل دینی کی سو گھاتین
افسوس ہے سو باتین عیار نہین چہپتے

جو اچہا برا پہنا تن پردہ ہوا گہنا
اچہونکا بہی کیا کہنا رو دار نہین چہپتے

کہونگہٹ سے نمایان ہین ہم عین فروزان ہین
روشن تہ دامان ہین رخسار نہین چہپتے

بینا ہون اگر آنکہین ارباب دغل دیکہین
جبّے مین عمامی مین کردار نہین چہپتے

دل دے کے نہ لی ذلت برباد نکر عزت
بینا نہ کی الفت میخوار نہین چہپتے

آنکہ نہین میری آنسو حسرت کے نظر ہر سو
ای بحر ہی عاشق تہ اطوار نہین چہپتے

۴۴۹
کاش بیمار ہی رہتا مین وہ آیا کرتے
مجکو اچہا جو نہ کرتے بہت اچہا کرتے

ہم اگر اپنی محبت کا نہ چرچا کرتے
کیون سبک وضع نہین ہم آپکو رسوا کرتے

جو ہر اس حسن پرستی ہین وہ پیدا کرتے
دلکو آئینہ بناتے تجہے دیکہا کرتے

منہ نہوتا آپکا ہمکو تو پہر ہم دیکہتے	اپنی اپنی بولیان اغیار کیونکر بولتے
رستمی تہی کوی قاتل سے جو پہرتے نامہ بر	گونج کر شہباز کی بولی کبوتر بولتے
پاؤنمین بانکپن کا ہی یا خلخال ہی	عاشقونسے کیون کٹی ہوکر مین لبر بولتے
آتش گلزار جب بہڑکی تہی لازم تہا ہمین	خانۂ صیاد مین ققنوس کا گہر بولتے
پوچہنا تہا کشتۂ گیسو کا حال ای عاملو	ڈس گئے تہے اوسکو جو کالی وہ سر پر بولتے
ای صنم قبضہ ہی تیرا معدن اعجاز پر	لال ہوکر تیری ہاتہونمین ہین پتہر بولتے
صیدگہ ہوجای تی محفل کسیکی رقص سے	لو ہیکے چہرے ہین جو آہی تی اندر بولتے
خط نکلتے ہی مسیحائی لبونکی اوڑگئی	سبزہ رخسار کی طوطی مقرر بولتے
اہل دنیا کی ہہلی ہوتین جو کچ ابروئیان	چار ابرو کا صفایا کیون قلندر بولتے
ناقص و کامل مین پہر کیا بات رہجاتی اگر	جام خالی کیطرح معمور ساغر بولتے
دلبرونمین بیوفائیکی اگر ہوتی نہ رسم	بیٹہکر اغیار مین کیون رسم دلبر بولتے
اپنے زاہد و نسے البتہ محبت اوٹہ گئی	ٹوٹتی شیشے تو بسم اللہ تہر بولتے

کیا رموز عشق کہتا مین فرشتی سا تہی
بحر وردی کل یہ رکاری مقرر بولتے

دلکو کبہی پلکونسے شکایت نہین ہوتی	۴۰۱	چبہتے ہین وہ کانٹے کہ اذیت نہین ہوتے
دلمین بت کافر کی محبت نہین ہوتی		ظلمت مین کبہی نور کی شرکت نہین ہوتے
آسائش بیجا سے مسرت نہین ہوتی		سوجائین اگر پاؤن تو راحت نہین ہوتے

ردیف یای تحتانیہ

زاد راہ عدم نہین رکھتے
آسمان سے بھی گیا بھر چارے
دین و دنیا کا غم نہین رکھتے
فارغ البال عشق مین ہین ہم
نقش تصویر دم نہین رکھتے
شکل و نیکی ہی جیسے وہ صورت
پاس نقش درم نہین رکھتے
دل تو پانی ہے آئنے کی طرح
ملک و جاہ و حشم نہین رکھتے
کوچۂ یار ہی پسند ہمین
شوق باغ ارم نہین رکھتے
کیا کہین بحر اپنی تنہائی
دل ہی پہلو مین ہم نہین رکھتے

ہم اگر عشق مین اثر رکھتے
امردونکو غلام کر رکھتے

میرے دلکو سمجھتے عرش برین
یہ ستارے اگر نظر رکھتے

کیا خبر تھی کہ دام ہے وہ زلف
طائر دل کے پر کتر رکھتے

بار اٹھا صنم مین آہن دل
ہم بھی فولاد کا جگر رکھتے

ساتھ رنگ چمن کے اوڑ جاتے
آج ہم بھی جو بال و پر رکھتے

راہ دیتا جو او سکے آنے کی
زاغ کے آگے ہم جگر رکھتے

یار کی وہ تون انکھین قاتل تھین
اک نظر ہم کدھر کدھر رکھتے

بھید اپنا دیا نہ اس دل نے
ہم بھی کچھ اپنی فکر کر رکھتے

یہی شکوہ ہی بیوفاؤ نسے
ہم نہ مرتے جو خبر رکھتے

سنگدل تجکو جانتے ہم اگر
صبر کی سل کلیجے پر رکھتے

گوندھتی وہ کبھو رسے جو سے آج
ہاتھ اپنے جو کچھ مہر رکھتے

آنکھین رو رو کے کیون سجاتے ہو
بحر آنسو نہین اثر رکھتے

۲۰۳

جو کہ عشق صنم نہین رکھتے
بخدا کوئی غم نہین رکھتے

اسکے ملنے مین دیکھیے کیا ہو
رحم دلمین صنم نہین رکھتے

مہندی جس روز سے لگائی ہی
وہ زمین پر قدم نہین رکھتے

اپنے دروازے سے اوٹھاتے نہین
پای رفتار ہم نہین رکھتے

ہمارے دلکو اگر عشق تو بروئے لیتے
قسم بنا کی قاضی کے روبرو لیتے

ردیف یای تحتانی

بلال ہے نہ خبر بھی مین آبرو لیتے
ہمین جو اپنی غلامی مین تو بو لیتے
سکے یار سے گلے سے ہی بو لیتے
لپٹ لپٹ مین یہی ارمان رسواتی
وہ عشق مین یہی نام آبرو لیتے
بلبل ہوئے اگر ہم انکی جستجو لیتے
جتکا سی ہی اپنا وہ فند لوتے
سلام ہی جو بہار افغان پتی افسوس
بہار مین ہمارے عیسے ہم زبان نوشکر لیتے
ادہیج جواب اپنے کی جاہی ہم اسکے مین اپنا لیتے
وہ کون اپنی چپکے ہم بہ فراخوان سے لیتے
جوانان مین بہار مین گر گرانی شراب کی بو لیتے
ہمارا جان بہار ہی ساغر سے سبو لیتے
ملتا ہے ہم تپک بہار مین کہ ساقی ہی پیالہ کی آرزو لیتے
ہمیں نہ بہار مین وہ زلف مشکبو لیتے

کیا علاج کسی نے نہ وحشت دل کا
ہم اپنے واسطے ذلت نہ گو کبو لیتے

ہماری اسے وی دیکھتی جو ہوتی آنکہ
ہماری خاک قدم سرمی کو عدو لیتے

کہلا نہ روز بقدر رتونکا عقدۂ حسن
خدا سے دید کی زاہد بھی آرزو لیتے

بناتی ہم ید بیضا جلا کے ہاتہ اپنا
جو اوس پری کے رخ آتشین کو چہو لیتے

وہ بادہ خوار جو اپنا اولش ہمین دیتا
تو بی درود نہ پیتے نہ بیوضو لیتے

جنون عشق مین ہوتی کمی نہ رتی بہر
کسیکے کہنے سے سیرن جو ہم لہو لیتے

کبھی اولش نہ ملا رند پاک طینت کو
تمہاری ہاتہ سے ساغر نہ بی وضو لیتے

بہانہ ڈہونڈہ رہی ہین وہ قتل کو ای بحر
حنا جو رنگ نہ دیتی مرا لہو لیتے

۲۵۵

آبرو جای احبا ہون جدا گھر چہوٹے
سب گوارا ہی مجھی پر نہ وہ دلبر چہوٹے

دہوئین معشاق کا دہبا تو مقرر چہوٹے
دامن دلبین لگی داغ تو کیونکر چہوٹے

سنبلی زلف سے اللہ بچائی رکھے
نہین ممکن یہ بلا دلکو لپیٹ کر چہوٹے

آہ سوزان دل بریان سے اگر کہینچو نہین
اک ہوائی ابھی مہتاب کے منہ پر چہوٹے

اوسکی دیوار کی سائی مین جو سونا ہو نصیب
نہ کھلے آنکہ اگر توپ بھی سر پر چہوٹے

کشتی بادہ کبھی ہمسے کنارہ نہ کرے
آرزو ہی کہ یہ بیڑا لب کوثر چہوٹے

کاسۂ عمر نہ لبریز ہو جب تک ساقی
میری لب سے نہ مے ناب کا ساغر چہوٹے

وار بینی بھی کرے ساتہ نگہ کی مجہپر
تیر چہوٹے تو دونالی بھی برابر چہوٹے

ردیف یای تحتانی

نہ نکلو گھر سے ہزاروں ہیں تشنۂ دیدار
تمہاری چاہ ذقن سے کہیں نہ آب کھینچے

وہ تیر اور ہی ہیں کھینچیں ای ساقی
کھلے تو خوشۂ پروین سے آفتاب کھینچے

حباب بحر کی صدمی کو جھیل سکتا ہی
ہماری جان سے کیا رنج اضطراب کھینچے

عجب نہیں ہی اگر فرقت کے باعث
شکنجے میں ہی اعمال کی کتاب کھینچے

جو دل جلای تمہاری لیی سزا ہی یہی
کہ سیخ دار پہ وہ صورت کباب کھینچے

جو سرد مہری دوراں سے آہ کھینچتے ہیں
سپہر تو تشنج رگ سحاب کھینچے

پری کو قاف سے پیر یسے کھینچ لاتی ہیں
ہماری جذبۂ دل کی اگر طناب کھینچے

شراب خوار ہوں ہیں آمحاسیاں عمل
خط پیالہ بجای رسن شتاب کھینچے

ہماری قتل پہ تم نے کمر جو باندھی ہی
تو پھر درنگ سے کیا نیمچہ شتاب کھینچے

یہ چاہتا ہوں کہ دیکھے نکوی تیری شکل
جو تیرا نقشہ کھینچی تو پر نقاب کھینچے

کماں وزرہ کی طرح آج غیر کے ہاتھوں
ادھر کشیدہ ہو تو ہم ادھر جناب کھینچے

گھرا ہی ابر ہوا سرد چلتی ہی ای بحر
کھو کباب جگر ہیں سیخ پر شراب کھینچے

۲۰۸

تم ہوی صرف غنا تار مزامیر کھینچے
کیا عجب جان ہماری دم تحریر کھینچے

کون اس کاکل پیچاں کا گرفتار نہیں
ہم بھی اس جال میں صورت نخچیر کھینچے

حوصلہ خوب نکال اپنی کمانداری کا
پھر مرے بعد نہ ترکش سے کوئی تیر کھینچے

بل نکل جای جو ترکش کو یہ تعزیر ملے
جنتری شانہ بنی زلف گرہ گیر کھینچے

[illegible]

سو فا تو نہین بھی عاشق شیدا کہین گے	دیدار کے بہوکے ہین بلا قال پیاسے
اک بوسے کے دینی مین یہ اغماض ہی اوب	آتی ہی ابھی جو جو مانگو نہین خدا سے
پرہیز ہی کس طرح مرے ملنے سے تمکو	نفرت ہے شفا کو بھی لعین ہین میری دوا سے
مین وار کے پانی پیون جن پر یہ غضب ہے	ہو جائین بلا یک وہ مری خون کے پیاسے
عنبر کی مہک ریشہ سنبل مین سونگھا کر	وہ زلف مجھے پیچ مین لائی ہی دغا سے

کیا جانے کوی دفتر تقدیر مین کیا ہی
لکھوا نہین لایا کوی ای بحر خدا سے

جنون کے جوش مین نکلے جو گھر سے	ادہر سے ہم چلے تہہ اودہر سے
مین سر ٹکرا ونگا دیوار و در سے	نکال ای جوش وحشت مجکو گھر سے
نظر آتا نہین وہ عید کا چاند	ترستی ہین یہ آنکھین سال بھر سے
بھلا مین دیکھتا صبح شب وصل	لبو نبر جان تھی بجلی بھر سے
خدا کے سامنے شکوہ کرون گا	جو تم غافل ہوے میری خبر سے
اوڑا جو ہر کی صورت دیکھکر دانت	چراغ آب قندیل گھر سے
بہوین بال و فسے ہین شمشیر ابری	کہین عشاق مین لو نہ برسے
اسے کوتے ہین قسمت کی برائی	صدف دریا مین ال قطر بکو ترسے
بر و مندی اگر تقدیر مین ہو	تو پہل پاون عقیقون کے شجر سے
لگی لو عاشقے کی جیب سے ہمکو	پتنگا داغ کا لپٹا جگر سے

دہان تنگ سے کی اوسنے کلی تنگ ہوا مجکو ۔ چھٹا فوارۂ آب گہر سوراخ گوہر سے

اگر لکھون عریضہ وہ سلیمان زمانہ کو ۔ ہما پونہچاے اوسکو چھین کر نامہ کبوتر سے

جبین یار سے افشانکی دیکھی ذرہ افشانے ۔ خوشی سے پہول جہڑتی ہین چراغ ماہ انور سے

مرا قاتل پلائیگا مجھے شربت شہادت کا ۔ خبر یہ کون لایا ہے بھر ومنہ اوسکا شکر سے

کشاورزی سے کیا حاصل لگی جب آگ قسمت مین ۔ پڑے خرمن مین چنگاری مرے طالع کی اختر سے

اگر وہ فاتحہ پڑہنے کو آئین میری تربت پر ۔ لحد سے اوٹھکے پوچھون آپ خاطر ہو لونکی چادر سے

قناعت ہے تو لذت بوریے مین مشک تر کی ہے ۔ تنخہ سے تو کیا پہل پائیگا فرش سنجر سے

نہ گزری چار دن بھی چین سے اوسکی محبت مین ۔ بہت رو گئے بہت پیٹے بہت ٹوٹی بہت تڑپے

کٹی برسات اس سال بھی یادِ وشیون مین ۔ خبر ہمکو نہین بادل کدہر آئی کدہر سے

۴۶۲

ایسے چکر مین پڑے ہین گردش افلاک سے ۔ کاسۂ سر کم نہین ہے کوزہ گر کی چاک سے

وہ چلا نہین ہوا اوٹھی ہیر خاک سے ۔ آنسوونکی شکل تارے گر پڑے افلاک سے

بڑھ چلا تھا اوسکے توسن چالاک سے ۔ صاعقے پر تازیانی پڑ گئی فتراک سے

روشن آنکھین ہو گئین بنت العنب کے نور سے ۔ عقد پروین چرخ سے اوترا کے خوشۂ تاک سے

سیر کو ویرانے سے گزرا ہے کوئی شاخ چمن ۔ آج بو بو لونکی آتی ہے خس و خاشاک سے

یہ تقاضا بوسۂ لبہاے لعلین کا نہین ۔ جیتے جی ہم مانگتے ہین خون بہا سفاک سے

ہاتھ آئی اوسکا اوترن بھی گر خورشید کو ۔ خلعت نو اپنا بدلے یار کی پوشاک سے

ردیف دال مہملہ

[illegible]

کیا چھوٹ حسن کی ہی پسینا ہی رخ پر
رینی ٹپک رہی ہی رخ لالہ رنگ سے

آفت ہی زلف کا انکا زیور بلای جان
مچھلی نکل گئی جو بچا مین نہنگ سے

شہ دی ہی ہی چہرہ پر نور کی ضیا
کترا رہا ہی چاند ہماری پتنگ سے

وہ بت ہو صاف ہسے صورت کوئی نہین
حیرت ہے کیونکر آئنہ بنتا ہی سنگ سے

میری جگہ ہو دلمین تو پوچھو نہین اسطرح
جیسے لہو وان ہو رگونکی سرنگ سے

مرجائی کسیکا نہ احسان لیجیے
اک قطرہ مانگیی چمن سے نہ گنگ سے

پیری جب آئی ہوی سیہ ہو گئی سفید
فوج فرنگ کی نسلی فوج زنگ سے

کیا چین اوسی پڑی جسے صحبت کی لگی لو
جاتی ہی شمع محفل مین پای لنگ سے

کہوٹے کہریکا حال نہ عشاق مین کہلا
افسوس ہین پٹنے نہ کسوٹیکی سنگ سے

جاری ہی سعی ہی اشک فراق صنم مین بحر
یہ نہر کٹ کی آئی ہی دریای گنگ سے

۲۶۴

مستانہ اوٹہ گئی نظر اک سبزہ رنگ سے
آنکھون کے جام ہو گئی لبریز بہنگ سے

امید نہین کوئی بر وقت کام کی
واقف نہین زمانہ مروت کے ڈہنگ سے

ملجائینگے رقیب سے وہ کیا خوشی ہو ان ہم
اونکا بگاڑ کم نہین لڑکونکی جنگ سے

یمن قدوم یار سے پایہ بلند ہے
پریونکا تخت پست ہے میری پلنگ سے

ہو جاتین ہر دہر رشک پریونکی گرمیان
پالا نہین پڑا ہی کسی شوخ و شنگ سے

یاران فتنہ قتل کئے جاتی ہین مجھے
پڑتی ہین تیر سینے پر آواز زنگ سے

[illegible]

یہ تب ایسی نہیں تیر کہ جسکو فائدہ بخشے | وہ درد سر نہیں ہے جسے صحت ہو صندل سے
کہلا پیارا ہی ہے پر لگاوٹ کی نگاہوں سے | کہ انکھوں نے بھی دو ڈورے ڈالنا سیکھا ہے کاجل سے
ستم کیا کیا نہ ہوگا اوس قمر طلعت کے کشتے پر | کرے گی چاندنی اب ناز معشوقانہ گھایل سے
مروت سی حیا سے آبرو ہے خوش جمالوں کی | غضب ہے بہہ گیا پانی اگر انکھوں کی چھاگل سے
نظر ڈالی جو زیور پر ادسی پامال کر ڈالو | یہی آواز آتی ہے مرے رفتار چھاگل سے

نہ بیٹھو ابتیازی نکلی بحر اس سے یہی کیا حاصل
کہ دنیا دار ہو تم ملجاو اعلی و اسفل سے

۴۶۶

تعلق گو نہیں کہتا کسی حج اشمایل سے | مگر جاتی نہیں خار محبت کی کھٹک دل سے
فلک نے اکثر نیکو دیا ہے حسن و اعلی پر | بہت تا ر نظر آتی ہیں اوج ماہ کامل سے
اگر دلدار ہو ہے غریبوں کا بھی دل رکھ لو | زکوٰۃ حسن ہے یہ ورنہ منہ ہو سکے سایل سے
عقیق سرخ لب گوہر دندان نے چمکایا | چراغ حسن میں روغن ہے لالۂ رخسار کے تل سے
مجھے اوس چشم خونریز سے ایک قاتل | نہ اوترا جسکا پانی ایک قطرہ حلق بسمل سے
کوئی ملک محبت کا نہ مستاجر ہو دنیا میں | یہ ہر کشتہ علاقہ ہی قسم لیتا ہی عامل سے
غضب ہے امتحانا میں سیری کی قتل گو کوئی | گلی پہ پھر لہو نکا نہیں کو تلوار قاتل سے
جنوں پھر اگ لایا چاہتا ہے تیشۂ گردی کی | ہر اک جھنکار اوج جنگلی کی منیلو سلاسل سے
سو بات کرنا زک ہی نسبت آشنائی کا | پڑی گتھی اگر اک میں تو سلجھی نہ مشکل سے
ذرا اٹھیو فرشتو گور میں نام لینے دو | ابھی ٹھہرا ہوا آتا ہوں میں ہستی کی منزل سے

ردیف یای تحتانی

معاذ اللہ آفت ہین بلا ہین یار کی پلکین	بچا ضیغم کی پنجی سی جو چہوٹا نگی جنگل سے
عناصر سی گیا خمیازگی کا روگ ایسا وے	پڑ ہی شیشی نی مجیرجا قل تکرار قلقل سے
خدا میخانی کو آباد رکہی جب مین جا نکلا	صدا ای تنر بوآئی پہچی شیشی کی قلقل سے

نہ پوچہو حال دریای محبت کے شناور کا
تلاطم مین پڑا ہی بحر موجونکی تزلزل سے

صبا آتی ہی مجکو بوی الفت جانِ سنبل کی	گلون نے توڑ ڈی رنگوائی ہین شاید خون بلبل سے ۴۶۰
خدا محفوظ رکہی اہل دولت کو تغافل سے	خدا ابتی ہوی دیکہا ہی بندیکو تامل سے
رسائی ہو چکی ہی خانہ خمار تک اپنے	یونہی جائینگے کوثر پہ ہی ساقی کی توسل سے
علی قدر مراتب سب گریسنہ سیر ہوتے ہین	کوی تخ خوان نعمت سے کوی نان توکل سے
پری زیبا ہین ہی ہی حور سبھی جنت مین دیکہا	کہین محروم بندیکو نہ رکہی گا تفضل سے
تری ابرو سے عقرب نیک کی لی کیا مجال ہو	کسی کلی کی کا کیا منہ بل کسی جو تیری کاکل سے
جگہ ہو جائیگا شق سیر نی ناوک نیز نہ کہو	کہین چہوٹے نہ فوارہ لہو کا حلق بلبل سے
بہرا آتا ہی دل بزم طرب سی یار بنی لی	مجہے قمقم کہی شیشہ تو یہ بہتر سی قلقل سے
سمجہ کر بات کہنا چاہیی تم حسینان مین	تبختر سے نہین خالی جو بیٹھی ہین تجمل سے
فراغ افکار دنیا سی نجات آلام عالم سے	ملی ہین مجکو یہ دو نعمتین خوان توکل سے
عجب ساعت سے ہم بیٹھے ہین گردونکی ہنڈولے مین	نہ بڑہتی ہین ترقی سی نہ گھٹتے ہین تنزل سے
پہنسا دام بلا مین نغمہ سنجی کا مزا پایا ✣	خموشی کیون نہ سیکہی تہی ازلی بلبل کسی گل سے

دل سوی یار جا ہی کعبہ ہو یا کنشت / بھٹکیگا وہ بھریگا جو میری دلیل سے

ملتے تھی وہ کبھی تو نہ لٹتی تھی اسطرح / گنتی پڑی دلوں مین نصیبہ نکلی ڈھیل سے

انجام کار گور رہنکائے گا قاریار / منزل کی انتہا نظر آتی ہی میل سے

بل کہ رہی ہی زلف بہت جھوم جھوم کر / دیوانے باندھی جائینگے زنجیر فیل سے

رو گزر زمین سے آنکھ چرائیگا کیا فلک / کچھ مین ہی لے مرنگا کسیدن بخیل سے

یہ لٹ گیا ہون زلف سا سلسل کی عشق مین / جو رو بگڑتا ہی دل کا بہاری ہی ٹیل سے

فرعون ہوگیا ہی وہ حسن اپنا دیکھکر / آئینے کو مقابلہ ہی رود نیل سے

منصور راہ عشق مین کہتا ہی کیون قدم / سولی اونچی ہی مین مسافر کو میل سے

انسان مین وہ زور ہی کوشی ہلادی / تو مین کا نہ چلا کبھا جبرئیل سے

غمسے ہوئی ہین بال ہمارے سفید بحر / سرپہ ہوئی لگی ہی انکھوں سیل سے

۴۷

وصل کی ٹھہری جو صبح گل اندام سے / صبح کے دروازے پہ پھر اٹھا دن شام سے

دست شفقت سے جو وہ ساقی پلائیگا شراب / سیر ہو جاؤنگا مثل آفتاب اک جام سے

تلملانا ہر گھڑی آنسو بہانا دمبدم / میری قسمت کام لیتی ہی مجھ ناکام سے

چرخ کے ہاتھون نے ہلا ہین احباب سے / اس نے دل مین کوئی بیٹھا نہین آرام سے

جبتلک تیری زنخدانکا نہ بوسہ پاؤنگا / مین نہ مانونگا کہ میٹھا ہوگا یہ سیب آم سے

جو کوئی حج کرکے آیا بنگیا پورا ولی / اپنے عیبونکو چھپایا جائے احرام سے

عاشقی مین غیر بدنامی ہی کیا نام ہو / بحر بازآ تو خیال اس خیال خام سے

وہ میری بات طلب کے ہنسے مین کاٹتے ہین
وہ لب تقرافن ہنجاتی ہین تحریک تبسم سے

حسینونکی خوشی عشرت سراکرتی ہی محفل کو
چمن مین نغمہ تبین بجتی ہین غنچونکی تبسم سے

بنای اضطراب دل ہی ناہموار دنیا
تزلزل ناؤکو ہوتا ہی دریا کی تلاطم سے

خدا محفوظ رکھی خال جانان آفت جان ہے
زیادہ ہی یہ پیس کی گانٹھ موذی نہین کژدم سے

جواہر تیغ جوہر دار سے ہاتھ آگئی شاید
شہیدونکی خوشی ظاہر ہی زخمونکی تبسم سے

بنکیتی مین فرق آئیگا ٹپکا ڈھول گر رکھیے
کمر پتلی ہے پیچک باندہیے تار بریشم سے

سنونالے ہمارے عندلیب خوشنوا ہین ہم
چمن مین طفل گل کو لوریان ہین ترنم سے

خوش آمدہی بُری لگتی ہی کچھ بھولا نہین جاتا
جو یوسف بھی کہین ہمکو تو صلوٰتین سنین تمسے

ہمین بہی قدردان اپنے لیے درکار لازم ہین
کہ شعرونکی نمود ای بحر ہوتی ہی تلازم سے

بدلے مرے گناہ ثواب عظیم سے
امید ہی خدای غفور الرحیم سے

ہوے طلب جو دن اگر اپنے کریم سے
ڈالی ابھی تو آسے ریاض نعیم سے

کیا مجھ فقیر پر کرم کردگار ہے
رحمت برس رہی ہی سحاب کلیم سے

مجھ دستگرد سے نکر سے سلامتا فلک
گردش نہو سکے گی لحیم و نحیم سے

یو بھی خبر جو یار کے دیدار عام کی
حورین نکل پڑین ابھی باغ نعیم سے

وہ آگ لیجلا ہون مین اعمال زشت سے
کرجائینگے گریز فرشتے جحیم سے

بے عیب آجتک نہین دیکھا کوی حسین
دہبّا لگا ہوا ہی قمر مین قدیم سے

کرتی ہی زلف پیچ کہ زائل ہو حسن خال	گھٹتے پڑی ہی آگے نحیف و جسیم سے
یون عشق سے حواس پریشان ہو گئی	جسطرح منتشر ہو رعیت غنیم سے
ان دونون شاعرونسی ہی مجکو برابری	آگے کلیم سے ہون نہ پیچھے سلیم سے
پوشیدہ مشک نافہ آہو مین ہو گیا	شرما کے تیری کاکل عنبر شمیم سے

لاتقنطوا پڑھا نہین کیا تو نے بیخبر
نومید ہو نہ بحر خدای کریم سے

ردیف یای تحتانی

۲۰۵

مجکو کمال عشق ہی اوس مہ جبین سی	جسنے کیا طلوع صفی کی جبین سے
آغوش عاشقانکی ہی رونق حسین سے	آباد جیسے خانۂ خاتم نگین سے
کافر ہی جو نرکھی ولا اوس حسین سی	اوٹھے وہ نا امید پیمبر کی دین سے
ہی آجکل تو دیدۂ خونبار کا یہ رنگ	رہتی ٹپک ہی ہر ایک آستین سے
ناسور دلمین چاہ کا پیغام مرگ ہی	انجام دیکھتا ہو نہین اس دوربین سے
وہ مرد قد ہو دل سے فراموش کسطرح	دشوار ہی تجہر کی جدائی نگین سے
قاتل کو اپنی اپنا خدا جانتی ہین ہم	ملتا ہی اپنا دین نصیر کی دین سے
ایدل وہ نالہ کر کہ ستمگر کا دل دکھے	تنگ ای آسمان سر اپنا زمین سے
خاصیت آفتاب کے رکھتی ہین خوبرو	تیور جلین جو سینکے آنکھین جبین سے
جبتک جبین خریدہ رہی جنس فقر کی	بازار زہد گرم رہی پوستین سے
زخمی ہون دیکھکر نہ بہت سر بلائیی	نانی نہ کھل پڑین کہین لفونکی چین سے

خزان ایسی بلای بد ہی جسکی آمد آمدین
گل اپنے پہاڑ کر گیرتی نکل بہاگی گلستان سے

پری کوئی نہ پوچھی یار کی گرد سواری کو
ہوا دار اوسکا آگی بڑہ گیا تخت سلیمان سے

گرا پڑتا ہی سینی سی دوپٹا جوش مستی مین
ہمارے شیشۂ دلکو بچانا سنگ پستان سے

نہ موالامین نے بوجہ اپنا کسی محرم و حشتمین
نہ ٹوٹا پاؤنکا چھالا کبھی خار بیابان سے

کبھی جو دیکھتا ہی چاندنی وہ اپنی کوٹھی پر
ستاروں کے گلو پر اوس پڑ جاتی ہی افشان سے

نمک خوار اسیرے ہے از بسکہ مشت خاک اپنی
جدا ہوگی نہ لونی کیطرح دیوار زندان سے

عجب اس وجہ انسے اہل غفلت کی گذرتی ہے
جنین کو بطن مادر سی ہے راحت مجھکو زندان سے

نمایان کاروان خط ہوای محجر ادس گل کا
نکالو یوسف للکواب وس چاہ زنخدان سے

پردہ دوئی کا اوٹھ گیا وحدت کی آنکھ سے
دیکھا مجاز کو جو حقیقت کی آنکھ سے

درزدی جو کوئی سیکھے اوس آفت کی آنکھ سے
کاجل چرای مہر قیامت کی آنکھ سے

دور زمانہ خواب پریشان نظر پڑے
جالا جو دور کیجیی غفلت کی آنکھ سے

ہر ایک اپنی روپ مین یوسف جمال ہے
یعقوب وار دیکہ تو الفت کی آنکھ سے

گرد ملال جہونک کے چشم امید مین
دنیا کی دید کیجیی حسرت کی آنکھ سے

کیا پیر ... ضعف رخسار دیکھیے
عینک اوتر گئی ہی بصارت کی آنکھ سے

محفل مین بیٹھ کر یہ شارے بھلے نہین
فتنے اوٹھین گے یار اس آفت کی آنکھ سے

جب معرکی مین آئینگے تیرے شہید ناز
ٹپکے گا خون مہر قیامت کی آنکھ سے

ای بحر قلب روح کی تسخیر کیلئے
الطاف کی زبان سے شفقت کی آنکھ سے

ناسمجھ ہین جو سمجھتے ہین مجھی تردامن
آب رحمت ہی ٹپکتا مری ترآبی سے

آج جتنو نمین فلک سیر کے کیفیت ہے
ڈوری بادام ہی آنکھو نمین ہین عنابی سے

جب کبھی بام پر اوسکا رخ تابان چمکا
آفتابی سی لگی چھوٹنی مہتابی سے

رحم کر پھر خدا اہل زمین پر اے چرخ
تہ و بالا ہین ترے ہی گردش دولابی سے

کرم کیا ہوتی ہو موجود ہین مرجانیکو
ڈر پتنگونکو نہین شمع کی سرتابی سے

بخت ایسے ہین کہ حنظل کا مزا حاصل ہو
ملی بوسہ جو کبھی کے لب عنابی سے

حاجت ہی نہین خنجر و دست قاتل آگہی
کچھ ضرر تیغ نگہ کو نہین بے آبی سے

ہنس کے چال کسیوقت جو وہ چلتا ہی
موتی جھڑتے ہین مرے یار کی گرگابی سے

آگئی جان درختونمین جو پانی برسا
رگ جان موج چمن بنگئی سیرابی سے

تہ ہتی ہوگئی جتنون جو وہ سو کر اوٹھے
ڈھیلی آنکھونکی بنی نقل شکرخوابی سے

میری تسکین کے جلدی کوئی تدبیر کرے
نکل آئے نہ کلیجا کہین بیتابی سے

آتش فروز مری نالہ ہین پہرہ ہین پرین
کیا ضرر شعلہ جوالہ کی سرتابی سے

بحر اگر مجھسے گنہگار کی بخشش ہوجاے
دور اوسکی نہ کریمی سے نہ وہابی سے

۴۷۹

تڑپتا ہون ٹپنی بھی کھین ناصح مین کیا تجھسے
نہین ہو سکی میرے درد کی ہرگز دوا تجھسے

جو آنکھین ہین تو مین دیکھتی کیون پھر کی صدمے
نہین شکوہ اجل سے ہی نہین ہرگز گلا تجھسے

کنارا ہی مجھے اے بحر خوبی تجھسی بہتر تھا
ڈبویا آپکو مین نے ہوا کیا آشنا تجھسے

تیرے لیے مجاز لہ ہی عقل و عشق ہین | اب دیکھیے شکست کسی ہی ظفر کسے
اسکندر آئینہ ہی تری گوری ہاتھ مین | ایما ہر و نصیب ہے چاند کا گھر کسے
منہ کھولے زاغ خال و علی لوح زلف ہی | دونون طمع دیجیے اپنا جگر کسے
گنڈا گلے مین تیغ کے ڈوری کا چاہیے | تعویذ سہر مین باندہیے دیو سو کسے
آئی تھی اپنے پاؤن گئے دوش غیر پر | ہے ساز وار ملک جہان کا سفر کسے
سوتا ہی کون ہاتھی پہ افشان چھپی ہو | تارے فلک سے جھانکتے ہین رات بھر کسے
گیا ہر کسیکے حصے مین ہی دولت جمال | دیکھو تو اپنے دانت ملی یہ گہر کسے
آدینہ بار بار اٹکتا ہی زلف مین | افعی کا دانت بنگی ڈسی گا گہر کسے
پہرتا نہین ہی کوی بشر کوی یار سے | ہمزاد کی سوا مین کرون نامہ بر کسے
کیون قینچیان لگی ہین دیوار باغ پر | گلچین اڑا کی لیگئے بلبل کی پر کسے
کیا سرمہ سے خاک کو سمجھین گے خوبرو | آنکھین برابر بڑی ہین پر اتنی نظر کسے

ای بحر دیکھ آنکھ ملاتی نہین امیر
کہتا ہی تو ہوا رمد چشم زر کسے

۱۸۱

تڑپ گیا مین صنم نے نگاہ کی ایسے | یہ وہ ہی سہم گئے ہین مرے آہ کی ایسے
نکل کھڑی ہوئے حجاب قدرت سے | پری پکار رہی ہماری گناہ کی ایسے
خوشی سہی کوئی گھڑی زندگی بسر کرتی | جہان مین نہ ملے جا پناہ کی ایسے
رقیب کو بھی مرے حال پہ تاسف ہے | فراق یار نے حالت تباہ کی ایسے

تو وہ ہی شہ حسن اگر باج طلب ہو / لی حور سے گلدستہ طبق شاہ پری سے

منہ چڑھتی ہین ہم اصل تمیز او نکو نہین ہے / دانتو نسے لڑی سلک گہر بدگہر سے

آنکھو نسے نکلوائی آنکھین ہرنونکی / چیتونکی کمر توڑے نازک کمر سے

نوبت تو کہین قتل گنہگار کی آئی / نقاری بجاؤنگا مین تیرونکی سر سے

پشت لب شفاف ہی جو بن ہی سنونکا / سبزے نے نوکی ہی عقیق شجر سے

پیری مین ہی ہمسے نہوئی خانہ نشینی / یاز آئی نہ ہم موسنی نہ گزری گزر سے

قدتیر سا تلوار تو اضع سی ہوا ہے / وہ ہاتہ اوٹھاتی نہین بیداد گر سے

جب چاہو چلی آؤ یہ وعدہ نہین اچھا / دل آنکھ چراتا ہی بہت منتظر سے

اب ضعف جنون کو یہ جانا نہین ہوتا / کبتک یہ ورم پاؤن آشفتہ سر سے

وہ چوٹ کلیجی مین لگی ہی کہ نہ پوچھو / تڑپونگا نہ خاک ہی درد جگر سے

رندیکا نہ لی نام غم یار سی ای بحر / اولٹی نہ زمانی کا ورق لب کے اثر سے

۴۳

مین تو روتا نہین جیتی ہین مر جا کیسے / کچہ نئی لاتی ہین آنکھین مری دریا کیسے

حور کی آنکہ ہی اچھی تو پری کا چہرہ / واعظو دیکھو تو یہ بت ہین ہرا پا کیسے

مشک عمدہ ہی جسکی ذرا بو پہیلے / عاشق زلف معنبر ہوئی رسوا کیسے

قامت یار کا سایہ ہی نہین او غلط / شاخسانی ہین ئی سدرہ و طوبا کیسے

نہ محبت ہی دلو مین نہ حیا آنکھو مین / یہ صنم تونی بنائے ہین خدایا کیسے

ملک الموت کی آنیکی خبر دیتی ہین
اپنی آنکہونسے نہ اسن للکو گرا ایسا تقی
راتدن بہتی ہین غم لونمین بگولونمین ہم
عارفونکو نہین دنیا مین کسی سی شکوہ
ہمسا عاشق نہین تسا کوئی معشوق نہین

زاغ منحوس ہین یہ داغ احبا کیسی
ربط رکہتے ہین ہم ساغر و مینا کیسے
اپنا جنگل مین ہی دربار ہی تنہا کیسے
ہم گنہگارونکی اعمال ہین اعدا کیسے
ل دمن کیسی بہلا وامق و عذرا کیسے

مرض عشق مین ہی دردسری استعلاج
یار پر بیٹہ رہو بحر اطبا کیسے

کوچہ عشق مین آوارہ ہین غیرت کیسے
تکیہ مسند پر اگر ہی تو یہ غفلت کیسی
کوئی مرجای تو آنسو نہ بہائی کوئی
نہ مدد کی جو کسینے تو نہ احسان ہوا
دوست ارباب غرض ہین یہ غلط فہمی ہے
کوئی دم غم غلط احباب مین ہو جاتا ہے
باعث لطف ملاقات ہی یکجائی ہی
سر بہ رجاندسی تصویر کوئی ہو تو کیا
منہ لگایا ہی تو بوسیکا نہ انکار کرو
نشہ عشق ہے کیا تیری سخنون پہ واعظ

۴۸۵ آبرو روبرو آتی نہین عزت کیسی
گنج زر خواب مین ہاتہ آیا ہی دولت کیسی
بہگئی چشم خلائق سی مروت کیسی
شکر کرنیکا یہ موقع ہی شکایت کیسی
کہ خوش آمدکی ہی لجوی محبت کیسی
دل افسردہ کو بہلاتی ہین صحبت کیسی
دیکہ باہم ہی عناصر مین عداوت کیسی
چاہ کا رنگ ہی کچہ اور ہی صورت کیسی
رنج دیتی ہو مجہی تم یہ عنایت کیسی
اب کسی ہوش سمجہنی کا نصیحت کیسی

ردیف یای تحتانی

کیون خفا ہو مجہسے کیا میری خطا
جلد بتلا دو خدا کے واسطے
ڈہونڈ الفت کی اگر مجہمین نہین
مجکو سمجہا دو خدا کے واسطے
ہو سکے بیٹہے ہو محبت کا طریق
راہ پر آو خدا کے واسطے
لکہ یہ بیتابیان اسکے نہین
دل کو سمجہا دو خدا کے واسطے

ابہی ہی حسن ال ور زور وہ بہو باقی
گیا شباب مگر زلف کی لٹک باقی
ہی نہ جسم مین سماوات کی وہ بو باقی
زوال جرم ذاتی کو بہی میٹا تا ہی
بہار زرد ہی رہی تیری آرزو باقی
ہاہوس نہین انکی حد ہوس کی ہی
بس نماز ہی جسطرح اب وضو باقی
زوال ازرہین ہزگون ہی ابرو باقی
فنا بہی ہی نہین ہی اگر ہی تو باقی
بقا ہی ہوس کہ جبتک ہی اگر ہی باقی

وہ بادہ کش ہون جو پینی کو بیٹھ جاتا ہون
تو در ہی نہین رہتا سبو باقی

ضیا ہی چار طرف حسن چار ابرو کی
رہا فروغ نہ چومک کا چار سو باقی

خدا کی فضل سے اسکو ہی آج رو بیٹھے
رہی تہی نام ڈبونے کو آبرو باقی

شب فراق نی ہو نیر کی شکل جو مس لیا
برنگ گل نہ رہا جسم مین لہو باقی

گلے مین رہ گئی اُنکی کا بال او قاتل
چھری نی کوی جو رکہی رگ گلو باقی

جلای داغ کلیجے کو تو جلانے دو
کہ یادگار محبان ہی یہ عدو باقی

ہزار شکر یہ دیا گاسی دست پا کام آئے
ہزار چاک گریبان کا تہا رفو باقی

خزانین دیکہیے کیا دامن چمن کی بہار
کہین نہ بیل ہی باقی نہ گو کہرو باقی

وہ شوق وصل نہین جب روز اول تہا
کہ بعد شرب ہی فرش گل مین بو باقی

جو کچھ کہ منہ سی کہا ہی اوسی نباہو بحر
زبان دیکھی اب کیا ہی گفتگو باقی

۲۸۸

اپنے ساغر کا خط اشک دکہا دی ساقی
جام جمشید کو آنکھوں سی گرا دی ساقی

آفتاب اپنی صبوحی کا دکہا دے ساقی
مرغ زرین سی بطحی کو لڑا دی ساقی

جام گردش مین ہو تو رقص کا عالم دیکھین
اپنے سرخاب کو طاوس بنا دی ساقی

آنکہ کھلتی نہین بے نشا پے بستر پر
نیند سے مردم قالین کو جگا دی ساقی

تیری یکجائی سی نکلین تو چھلکتی نکلین
پھول ہی جام ہستی کو بسا دی ساقی

تونی بھر بھر کے دیے جام دیا کیا مین نے
تیرا گھر بھر دے دن اگر مجکو خدا دی ساقی

چمک کائین وہ دکھاتی ہی بجلی | کہ بجلی کے بھی ہوش اڑاتی ہی بجلی
حرا زے نہ زلف لاتی ہے بجلی | شرارت کے بادل وڑاتی ہی بجلی
پھڑک جسم مین ایسی ہوتی نہین ہی | دوپٹے تلے کوند جاتی ہی بجلی
جو ذرہ تڑپ اپنی دلکی دکھاؤن | ابھی دست بیعت بڑھاتی ہی بجلی
بکاؤ فغان دشمن قصر دل ہین | گراتی ہی بارش جلاتی ہی بجلی
کہان تیری شوخی رفتار اوسمین | کری پڑتی ہی لڑکھڑاتی ہی بجلی
ترے تیلیونسی گھٹائین خجل ہین | نگاہونسی آنکھین چراتی ہی بجلی
دوپٹی کی پٹھے پر آنکھین ٹنکی ہین | کسے اپنا لچکا دکھاتی ہے بجلی
یہ بادل لڑینگے مری چشم تر سے | کسے اپنا لڑکا ستاتی ہی بجلی
کوئی انمین ہمدرد اپنا نہین ہی | نہ پیاری ہین بادل نہ بھاتی ہی بجلی
جو رووں گھٹا ہوتی ہی نیلی پیلی | جو تڑپون تو تیوری چڑھاتی ہی بجلی
دکھاؤ ذرا آستینونکے پٹھے | بہت اپنی بغلین بجاتی ہے بجلی

تڑپ اسکی ای بحر اوسمین کہان ہے
مری آہ کا منہ چڑھاتی ہے بجلی

۱۹۴

اپنی ہنر کو یوہی تمہاری جگر جلے | ایسے لگی کہ پھر نہ کبھی عمر بھر جلے
مارا شب فراق نے مجکو ہزار سیف | گھی کے چراغ آج رقیبونکی گھر جلے
تقدیر لائی جنگل صیاد مین سمجھے | جب آتش چمن ہی نہ یہ مشت پر جلے

جی تڑپ جاتا ہی تجلی جو چمک جاتی ہی
ابر اودہر آیا ادہر سیکدی بیخوار چلے

کب سبک وضعوں کی پیرو ہوے ارباب وقار
ساہی کی شکل یہ ممکن نہین ہموار چلے

آگے بیٹھے جو کبھی تیری صورت سے بیٹھے
چلے اوٹھکر تو وہ تلوار کی رفتار چلے

کچھ نہ کچھ سحر تری نرگس جادو نے کیا
ہم سلامت ترے گھر آج تھی بیمار چلے

قیس و فرہاد ہی جب ہونکا نظم و نسق
افسری ملک جنونکی مری سرکار چلے

کیا خوش اوقات خرابات نشین ہین ہم بھی
جب اوٹھی گھٹا سوے خانۂ خمار چلے

اوسکے زیر قدم آنکھونکو بچھاتی ہین عبث
دخل کیا راہ محبت وہ ستمگار چلے

شوق دیدار نے دیوانہ بنایا ہمکو
ارنی کہتے ہوے جانب کوہسار چلے

تم اگر شہر خموشان کیطرف سے نکلو
مردے اوٹھ اوٹھ کی پکارین کہ ہمین پیار چلے

نہوے شافع محشر کی شفاعت بیکار
سجدۂ شکر کرین ہم کہ گنہگار سے چلے

جان بسمل یہ دعا مانگ رہی ہی ہر راہ
کوچہ زخم سے یہ یار کی تلوار چلے

بحر دشوار ہی دریای محبت سے عبور
لب ساحل یہ مری ڈوب کے بیمار چلے

۲۹۳

مقسوم سے زیادہ نہ لقمہ نگل چلے
ذی حرص نان بز کیطرح ہاتھ مل چلے

دنیا کی پیڑ نیم ہین حنظل ہین اسکی پھل
خفاش میوے باغ کے کھا کر اوگل چلے

زلف دوتای یار کو ہم چاہ کر نکلے
کیونکر دو منزلہ کوی پہلی پہل چلے

کیا کیا نہ تمکو ناز ہی جوش شباب پر
طوفان کی مثال یہ قطرے ابل چلے

مہمان سرای دہر مین کیا فکر بود و باش
ہم تم غریب لوگ ہین آج آئی کل چلے

تیرا وہ اشتیاق ہی جہوٹون جو تو بلائے
لبیک گنگ بول اوٹھی اور شل چلے

کیا ہی دکان گرم ہے پستان یار کی
کتنے انار ہو گئی جب سی یہ پہل چلے

کعبے سے کوی یار کا رتبہ بلند ہے
عاشق کو چاہیی کہ یہان سر کے بل چلے

کوچہ یہ پیر خونکا بہت خوفناک ہے
چلتے ہین ہم جو ساتہ ہماری اجل چلے

بلبل کا حال ہمنے جو دیکھا خزانکی وقت
شبنم کی ساتہ اشک ہماری بہی ڈل چلے

دیکھی گئی نہ تابش روز فراق یار
شل تکرگ آنکہونکی ڈہیلی پگہل چلے

افسوس ہی بہار دو روزہ گزر گئی
ای بحر باغ آج چلے تم نکل چلے

۴۹۰ مقام شرم ہی دنیا سی روسیاہ چلے
خدا کی سامنی کس منہ سی عذر خواہ چلے

ہوی نہ دیر کے راہی نہ خانقاہ چلے
پونہچ گئے سر منزل ہم ایسی راہ چلے

ہم اس جہان سے کیا ہی بعز و جاہ چلے
کہ دوش پر لیے پشتارۂ گناہ چلے

کسے خبر ہی کہ منزل قریب ہی کسکی
خبر نہون جو کوی راہ یا گراہ چلے

یہ ضعف ہی جو کیا قصد کوی جانانکا
قدم قدم پہ گرے دو قدم جو راہ چلے

کسے فروغ ریائی نی روسفید کیا
چراغ بزم سے آخر کو روسیاہ چلے

نکالا سکہ زر نے مخالفت کا چلن
فقیر سے نہ کبہی مل کی بادشاہ چلے

[illegible] کسے کچہ نہوی دہر مین تخفیف
دم اخیر ہی جی بہر کی ہم کراہ چلے

ردیف یای تحتانی

عجب یہ رسم محبت ہی جسنی ظلم کیا
اوسیکی خدمت عالیمین دادخواہ چلے

قیام ہی صف مژگان کو خلق امن مین ہے
زمانہ ہوتہ و بالا جو یہ سپاہ چلے

دم خرام یہ ہوتا ہی حکم آنکھون کو
کہ برچھے تانے ہوی روبرو نگاہ چلے

کفن مین اسلیے مرمر کی منہ چھپاتے ہین
کہ روسفید ہم آئی تھے روسیاہ چلے

اوٹھے ہین کسکی زیارت کو آج میر قدیم
کہ چھلے پاؤن کھسکتے مری گناہ چلے

ضرور جا ہی شغل شراب محفل مین
جو دمبدم نہ چلے جام گاہ گاہ چلے

نماز شکر پڑھین گے عذاب سی چھوٹے
ہم اسلیے مع تسبیح سجدہ گاہ چلے

رکے کا بحر کے رستے نہ اب دل گمراہ
نہ راہ راست کبھی کشتے تباہ چلے

۴۹۷

ملا ی آنکھ جو وہ ساغر شراب ملے
جو لب بلب ہو سقنقور کا کباب ملے

دبیر چرخ سے لکھوا دن حرف مہر اسمین
جو تیرے چہرہ پرنور کی کتاب ملے

شب فراق مین جینا اگر گوارا ہو
یقین ہی مرگ کی لذت میان خواب ملے

نکل کے کوی صنم سی ندیکھی آبادی
اوجاڑ شہر کو پایا محل خراب ملے

غلط نہین کہ گنہگار بالبال ہو مین
بدن پہ رونگٹے مجکو بے حساب ملے

ہوا ادہر سے اوڑا لای پر کبوتر کی
جب ایک نامہ گیا سیکڑون جواب ملے

وہ صید ہون کہ دعا مانگتا ہون فنا مین
ملے تفنگ کو دانہ چھریکو آب ملے

جو نام لیکے پکارا تو اسمین نام نہین
جو گل ہین آپ تو بلبل مجھی خطاب ملے

[illegible]

جام آنکھوں مین ہمایا ہی حسرت ہی ہمیں — دل کی صورت نہ نقل ہی کبھی مینا نکلے

ہو چکی آپ کے باتو نسے تسلی ہمکو — دم ہی بتلاؤ اگر دم ہی ہمارا نکلے

بحر دنیا سے سفر اپنا ہی صندوق نگاؤ

شامیانہ ہی کہان خیمہ ہمارا نکلے

۴۹۹

جو قسمت مین ہو ناکامی کسی سے کام کیا نکلی — یہ آنسو بھی نہ آنکھ سے نکلے یہ نالی نارسا نکلے

جو دعوی آبداری کا کرین تری تو جہوٹھے مین — چمک مین تیری دانتو نسے تارے ہی سوا نکلے

پرندو نکو بھی تیر صیاد سے ہونی کی تمنا ہی — محل سے تم جو نکلو آشیانی سے ہما نکلے

سلیمان سے ملی بلقیس یوسف سے زلیخا ہے — صنم سے وصل ہو میری بھی اخیرا نکلے

جفا کرتے ہین جسدم فاختہ ہی مجھسے — گری تم میری نظروں سے گر آنسو ذرا نکلے

قفس یہ تنگ پایا مجھ اسیر دام الفت نے — کہ بس جاؤن اگر میری برابر سے ہوا نکلے

نہ تہا معلوم دل لیکر یہ مجھپر ظلم توڑوگی — بڑا دہوکا دیا تمنے بڑی تم بیوفا نکلے

جنون کے جوش مین پابند راحت ہو نہین سکتے — لگے کانٹے کھٹکنے بلبلین جب تم خار پا نکلے

خوشی کو آجتک مینے یہ پہچانا کہ کیا شی ہے — مگر ہان درد و غم رنج و الم سب آشنا نکلے

تمہارے ہجر کی تارونسے گنتی ہو نہین سکتی — جفا کاری مین تم چرخ ستمگر سے سوا نکلے

کبہی شال غزالو نمین کبہی داخل بگولون مین — اوڑائی خاک کیا کیا جب کبھی صحرا مین جا نکلے

ابہی ہم گہر کہاتی بیڑیان گہر سی نکلتی ہین — ذرا سودائیون کے شور غل کا سلسلہ نکلے

حصار آسمان کرتا ہی تنگی کس طرح نکلین — بلا سی گور کہدواؤن کہ تیری آستان نکلے

ردیف ے

[illegible]

زلف سرکش کبھی بگڑی یار سے اس ناز کے ساتھ
یون نہ مجنون کی بغل سے کبھی لیلا نکلے

سامری کا بھی فسون کارگر اس پر نہوا
کالکا سے بھی سوا زلف چلیپا نکلے

مر گئے پر بھی رہ سوز کی حرارت نہ گئی
قبر سے خاک مری آگ بگولا نکلے

ہاتھ آیا ہی جوانی مین وہ جوبن تجھکو
کہ ہتھیلی سے تری چاند کا ٹکڑا نکلے

چشم محبوب کی مستی ہی عجب ہوش ربا
یہ کٹورے ہی قدح بنگ یہ صہبا نکلے

کونسی زلف کے سودے مین ہی معشوق کو فکر
جان پر بیٹھ پڑی ایسی کہ گہرا نکلے

ایک بوسے کے لیے زلف مین الجھی ہی ہم
نہ کبھی پاؤن کی بیڑی نہ تمنا نکلے

ہاتھ دھو بیٹھی جب اس لذت دنیا سے ہی
نعمتیں ہو مکان منہ کا نوالا نکلے

ہم سے بڑھ کر نہ کوئی ہوگا تمہارا گاہک
ایک یوسف کی خریدار زلیخا نکلے

طاق بیٹھی ہو ابرو صفت [illegible]
مست کے منہ سے ہر اک بات لطیفا نکلے

قدر بیقدر کی بھی وقت پہ ہو جاتی ہی
ایک کوڑی سے بھی غرض پر دریکتا نکلے

ہم سے کس فرزنہ ٹیڑھی ہوئی گنبد گردون
مانگ سیدھی کبھی غیرت لیلا نکلے

ایک سا حال محبت کا نہ دیکھا ہمنے
کہین قطرہ نظر آئی کہین دریا نکلے

بحر اعظم [illegible] لب کو ترے [illegible]
نہ دیا یار نے کچھ [illegible] کہان جانب نکلے

سوز پروانہ بھلا مرغ سحر کیا جانے
غم سے روکی لگی کوئی بشر کیا جانے

جھانکتا ہی کوئی دل میں اگر آئے تا تا
چشم روزن پہ لگاوٹ کی نظر کیا جانے

گنبد کیا نوک مژہ ہی کسلیے نشتر بنے
زیب تن ہر چند وہ تن ہی سری لیکر پاؤن تلک
بیچتے پھرتے ہین اپنا دین ایمان بر ...
یہ دعا ہر دم ہی مجہ میخوار عالی ظرف کے
یار کے ہاتہون ہمارا خون ثابت ہو گیا
جوش خون سے انو نکا کچہ رنگ لائیگا ضرور
کیا ضیائے حسن ہی جہمکا ثریا ہو گیا
خانہ ویرانی ہی قسمت مین کہان آباد ہون
لیچلے ہی شامت اعمال کوی ہار مین
باعث شیرین لبی ہی پان کے لاکہی کا رنگ
جب بہار آئی ہوا اسار رحمہ میخوار یکا جو
مہد عشرت مین بشر کی پرورش کیونکر ہو
کیون کسی نا قدر سیم اندام پر پروانہ ہون
اپنی کہتے ہو غضب ہے اور کی سنتے نہین
چاند کو حسرت ہی گل تکیہ بنی محبوب کا
کیا تعجب ہی کوی مرتد جو بن بیٹہی امام
نیک طینت کسطرح سے کیجیے بد اصل کو

۴

کیا برش جاتی رہی ابرو کی جو خنجر بنی
جملہ اعضا ہر بشر کیواسطے زیور بنے
جب بنے آدم ہوی محتاج سوداگر بنے
چرخ گردان خم بنی دور جہان ساغر بنی
خط لف دست حنائی کی خط محضر بنی
کیا سبب کیون بیڑیان توڑ سی گئین خنجر بنی
ادب کا تو نسے ہوی ایسی گہر اختر بنی
اوسطرف نکلے سر کا اپنا جاہر گو گہر بنی
غیر کا سایہ نہ ہیری واسطی اژدر بنے
آگ پر جبتک نہ رکہی جای کیا شکر بنی
تو لمین کالون کے دل گورون کے دل کنکر بنی
جب پدر گردون کے دنیا دی ون مادر بنے
جلیے ایسے پر کہ پہر اکسیر خاکستر بنی
کان بہری کر کی صاحب کیا زبان آور بنے
چاندنی کو آزر وہ سیج کی چادر بنی
بنگیے کتنی خدا کتنے ہی پیغمبر بنے
غیر ممکن ہی کہ رانگا سیم تا نہ بازر بنی

ردیف یای تحتانی

سیہ ہی داغ دل اپنا ہی اینہ فرقت
لگا تو شوق سی تیغ بیا ہا متاب اپنی
کہان یہ بات تری کہان یہ رنگ پہ رو
ملای لب سی تری پنکہڑی گلاب اپنی
یقین ہی وہ نہ جاینگا نہ برتی مین
جبر ہی دکہای مجہی دیدہ پر آب اپنی
سمند عشق جنازہ روان سوار ہی
دہان گور کو سمجہی رہیون رکاب اپنی

[illegible]

مجھے بھی چین ہو برسا تین کوئی غم ہجر
جو بدلی گھر سی مری کوٹھری حباب اپنی

زر ہو گیا قاروان کو راہ عدم کی روشنی — بے دلی ہوتی نہین دام و درم کی روشنی
ای امیر و لیجیو بذل و کرم کی روشنی — گور کی گھر مین نہین تیغ و علم کی روشنی
بادۂ گلگون شفق جام بلورین آفتاب — بزم زندان مین ہی ساقی تیری دم کی روشنی
فی الحقیقت دانہ گندم چراغ افروز ہے — آنکھ کا تارا ہوی خال صنم کی روشنی
شمع رونکی تجلی کا کوئی خواہان نہو — شمع روشن ہی پتنگونکو ستم کی روشنی
آج بھی اہل جنون کے ڈیرے مین تاریکی ہے — جل اوٹھا جنگل اگر غولان بیکر کی روشنی
کفر و اسلام اوسکے دو ویرانی مین قندیل شمع — جلوۂ محبوب ہی دیر و حرم کی روشنی
چشمۂ حیوان ہی ظلمت مین خضر آگاہ ہی — ای سکندر رساتہ لی اوسکی کرم کی روشنی
دیدۂ بلبل سے دیکھا چاہیے لطف بہار — ہر چراغ گل مین ہی باغ ارم کی روشنی
برق پرتو ہی نقاب چہرۂ پر نور کا — چاندنی ہی یار کی نقش قدم کی روشنی
روغن اشکونکا چراغ داغ کو درکار ہے — روشن آنکھونکو ہی دیگی غم کی روشنی
کیون اسیر دام ہوتا ہی بشر بہر فروغ — دام تاریکی ہی آخر کو درم کی روشنی
خانہ نہین چراغ صبحگاہی روح ہی — ایکدم کی روشنی ہی ایکدم کی روشنی

کار آتشباز کرتی ہی طبیعت ہجر کی
پہلجھڑیکو بات کرتی ہی قلم کی روشنی

[illegible]

ہی اگر اقبال اپنا کیا کریگی زلف یار
کیون فریدونکو نہ کاٹا افعی ضحاک نے

باغمین دولت لٹاتے آئی ہی فصل بہار
گل نے زر پایا تو گچھا تو ڑ ہی نیکا تاک نے

یہ صنم چیکے جو ہم چسپیدہ انسے ہوگئے
ان کہلونونکو دیا روغن ہماری خاک نے

تار بخیہ کیون ہماری زخم تک آتا نہین
سوئی کے ناکیکو کا کس گریبان چاک نے

سیرہی ٹٹی کو اوڑا کر لیچلا وہ شہسوار
جست دیجیکو فرس نے بڑی فتراک نے

ڈہونڈہ کر چوٹیکی بالونمین نکالا لینگے کمر
موشگافی کی اگر آئینہ ادراک نے

مرگیا مین عاشق چشم آہو ونکو دیکھکر
مجھسے کی رو باہ بازی شست جستناک نے

کیا کہون ہر گشتگی جب سی کہ مین پیدا ہوا
لپٹے کہلا رہمین پالا گردش افلاک نے

کیا انداز کیسے ہے کہ ٹرجاتی ہین دور وہ نکتہ دان ٹوٹکے
کپڑی جب پہنی بدن اُتر گیا پوشاک نے

آب زر رکہتا نہین کیا کچھ فیاضی کرے
ورنہ دریا کو بھی روکا ہی کہین خاشاک نے

آنکہ ہوتی نہین یہ کی رخنہ گری منتظری نے ۵۰۸
مژگان کیا پتلی کو پریشان نظری نے

سمجھا ہین کبھی ریشۂ گل گاد رگ گل
دہوکی دیئے کیا کیا تری نازک کمری نے

جسجا کہ اوڑا اوس نگہ مست کا شہبا
یہ بیضۂ مینا سے نکالی نہ پری نے

تقدیر جو پھیری تو انہو نسے نہو فیض
زخمی کو دیا آب زخمونکی تری نے

با وام سے کے نقلو نسے بھی سینہ بہر گیا ہی
ای خال لب یار تری تلشکر نے

رفتار اوڑائی ہی کسی شنگ قدم نے
کچھ پاون نکالی ہین بہت کبک دری نے

بخدا کم نہ گھٹے پھر بھی محبت ہوگی
جادۂ راہ عدم ہوگئے جیوٹی مجھکو
لوگ صندوق لیے جاتی ہین مجھ کبطرف

دلکو دنرات دکھایا کرو کیا ہوتا ہے
کمر یار یہ دم میرا فنا ہوتا ہے
کوی قیدی تھی ہی زندانسے ہا ہوتا ہے

حضرت عشق جہینگے نہ کسی تنگ مین مجھ
کیون الف کھینچ کے انگشت نما ہوتا ہے

دلکو چھینے ہوے دلدار لیے جاتا ہی
۵۱۰ مفت یہ مال خریدار لیے جاتا ہے
دم نکلتے ہوی آنکھونسی بہت دیکھا ہے
آدمی حسرت دیدار لیے جاتا ہے
سر ٹکنیے کو ہی سنگ در دلدار بہت
کیون جنون جانب کہسار لیے جاتا ہے
حسن کیا جنس ہی جمع ہی خریدار انکا
ساتھ ساتھ اپنی وہ بازار لیے جاتا ہے
اوسکے بازار کرم مین جو سنی تھی تعریف
جنس عصیان یہ گنہگار لیے جاتا ہے
کیا خطا پاؤنکی دیکھی دل سودائی نی
طرف وادی پر خار لیے جاتا ہے
روشن اعمال سیہ راہ عدم مین ہونگے
سفری ساتھ شب تار لیے جاتا ہے
اے مسیحا تجھی کچھ میری خبر ہی کہ نہین
گور مین عشق کا آزار لیے جاتا ہے
قطعہ
بادہ نوشی کا زمانی مین ہے کیا دور او دیر
خم خرید کو سے ہنجوار لیے جاتا ہے
بیچکر اپنا عمامہ کوی پیتا ہی شراب
رہن کھینی کوی شلوار لیے جاتا ہے
ساتھ لیجا نہین سکتا ہی متاع دنیا
اک کفن مردم زردار لیے جاتا ہے
پھر مجھی باد بہاری نے اوڑا یا دم مین
پھر یہ جھونکا سوی گلزار لیے جاتا ہے

بحر کی سُنکے عارفانہ غزل
شاہ دریا کو حال آتا ہے

تڑپنا کون بسمل جانتا ہے	٥١٢	اسے کچھ میرا ہی دل جانتا ہے	
دیار عشق کا جو ہے مسافر		لحد کو پہلے منزل جانتا ہے	
نہ کہہ مرتا نہیں کوئی کسی پر		اسے تو کار مشکل جانتا ہے	
پئے دنیا ہی زیر بغل واعظ		وہ مصحف کو حمایل جانتا ہے	
مس دلکو کیا ہے صاف جسنے		زر خورشید میں ظل جانتا ہے	
سمجھ مطلق نہیں اہل غرض کو		کسے محتاج سائل جانتا ہے	
اوسیکے واسطے نشو و نما ہی		جو دانہ خاک میں مل جانتا ہے	
بتو تمسے خدا محفوظ رکھے		تمہاری دلبری دل جانتا ہے	
وہی ہے سلسلہ آزادگی کا		جسے مجنون سلاسل جانتا ہے	
محبت ہی جسے وہ داغ دلکو		رخ محبوب کا تل جانتا ہے	

فقط اوسکی عنایت ہی لیے بحر
جو مجھ ناقص کو کامل جانتا ہی

جو بوی گل کا قفس تک گزر ہوتا ہی	٥١٣	تو ایک تیر کلیجے کے پار ہوتا ہے
حصول کچھ نہیں نشو و نمای دنیا سے		درخت پھل کے بہت زیر بار ہوتا ہے
ہلال ماہ محرم سمجھ کے روتا ہون		کبھی جو یار ہی خالی کنار ہوتا ہے

قیاست آپکی وعدیمین طول کھنچتا ہی
ہلاک ہوتی ہین زر کے لیے بنی آدم

کہ دنکا ماہ مہینی کا سال ہوتا ہے
عزیز جان سی بہی بڑہ کے مال ہوتا ہے

نہوگا آنسوؤن سی سوز عشق کم ای ہجر
کہ اس لگے کا بجہانا محال ہوتا ہے

۵۱۵

مزید مردم مفلس کا مال ہوتا ہے
دل اب نہ دیجیے تو انفعال ہوتا ہے
پہڑک پہڑک کی نکلتا ہی تن سے طائر جان
وہ انگلیان ہین کہ پچکاریان شہاب کے ہین
ہمارے آپکے صاحب چلے گئی تر ہے
عیان کرامت بنت العنب ہی ساغر سے
ثمر کا ثمرہ زمانی مین سنگساری ہے
ابہی جو یار سے ملتا ہی اپنی ساتہ مجہی
موافقت کی وہ ہم سے کلام کرتی ہین
مقابلہ تری آنکہون سے کر نہین سکتا
جنون عشق وہ شے ہی لباس تن کیسا
سمجہ کی عاشق زار اپنا وہ پری خصال
بوقت نزع وہ آئین تو یہ کہیے کو سے

ذلیل اہل غرض کا کمال ہوتا ہے
دراز زلف کا دست سوال ہوتا ہے
بہت برا یہ محبت کا جال ہوتا ہے
ابیر رنگ کفک سی گلال ہوتا ہے
سرور غیر کو ہمکو ملال ہوتا ہے
کبہی یہ بدر کبہی یہ ہلال ہوتا ہے
درخت دل کی یہان کیا نہال ہوتا ہے
شبونکا جاگنا خواب و خیال ہوتا ہے
مزاج مین جو کبہی اعتدال ہوتا ہے
ہرن مژہ کے جہرسے حلال ہوتا ہے
ہر ایک بال بدن پر و بال ہوتا ہے
مجہے جو دیکہتا ہی زرد لال ہوتا ہے
غم فراق مین دیکہو یہ حال ہوتا ہے

چلا ہی گور مین لیکر مجھے تن ہجان ہر ایک الف کی لٹ سانپ کی ڈیہی ہے		کہے ہین کب فرشتے لجام ہوتا ہے سیاہکاریونکا انتقام ہوتا ہے
	رہے نگین طبیعت مین شاعری لکنڈہ اسے نشان نسے ای بحر نام ہوتا ہے	

آراستگی بڑے جلا ہے — پتہر کی بغل مین آئنا ہے
مجکو بہی آپ سے گلا ہے — پوچہا نہ کبہی کہ حال کیا ہے
اللہ رے حسن کے اگاوٹ — داؤد رقیب اوریا ہے
کہوئے ہین طلاسی رنگ اسے — اس سونے کو بارہا کسا ہے
بالونکی گہٹا تلے ہین جہالے — مینہ موتیون کا برس رہا ہے
تقدیر مین آگ لگ گئی ہے — عالم سے جگر جلا بہنا ہے
پیری مین ہے حرف زندگی پر — جو قد خمیدہ ہی وہ لا ہے
پیتے ہین شراب با دولت — ساقی بط مے نہین ہما ہے
مین دوڑ رہا ہون اوسکے پیچھے — جو سایہ سے اپنی بہاگتا ہے
بیمار ہون خوب صورتون کا — حسن یوسف مری دوا ہے
باریک کمر ہے کیا ہی اوسکے — تلوار مین بال آگیا ہے
بہونپر جو دوپٹے کا ہے لچکا — پٹہا تلوار پہ چڑہا ہے
کمر یکا کہلا ہے در سر راہ — معشوق بغلمین ہی یہ کیا ہے

ردیف یای تحتانی

ول عقو ندین تو پہر کیے دین
پیارا کوئی تسی بہی سوا ہے
اچہی نہین یہ فاش ا فیبو
ہم دیکہین ذرے رقیب کو ہے
یون اودس سے نہی تو کیا مزا ہے

اس رنج مین بہی پناہ دینا
انکہو نہین وہی لکہا ہے
پوچہت نہین کوئی اپنی و لین
دولت سے کبہی نہ سیر ہونا
کیا جسم نزار ہا رہا ہے
دم سینہ سے کیون نہین نکلنا

۵۱۹

تمہارے مقابل قمر ہی تو کیا ہی | تجلی اگر طور پہ ہی تو کیا ہے

کئی داغ اسمین کئی زخم اوسمین | یہ دل ہے تو کیا ہی جگر ہے تو کیا ہے

ہی اک نان داغ تحت مغل مین | غریب نکارا دسفر ہے تو کیا ہے

سفر رسکے چشم عنایت ہوسیکہ | ستارے کی ٹیڑھی نظر ہی تو کیا ہے

قطعہ

ذرین اہل دولت فقیرونکو کیا ڈر | فلک سیر اڈشمن اگر ہی تو کیا ہے

اثاثہ نہین جسکے جانی کا غم ہو | گہر ترا ہی مٹی کا گہر ہی تو کیا ہے

نہ کچھ دستگیری نہ کچھ حال پرسی | کسیکو کسیکی خبر ہی تو کیا ہے

خدا آبرو اہل جوہر کی رکہے | وگرنہ خزف ہی گہر ہی تو کیا ہے

حقیقت نہین نام ٹہیرا لیے ہین | دہن ہی تو کیا ہی کمر ہی تو کیا ہے

اگر حسن نازو ادا سے ہی خالی | پری ہی تو کیا ہی بشر ہی تو کیا ہے

کوی ایسے دولت کا خواہان نہین ہے | ہنر قارون کیا مال زر ہی تو کیا ہے

اگر زندگی ہے تو بچ جائینگے ہم | تڑپ لکھو اٹھدلن بھر ہی تو کیا ہے

اگر بے اثر آہ سوزان ہی اپنے | دعا ان ہی تو کیا ہی اثر ہی تو کیا ہے

نہ شعر گوئی پہ اے بحر نازان
کوی پوچھتا ہی ہنر ہی تو کیا ہی

۵۲۰

شکوہ نہ تعریف سے نہ جانا سے گلا ہے | مجکو فقط اپنی دل نادان سے گلا ہے

یون خاک بسر مجکو نہ کرنا تہا جہان مین | اے یار تری الفت بیجا سے گلا ہے

دیار عاشقیکے بود و باش اچہی نہین یارو
وہ آنکہین ملا آتی ہین مجہی جب تست وحشت مین
نہ کہہ آلودہ دامن عاشق گریان کو ای واعظ
مزار انکو نہین ہی خانۂ دنیا کی آرایش
کنارے حوض کوثر کے ہم عصیان سے اوترینگے
نہ پوچہو جو مصیبت مجہہ پہ گذری ہی شب فرقت

یہ آفت خیز نگہی ہی یہ شور انگیز کہڑا ہے
غزالونکو رگید ا ہی چکار ونکو کہدیڑا ہے
شکینا آنسوؤنکا داغ عصیانکو ترڑا ہے
مری بر فیصلہ ہی جیتے جی سارا کہیڑا ہے
پیالہ تیرا ایساقی گنہگار ونکا بیڑا ہے
لحد کہود اکی بائی ہی کفن سی کر او ہیڑا ہے

سلامت یار او ترنا ہی تو بس دلسے کنارہ کر
ہوا آمین بہری ہی بحر طوفانی یہ بیڑا ہے

کعبہ اک جسکی ہی محراب وہ در اوسکا ہی
شوق دیدار جو منظور نظر اوسکا ہے
صفت روح مری دلمین گذر اوسکا ہے
روح کو دخل نہین دلمین گذر اوسکا ہے
عشق وہ نخل ہے آسیب ہے سایہ جسکا
دل بکد رہی مرا شیشۂ ساعت کیطرح
وہ پریرو ہے سپید او رسیہ کا مختار
لاکہ تلوار کوئی کہائی تکلف کیا ہے
اس امین ہی سنتے ہین یہی کہتی ہین

خلد ہی جسکا جلو خانہ وہ گہر اوسکا ہے
ہم جدہر دیکہتی ہین جلوہ اودہر اوسکا ہے
صورت نور ہے آنکہونمین گہر اوسکا ہے
اوسکی دربان ہی یہ ور یہ گہر اوسکا ہے
دار شاخ اوسکی ہی منصور ثمر اوسکا ہے
اک گہڑی خوش نہین غم آٹہ پہر اوسکا ہے
زلف شام اوسکی ہی رخسار سحر اوسکا ہے
جو کہ ابرو کا ہی وار جگر اوسکا ہے
کل مقام اونکی کیا آج سفر اوسکا ہے

ردیف یای تحتانی

بال کیا بال ہی جن جس کا طالب ہین بحر
یہ وہ دریا ہی کہ ہر قطرہ گہر اوسکا ہے
وہ صنم سخت ستمگار ہی کیا ہوتا
برہی کا فرستہ عمر وکا ہی کیا ہوتا ہے

نیند کو رو ؤ نہین یا ترک غذا کا غم کہاؤ ن — یہ محبت ہی کہ آزار ہی کیا ہونا ہے
جسکے دیدار ہی صورت ہی مسیحی کی — سیر ہو تسے وہ بیزار ہی کیا ہونا ہے

سحر زدہ ہی ہو ؤ جسکی محبت مین تم
وہ بہت بد ہی بد اطوار ہی کیا ہونا ہے

۵۲۴

باغ سبز ادسکو دکہاتا ہو نہین ہوتا کیا ہے — خط ہی اکسیر کے بوٹی او ہی پروا کیا ہی
اپنے اعمال ہون قبل بہر سا کیا ہی — مغفرت ملک امانی ہی اجارا کیا ہی
پاس بہلاتے ہو مجکو مرا ترسا کیا ہی — آج مرضی مبارک مین آیا کیا ہے
نامہ بر آئی کہین لیکے جواب نامہ — حال کہا جائی کہ تقدیر مین لکہا کیا ہے
جہانکتے بہی نہین نار اضی کی گہرتے — شامی قفل ہی دروازہ مین اٹکا کیا ہے
ہمنے پہلتے ہوئی دیکہی نہ کبہو الفت — بو نہین کیون تخم محبت ہمین پڑا کیا ہی
نہ تو دنیا مجہے ملتی ہے نہ عقبے مجکو — میری خلقت کا خدا جانی نتیجا کیا ہی
بو جہو مریم کو اب اوس چشم حیا پرستے — لب جان بخش تو کہتا ہی مسیحا کیا ہے
پنجشاخہ ید بیضا جو دکہائی دیکہو — شب گیسو مین قمر ہی کہ وہ ٹکڑا کیا ہے
شمع فانوس مین کیون آئے تمہاری آگی — بیحجابی یہ قدم مارا تو پردا کیا ہے
تاک ٹسے ہیر کی بند ہی ہون تو کہلا دی مجکو — تیری تار دن کے گرہ مین شب یلدا کیا ہی
پہ جبہ گئے ہی وہ قرہ دل مین جبین یا نہ جبین — جان کانٹی کی انی پر بہر سا کیا ہی
پہر ملونگا جو ملاقات ہی اوس سے لکہی — خط تقدیر مرا سر ہی یہ مجا لکا کیا ہے

مانگ بالوں میں ہی کیا ہی آبدار | ڈوب مرنے کو یہ دہارا خوب ہے

آبرو جاتی رہیگی آپ کی
بحر اب ویسی کنارا خوب ہے

۵۲۶

ہمارا عشق کامل ہی جو غم کہاتیں لذت ہے | تہونکا شکوہ اپنی دین میں کفران نعمت ہے
تو ہم سے نہاتا ہی بدن میں یہ لطافت ہے | جسے وہ میل سمجہا ہی وہ باطن کی کدورت ہے
کمر بانہی ہی مرنے پر تمنا ہی شہادت ہے | حسام یار کی سبزی سے گل لیہو تو جنت ہے
لکہا قاتل نے میری نام پر لک فا دار ہے | یہ صد پارہ بدن سو پارچی کا مجکو خلعت ہے
جب او سنے بات کی ہمسے جگر کی زخم بہر آئے | عقیق لب ہماری یار کا سنگ جراحت ہے
یہ گستاخی ہے نرگس سی اگر تشبیہ دیں اسکو | وہ مخمور ہے آنکہ اوسکی کہ حور اپنی مست عادت ہے
یہ حسن و عشق دونوں متحد ہیں فرق خلقت ہے | جنہم تیر ہمارا مصحف عارض کی سورت ہے
وہ سودائی ہے جسے نکلا ہوں بازار قیامت میں | کہ ہر پلہ ترازو کی عمل کا چشم حسرت ہے
کچہ اندیشہ نہیں کوئی سی محبت میں قدم رکہیے | خضر ہی رنگ سبز اوسکا جو اوسکی زلف ظلمت ہے
خریداری کسیکی کیجیے دنیا ہی فانی میں | یہ اوٹہتے بیٹہتے ہی جو بن بڑہے سو غنیمت ہے
بصارت ہو تو ہر ذرہ یار نگاہ جاناں ہے | ہر اک خط شعاع مہر انگشت اشارت ہے
حباب آسا ہوئی عشق جانی کی نہیں سر سے | جنون عشق باقی ہے جو اپنا سر سلامت ہے

سنیں جو ہر شناس ہی بحر میری چند شعر رنگ
عقیق ولکیے نگ ہیں ستایش انکی قیمت ہے

[illegible] گوشہ صوم و صلوٰۃ دل [illegible] ... تلوار کھینچتے ہیں وہ ابرو اشارہ کرتے ہیں [illegible] کیا احتیاج ہے

[illegible]

کیا کیا عذاب گور ہیں تیرے ہیں دیکھیے		گٹھری گناہونکی مری مردیکی پوٹ ہے
مختار ہین وہ لکھیں لکھیں جواب خط +		صاحب کو روز اپنا عریضہ پوسٹ ہے
جوع البقر نے مگس خوان اغنیا		ہیں کم غذا ہون مجکو تو ہلکا ہی جھوٹ ہے

شاہین فکر طایر سدرہ شکار ہی
ای بحر نسر چرخ نگاہوں میں لوٹ ہے

مدت سے دلمیں درد ہی ہے جو راج ہے	۵۲۹	پوچھا کبھی نہ آپنے کیسا مزاج ہے
نسخے میں اب یہ چاہیے خطمی لکھی طبیب		صحت کی کیا امید مرض لا علاج ہے
ہم عاشقوں سے ظلم بتان کچھ نیا نہیں		ان کافرونکا آج زمانہ میں راج ہے
اکسیر مجھ فقیر کی نظروں میں خاک ہی		حاجت روا جو تو ہی تو کیا احتیاج ہے
قاضی کو سب سے بڑھ کی تلاش معاش ہی		غلے کی آرزو ہی تو داڑھی بڑھی جہاج ہے
سرکار کا ضرور ہی نذرانہ عید کو		عامل یہ صیام ہی فطرہ خراج ہے
سیرت کسطرح اپنی نہ صورت بگاڑیے		سب لوگ یہ کہینگے ہیولا فراج ہے
فایق ہی سلطنت سے شفقت کا مرتبہ		ہستی کی ٹوکری ہی جو سر پر تاج ہے
کیا کیا فریب دیتی ہین وہ کیا اسطے		سچ کہتے ہین مجرب آدم اناج ہے
وہ ملتفت ہی غیر سے میں بیقرار ہوں		ہیں اوسطرف اشارے ادھر اختلاج ہے
ہم تم میں بھی ملاپ یونہیں اندان ہی		جیسا کہ عنصروں میں بہم امتزاج ہے
یہ سنگ آستان ہے مجھے تخت سلطنت		سایہ تمہاری دامن دولت کا تاج ہے

بانگ اذان نسے قلقل مینا بلند ہے
کیا ہی پرست عشق نشین [illegible]
کیا اندنون فلک کا ستارا بلند ہے
[illegible] بو د و باش کو بھی برادری شاہ [illegible]
پھرتی کی احتیاج نہیں ہم [illegible]
بالا کی فرق ابر کا لکا بلند ہے
ادنی سلوک بھی [illegible] تنگ ظرف کو غرور
پانی بلا سے گردن مینا بلند ہے
پہونچے فلک پہ وہ فلک نشین پہ تو
عیسے سے چار چند تری جا بلند ہے

ردیف [illegible]

[illegible]

۵۳۱

تیری ابرو کی لکھیتی اگر ای یار بندھی | گر قافیہ شعر مین تلوار بندھے ہے
یار یون زلف سیہ مین ترا دل زار بندھے ہے | جسطرح پانو مین ہاتھ کے گنہگار بندھے ہے
چاک ہو چادر مہتاب فلک کے ہاتھون | ٹیپو نسے جو ہمارا تن افگار بندھے ہے
عاشقون پر نہ کھلے جادۂ صحرائی عدم | ای صنم تیری کمر میں جو نہ زنار بندھے ہے
جسم کے خاک نہ پوچھون تو قبا مین نہ نصیب | پیچ قسمت کے فراہم ہون تو دستار بندھے ہے
وہ قمر چہرہ اگر مائل گلبازی ہو | گل خورشید کا گیند کی طرح تار بندھے ہے
یہ نقاہت ہی کہ اب زیست ہی قید شدید | اپنے تعویذ کی ڈوریان میں ہمار بندھے ہے
ڈھیلی انکھون کے گئی سنگ فلاخن کی طرح | گردش بخت سے یون آنسو کی تار بندھے ہے
قد کی اوصاف رقم ہوتی ہین دیوانون مین | ایک الف کی یہ حقیقت ہی کہ طومار بندھے ہے
ابھی انگیا کی کٹوری نہ دکھاؤ مجکو | کہین ٹھہر کی ہوس مین نہ یہ میخوار بندھے ہے
سیر کو نکلے گل اندام ہوا داروں پر | تیری کیونکر نہ ہوا سے ہم گلزار بندھے ہے
متوجہ ہی کدھر یار کہان ای سینت | کسکے گلدستی مین اوسکی گل رخسار بندھے ہے

بندش قافیہ ہو شعر مین اس حسن سے بحر
ابروے یار کا دھوکا ہو جو تلوار بندھے ہے

۵۳۲

پیس کے مرجاینگے جو ڈرا نہ خبر دار بندھے ہے | ایک اک بال مین سو سو مین گنہگار بندھے ہے
جو محبت کا طلبگار رہی دیوانے سے | یہ وہ سودا ہی جسے لیکے خریدار بندھے ہے
زلفون مین کہین نگون سار ہون نشکر کے نشان | پلکین ایسے ہین صف جنگ تہ زنہار بندھے ہے

برش ان آنسوؤنکی ہے جبین ہے آب خنجر کی
نہ سایل ہو کسی سے آدمی اللہ رازق ہے
مری آہ فلک فرسا ہے گویا آفت ارضے
تمہارے منتظر کی آج یہ صورت نظر آئے
ہم اوسکے قد کو گلدستہ کہین نامناسب ہے
چرا کر لیگیا دلکو پڑی ہین جان کے لالے
کسے رشتہ قسم کی عشق مین جلتا ہے دل اپنا
نہ محفل مین قدم رکہین اگر کوئی خلش رکھی

زرہ پہنی ہے بجلی اور کچھوا ہی سپر باندہے
قناعت سیکہی آئینی سے یہ تہہ بیٹھ پر باندہے
حصار اپنی لیی کیونکر نہ ہالی سے قمر باندہے
کہ ٹہرائی ہین آنکہین ٹکٹکی سے سوی در باندہے
کھڑے ہین جسکے آگی آج گلدستی کمر باندہے
کہین زر دحناوہ دست بر دیر نہ کر باندہے
عجب کیا ہے فلک پر اور کی ہالہ شرر باندہے
نہ جائین باغ مین ہم باغبان کہٹکا اگر باندہے

لڑینگے کیجبر کیا ان دمان چشم گریان سے
یہ کس پیچ موجہ و گرداب مین تیغ و سپر باندہے

دل سوختہ رشک گلزار ہے
وہ زندہ ہے جو کشتۂ یار ہے
لڑائیکا گہر کوچہ یار ہے
رہے عشق مین خاک بر سر مین ہم
کوی روی رنگین پہ مائل نہ ہو
دکہاتے ہو آتش مزاجی کسے
اگر اوسکے گفتار جان بخش ہی

۵۴۴ ہر اک داغ مشکین وفادار ہے
وہ سالم ہے جو اوسکا بیمار ہے
سرو ہی ہر اک اوسکی دیوار ہے
بگولا ہمارا جلو دار ہے
یہ گل آج ہی اور کل خار ہے
یہ پروانہ جلنے کو طیار ہے
تو عمر روان اوسکی رفتار ہے

چاہیے راضی رہوں اوسکی رضا پر طرح
مجکو بیری راستی مقصود تک پونہچائیگی

کسلیے دیتا ہے نقش داغ فرقت یار کا
دو نوں زلفیں سانپ بنکر مجھکو ڈس جائینگی

رکھ لوں مرہم داغ اوّل پر تو دیدی داغ گر
توڑ بی باروت کر سکتا نہیں تیر تفنگ

در دل کیا سمت اگر وہ دیکھوں کار ہے
تیر کو سوی ہدف کیا ہمون کار ہے

کب مجھے تسخیر شمس کجرخ دوں کار ہے
جلد خط رخسار پر نکلی فسون در کار ہے

اتنی مہلت تجلی کی گردون کار ہے
آہ کی تاثیر کو سوز دروں درکار ہے

بھیک مانگنے سے نہیں ملتی ہے دولت زر ہم
بحر سائل کو پیالہ واژگوں درکار ہے

ردیف الیاء

دیکھ آنکھ نہیں اگر کچھ معرفت کا نور ہے
حسن بینی کا ہماری آب گل میں نور ہے

جب پلک جھپکی مژہ کا نیش دل میں چبھ گیا
سنگساران محبت کے ہیں کیا منصب

یار سے جز خیر کوئی امر ہونیکا نہیں
پاؤں پھیلانیکا اب موقع نہیں دیکھا ہے

کیا فقط آنکھیں بھروں گرچہ ہیں شکل خم
ہمنوالہ کیا فقیر نسے ہوں دنیا کی امیر

بدلی دولت کے ہم استغنا سے مالامال ہیں

٥٣ کر یک شب تاب بھی سوی چراغ طور ہے
اپنی آنکھوں میں تو مٹی کی پری بھی حور ہے

دیکھنے میں آنکھ بھنور اسی ہی پر نور ہے
جام آنکھوں کے ہیں ستے لگا شیشہ چور ہے

ہم بھی طالب ہیں اوسکے جو وہی منظور ہے
پاؤں لٹکائی لحد میں عاشق رنجور ہے

ہڈی ہڈی میں فراق یار سے ناسور ہے
فقر کی نعمت سے خالی کاسہ فغفور ہے

ہاتھ خالی ہے تو ہو دل تو یہاں معمور ہے

ہماری آہ و فغان مین اثر نہین شاید
کہ ہم ترستی ہین تمکو قرار کیونکر ہے
کہ جسکے ہاتھ کی تصویر آئینے پر ہے
بدن جو سوکہ کی کانٹا ہوا تو نشتر ہے
کمال طالع دنیا کی دون ہی پر ہے
خدا کا گھر ہے یہ پہلی خدا سے یار ہے
فراق یار نے ایسا مزا چکہایا ہے
کہ مرگ و زیست کی لذت مجھی برابر ہے
وہ ٹہوکرین ہین بتون کی کہ سر پہ ہو جاتا
خدا کی فضل سے دل عاشقون کا پتہر ہے
ہجوم رحمت یزدان ہے مجھ پو نگی کہ کر
یہان سیاہی اعمال گرد لشکر ہے
عبث تو خوش ہی زمانی کی انقلاب سے

درد دل کس سے کہون تیرے ستم کا شور ہے چاند تارہ و بہر تمہارا چاند تارا دو رہے		کون سنتا ہی کسیکی بات جب ہوتا ہی غل کاغذون کہتی ہین وہ جب تم پڑہاتی ہو نگاہ

بحر کو جو چشم ان ہی پڑہ ریان بیکار مین
روک لین دریا کو جو نہین کب اپنا زور ہے

٥٣٩

خفیف یار کے دانتون سے سلک گوہر ہے
گھر مین آب نہین ہی سینی مین تر ہے

نہ پڑ عذاب مین ایروح جل نکل تن سی
یہ بارگاہ عناصر فساد کا گھر ہے

جو تیری ست می عشق ہین نہین ہاتے
بدشست میکدہ جام شراب کو تر ہے

وہ جیسے تار گئی ہین ہماری یار کی آنکہ
بگاڑ ہی طبیعت مزاج مین شر ہے

نہ جیسے جو فلک نے دی ہین ان نہین
نہین یہ مرغ دل اپنا گلی کبوتر ہے

خدانے دلکو وہ رتبہ دیا ہی جسکے حضور
نہ جام جم ہے نہ آئینہ سکندر ہے

ضعیف و زار ہون ایسا کہ کچہ نہین معلوم
یہ شست خاک ہی اپنی کہ گرد بستر ہے

ہمارا سینہ نہین پڑتا ہی بوسہ لب پر
خواص ہر کی جس مین ہین یہ تہنکر ہے

رہی نہ عشق مین قدرت کسیطرح کی مجہی
نہ زور بازو نہین ہی کہ کیسی مین زر ہے

مری خمیر مین مستی ہی روز خلقت سی
لہو بدن مین نہین ہی شراب احمر ہے

گنہگار ہی عرفان سی جیسی لکہا ہی
غریق عشق ہون قطرہ مجھے سمندر ہے

یہی دعا ہی کہ اللہ آبرو رکہ لی
صنم سی آنکھ لڑی ہی نظر خدا پر ہے

اگر نہ روئین ان انکھین تو خاک جہانکو مین
یہ در اشک نہین عاشقی کا جوہر ہے

ردیف یای تحتانی

۱۲۸۱ھ

وہی بندہ ہی علایق سے جو آزاد رہے
یاد زلف کی رہے اور نہ کچھ یاد رہے

عشق کے اپنے اسیرونکو جو امداد رہے
طوق قمری سے کوئی سرو نہ آزاد رہے

ہمصفیرونکو مبارک ہو یہی فصل بہار
آشیانے رہی اوجڑی قفس آباد رہے

صید لاغر ہون خاشاک مین چھپ جاؤن کہین
ٹٹی عینک کی لگائی ہو جو صیاد رہے

مجکو گلگشت رہا وہ گل خوشقد جبتک
نیچے اسکی صنوبر رہی شمشاد رہے

صحن مین آنسوونکی نہر رواں آتی ہی
کیا بہلا خانہ عشاق کی بنیاد رہے

عاشق زار ہون کیا اسکے سوا اور کہون
جسنے برباد کیا مجکو وہ آباد رہے

دلمین کہینچا کیے تا عمر خیالی نقشے
عمر بہر یار کی تصویر کی بہزاد رہے

زلف جال اپنا اوٹہا رکہی جوبن ہا
اب وہ بلبل نہ رہی ہم نہ وہ صیاد رہے

کبہی نالش نہ سنی اسنے سوا دہرون غل مین
پنبہ گوش ہمارے لب فریاد رہے

باڑہ دیتا ہی رخ و زلف کو بوٹا سا قد
گل کی جڑ کہو دی سنبل کے نہ بنیاد رہے

گرچہ تغییر ہوا چہرہ پر آنکہین ہین نہی
نہ رہا حسن کا دفتر یہی دو صاد رہے

خوش رہی کوئی گہڑی بہر تو غنیمت سمجہے
یہ زمانہ وہ نہین ہی جو کوئی شاد رہے

اوٹہ گئی جنکی قدم سے تہی نقیر نکے نمود
اب قلندر رہی دنیا مین نہ آزاد رہے

خوش لباسونکو نہ جا مینگے بہی عہد سے اب
بند کیا دلمین گرہ دی ہی کہ تا یاد رہے

پوچہنا بہی ہی عبث حال خرابی وطن
بحر ہی جب نہ رہی کیا فیض آباد رہے

ایضاً ردیف

بار برہمنا ز آتش گلزار
اب شاخ شعلہ پر کوئی وان آشیان رہے
خالق کو سخت بات کسی کی نہیں پسند
کیونکر زبان منہ مین نہی استخوان رہے
کس کس طرح سے رنج دئی دل نے عشق مین
کیا کیا عدو جان یہ کیا مہربان رہے
کیا کیا سرور و حزن کی صدا و فغان
اعراف مین میان بہار و خزان رہے
تلوار ماتک کہینچ رہی تا حسن سے
عقد بہا دست زلف مین گرفتار رہے
اعضا ہمارے درد اگر ہیر سے قلب کا
رگ رگ بدن مین نبض کی صورت نہان رہے
در سخن کی قدر تا نئی ہی ...
قفل دہن مین بند کلید زبان رہے
وصلت کے جانہ ہاتہ لگائی دیا مجہے
... وہ آرام جان رہے
زلف و رخسار ...
بسمل

ہشیار اپنی گوشی مین زاغ کمان رہے	بسمل ہے مرغ قبلہ نما ادسکی تیر کا
اٹّو کا آب لہر قبا پر روان رہے	رونیکا جامہ قطع رہی بحر جسم پر

۲۴۳

حیرت ہی یہ گلا تہ شمشیر کین رہے
حبل الورید سی تو ہماری قرین رہے

ہاتھو نمین جام نی بغلمین حسین رہے
اب لطف کچہ نہین کہ وہ ان سن نہین رہے

دل پاک صاف چاہیی مومن کیواسطے
یہ کعبہ تبکدہ ہی اگر بغض و کین رہے

شاید وہ مہر محضر خون پر طلب کرے سی
خاتم پر اپنی لخت جگر کا نگین رہے

بندوق گولیان نے کبھی کھیل کر ٹہی
کہتا ہی خال یار کہ میری ہمین رہے

ای زاہد اس نماز کو میر اسلام ہی
افلاک پر دماغ زمین پر جبین رہے

کوڑ یکے کام کا نہین جوہر جہان مین
باہر نہ نکلے سیپ مین در ثمین رہے

کیا کیا نہ انقلاب زمانی مین ہو گئے
بشاش ایکدن نہ کبھی ہم حزین رہے

دہلی کو دیکھے دیدۂ عبرت سے لکھنؤ
وہ سلطنت رہی نہ وہ مسند نشین رہے

خاطر شکن ہوے نہ کسی اشکستہ کے
ہر کشتی تباہ کی لنگر ہمین رہے

بہاگی جو کوی آپ سی پیچھا نہ کیجیے
ہمکو بھی اب تلاش نہین وہ کہین رہے

مجہ ہرزہ گرد کی جو نہ ہستی قرار لے
چکر مین آسمان کیصورت زمین رہے

زلفین ہین یا بلائین ہین عقدہ نہ حل ہوا
حیران آئینے کیطرح شانہ بین رہے

ہم بے حقیقتونکو لفافہ ضرور ہی
کوتاہ ہاتھ ہی تو در از آستین رہے

کیا اسفلہ پرور ہی ہمین پرورش فلک
چھٹو تین لکھنؤ کی نہ دام انگبین رہے

ردیف نون

گل شگفتہ رہین شاداب گلستان رہے
راہ الفت مین قدم رکھکے پشیمان رہے

داغ بن بنکے جگر مین ہی ارمان رہے

دیکھتے دیکھتے آنکھون نی یہ عالم دیکھا
نہ پری زاد رہی وہ نہ ہم انسان رہے

فکر روزی وہ بلا ہی کہ اناج کیطرح
لقمہ جبتک کہ نہ ہاتہ آیا پریشان رہے

اوسکی رخسار کی تعریف نہ پوچھو ہمسی
یہ وہ مصحف ہی جو دیکھو تو نہ ایمان رہے

چیرہ دستی اسے کہتے ہین جنون کیا کہنا
ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان رہے

اب نہ وہ وضع رہی اور نہ وہ یبائی
ایجوانی تری جانی سے انسان سے ہے

کحل عرفان جو میسر ہوا خاموش ہوے
قابل دید جب آنکھین ہوئین حیران رہے

مردہ بنکر رہی آفاق مین زندہ تو کیا
تاب طاقت بھی رہی تنمین اگر جان رہے

تیرا خورشید جمال اوجپہ جبتک رہا
غرے مین جو تھی فلک پر تر دربان رہے

سادگی صفحۂ عارض کی غنیمت سمجھو
نہین ممکن کہ یہ بی خط کسی عنوان رہے

ق

ہر گھڑی کہتا ہی گھڑیال بآواز بلند
دار فانی مین نہ غافل کوی مہمان رہے

پاس کافور و کفن چاہیی توشۂ ہمراہ
کیا خبر کب ہو سفر کوچ کا سامان رہے

اہل جوہر کو زمانی سی شکایت ہی عبث
جانی والی نہ باقی رہی انجان رہے

لکھنو سی جو قدم ہمنی نکالا ای بحر
بوی گلزار کے مانند پریشان رہے

یارب دکان مے مغان کی کھلی رہے
برسات بھر گلا بومین بلبلے رہے

راحت کہان نصیب مریض فراق کو
سر تکیی پر رہی بھی تو گردن ڈھلی رہے

شاید چمن مین آئی وہ تر یاکی اپنا یار
فنجان گل مین لالی کی افیون گھلی رہے

قطعہ

جسم کو قلعہ نہ سمجھے کہ محل خندق ہے
زندگی کی بہی حیرت نہ لگے ہی بڑا احمق ہے
صاعقہ تیری شعلا کی صنم برق ہے
عشق عشاق سے کے تو قہر خدا برق ہے
نشا پیتا نہین نظر بہی بڑا احمق ہے
بسعقت رحمہ بہی نہین شک برق ہے
واہ کیا عشق کی سرکار ہے سبحان اللہ
جسکے بہرہ مرا لکہا کیا رنگت فق ہے

ردیف قاف

موقع ہی ہی کہ کچہ لیجاؤ یار سے
بیخودی ہی نشا میں کوی سپاس ہے

٥٤٨

غنچۂ گل کی چٹک یہ دل صدای کوس ہے
آمد فصل جنون ہی رخصت ناموس ہے

چہرے سے ظاہر غبار خاطر مایوس ہے
آئینہ بہی ہاتھ مین اپنی کف افسوس ہے

جسمے تمین روح آئی مبتلای غم ہے
چار دیوار عناصر خانۂ منحوس ہے

میرے یاور میری بربادی ہوی بعد فنا
جو بگولا ہی وہ شمع گور کا فانوس ہے

وہ زمانہ ہی کہ بات عیش عشرت بنا ہی
خانۂ دنیا ہی زندان آدمی محبوس ہے

بہاگتے پہرتے ہے دنیا دوڑتی پہرتی ہی ہم
ہمسے نفرت ہی اوجسی ہمین مانوس ہے

راز کی باتین نہ منہ سے نکال ای بیخبر
وقت ایسا ہی کہ اپنا سایہ بہی جاسوس ہے

اے خوشا عہد جوانی ای خوشا جوش شباب
ذوق نوشا نوش ہی شوق کنار و بوس ہے

کیا مرید ونکو پہنسا رکہا ہی نیچی امین
پیر صاحب کا یہ خرقہ جامۂ سالوس ہے

خاک ہونی پر بہی داغون کے نمایش ہی دلا
جب غبار اپنا اوٹہا اک جلوۂ طاؤس ہے

راز مخفی ہے نہ پوچہو سرگذشت عاشقان
قصۂ اصحاب کہف و حال دقیانوس ہے

جای عبرت ہے کسیلیے ایک سی گزری نہین
آج اگر تقدیر سیدھی ہی تو کل معکوس ہے

ق
چند قبرین خواب مین اکدن نظر آئین مجھے
بولی عبرت یہ مقام حسرت و افسوس ہے

خاک مین وہ چار بالشت حکومت ملگیا
چار تخت ان کے تلی دارا ہی کیکاوس ہے

موت کی ہاتھون پڑی ہین خاک پر بکہری ہوی
دیکھ یہ رستم ہی یہ سہراب ہی یہ طوس ہے

حق تعالی اوسکے زلفوں سی بچائے ہر
سامنا ہی دو بلاؤں کا مرا دل ایک ہے

کونسا راحت رساں معشوق ہی آفاق مین
دوسرا بھی آفت جان ہی جو قاتل ایک ہے

مین تڑپتا ہون تو کہتے ہین اسیران قفس
زخم خوردہ ہم گرفتارون مین بسمل ایک ہے

جسکا جی چاہا چلا آیا بغیر از اطلاع
آپکی سرکار مین بازار و محفل ایک ہے

شمع جلتی ہی تو پروانی بھی جلجاتی ہین ساتھ
واہ کیا ان عاشق و معشوق کا دل ایک ہے

رند و زاہد دونون پہونچینگے برابر دیکھنا
تفرقہ انمین وہ راہی تک ہی منزل ایک ہے

اوسکے زلفون کا تصور ہی جو ہر دم دلنشین
مین سمجھتا ہون کہ دو لیلے ہین محمل ایک ہے

جو سعرف کاملون کے تھے اگر ہوتی وہ آج
ہمکو بھی کہتی یہ اپنی فن مین کامل ایک ہے

بحر اپنی بھی فصاحت جانتے ہین اہل فہم
دوسرے ہم ہین اگر سحبان وائل ایک ہے

۱۰۰

صحت تمہاری سینہ فگار و نکو ننگ ہے
چھاتی پر اپنی پنبہ مرہم بھی سنگ ہے

وحشت سرا دہر مین اپنا یہ رنگ ہے
گھر ہمکو مثل روزن دیوار تنگ ہے

میدان امتحان سے رہون کیا کنارہ کش
دریا ہی تیغ یار تو عاشق نہنگ ہے

کیا کہیے اوسکی محفل رشک چمن کا حال
پہوے گا اک نہ ایک شگوفہ یہ رنگ ہے

جس روز سے کہ دانت ہی عاشق کے قتل پر
تنکا خلال یار کا تیر تفنگ ہے

دل سے کبھی فساد کبھی یار سے خلش
عرصہ ہماری زیست کا میدان جنگ ہے

اک روز مار ڈالینگی تکتوری یار کے
بینی کا تل مری لیے تیر تفنگ ہے

ردیف یای تحتانی

قدبوں کے ساتھ ساز طرب ہے جنون مین
جو کاسہ ابلی کا ہے وہ جلترنگ ہے
ای بحر اجل تو وہ اندی ہوا مین اُٹک
آنکھون کے سامنی نہ چمن ہے نہ گنگ ہے

کانون نہین سنا وہ صنم کا جمال ہے
پتا جڑاو بدر ہی بالا ہلال ہے
بچھن برائے ... ہے جو ہاتھی پہ خال ہے
ان صورتون مین حسن وفا خال خال ہے
کس سے کہون مزاج کی کلفت یہ حال ہے
... نہین ہے لال ہے

سخت بدیمن ... یہ سرفرازی جو ترا پامال ہے
اک ... ہے باغبانِ نہالی نہال ہے
چار او نظیان جو اوسپہ کرین تجھکو الم
یوسف کا حسن کیا ہے جو تیرا جمال ہے
ضحال یا ری یا رسی آتی ہے یہ صدا
کہانی مین جس سی ... رہ وہ حال ہے
یہ تری بہار حسن کا اک ... ہے
... ہین پہ ... مین یا ...
دیکھا

دیکھا نہ کسنے حسن جو پیدا کیا نہ عشق
ہر مرغ دل شکار ہی ہر زلف جال ہے

ای عشق کیا صدا ہی تری طبل جنگ کے
قاتل جو وجد مین ہے تو بسمل کو حال ہے

کیا مر گیا زمین مین خجلت سی گڑ گیا
بدنام وہ ہوا ہی مجھی انفعال ہے

باد خزان چلی ہی دھو لینڈے باغ مین
نسرین ہیر ہی گل لالہ گلال ہے

کیونکر نہ آفتاب کہین ہم شراب کو
معمور جام بدر ہی خالی ہلال ہے

ڈھونڈھیگا مال و جاہ تو پچھتائیگا بہت
دنیا کی آبرو عرق انفعال ہے

جس دن سے ہم ہوے ہین ہم آغوش عین سے
آغوش یار اپنی نظر مین ہلال ہے

ای بحر آب و تاب ہی کیا تیری باتمین
ہر شعر موج چشمہ آب زلال ہے

۲۰۳

فرقت کی آفت بری دن کاٹنا سال ہے
یہ ہاتھ ہی سو کری یہ سینہ گھڑیال ہے

روتا ہون شام و سحر ٹکڑے ہی غم سی جگر
بیدرد دیکھ رحم کر میرا برا حال ہے

بیچین یہان دل اسا مال یعقوب کا ہی فال
جنس وفا کا ہی کال کنعان مین بیتال ہے

ریشم کے لچھے ہین بال مخمل کی ٹکری ہین گال
ہی یہ نزاکت کا حال بتلی کمر بال ہے

عاشق بچے تا بہ کی کالی بلا ہی یہ شے
کاکل کا جو حلقہ ہی سو دیکھا چنگال ہے

کیون آ ہم ای بے بدل مین ہی زندگی
آفت ہی تیری گلی آندھی ہی بھونچال ہے

بھولو نہین رنگت نہ بو سبزہ کو کوڑا کہو
بای خزان قطع ہو گلزار پامال ہے

دل نذر جسنی کیا ٹھکرا کی اوسنی کہا
لیتی ہی سیر بلا کے گور کیا مال ہے

خدا ہی جانی بحر احباب کیونکر گزرتی ہے
کلید عقل گم ہی خانہ روزی مقفل ہے

محبت آب و گل مین ہے خوشی غم سے مبدل ہے
وہ سبزہ ہے دل اپنا نخل ماتم جسکی کونپل ہے

رواق عرش اعلی سی تمہارا کمرہ افضل ہے
جسے سب لوگ کرسی کہتی ہین صاحب کا جنگل ہے

حسینون کے برائی پر کلام اپنا مدلل ہے
بدی ہی سو ملا ہے ابرو مین کج ہے زلفمین بل ہے

ہمارے سامنی کیا مرتبہ ہی قیس نجدیکا
جہانکے بید مجنون گہانس ہی اپنا وہ جنگل ہے

سنبہالے کون ساقی کیسے رندان سلیش کو
کہ مےخانی مین جتنے ہم لنگیا دست سبو شل ہے

شہید عشق سی تلوار کی پہل کا مزا پوچہو
وہ لذت ہی کہ منہ مین زخم کی انگور حنظل ہے

ہزارون ایکدم مین ہو گئی سیراب القاتل
تری تلوار مین جہالا نہین پانیکی جہاگل ہے

بدن کی جلد ہی یا حلۂ فردوس مین ہے
اگر نرمی مین مخمل ہی تو باریکی مین ململ ہے

نہ وہ رخسار کا تل ہے وہ سرمی کا دنبالہ
محاذی ہین وہ اختر ایک برج ایک اعزل ہے

صفات سرمدیسی کم نہین احوال عاشق کا
وہ مطلب لکھ رہا ہون جسکے آخر ہے نہ اول ہے

وہ اپنی ہاتہ مین کاسہ ہی جو اوترا تہا فلک
کیا تہا فخر جس پر آل نے اپنا وہ کمل ہے

غبار ایسے کی امن کا کیا ہی عشق نے ہمکو
کہ جیب تراب کو ہماری خاک صندل ہے

نہ دست انداز ہونا دولت دنیا پر اے نادان
ید بیضا سی روشن ہی طبق لعلونکا منقل ہے

ہوسی گا خانمین مضطرب ہے نشست خاک اپنی
برنگ شمع اپنی محفل ہستی مین ہلچل ہے

کوی ایسا نہو گا بحر جیسی ہم مکدر ہین
ہماری عکس سے آئینی کی دریا مین دلدل ہے

ردیف المیم

روشن ہے مہر و ماہ سے اعجاز یار کا
گردون پہ نقش پا ہین زمین پر خرام ہے

کیون پال مستیان مین تہید ایتھا اگر
آب رز وگہر سی کہ آب حرام ہے

عشاق پایمال کو جنت نصیب
کوثر کی موج میر صنم کا خرام ہے

سو ضعیف ہوئین سایہ کی پابین
دہانیر یار سے مہر نظر و زمین بام ہے

مستی کی زیب ہے مقابل سے حسن
سوسن ہی کنیز ہی ریحان غلام ہے

رونا اگر یہی ہی ہمارا تو ایک دن
دیوار ہی در ہی نہ تون ہی بام ہے

دو چار روز اور ہی کر لیجیے غرور
خط کہہ رہی حسن کا دورہ تمام ہے

اے بحر شمع گور مین سحر سے بلبل
ہستی کا دن آخر ہی صبح شام ہے

جاتی ہے جانقاہ سی واعظ سلام ہے
ہم دیر سی چلے صنم پرام رام ہے

صورت وہ سانولی کہ کنہیا غلام ہے
سیری صنم سے خوبتر اللہ کا نام ہے

درپیش ہے وہ منزل ناطاقتی ہمین
اوٹھے جو ہم سفر ہی جو بیٹھی مقام ہے

صیاد ہی بہار کے پر دیمین یا بلبلو
ہر غنچہ ہی قفس رگ گل تار دام ہے

کیونکر نہ میری یاد فراموش ہو وے
سمجھا ہے یار ننگ جسی میرا نام ہے

میرا لہو چٹائیگا جب تک نہ تیغ کو
قاتل کو دہنی ہاتھ کا کہانا حرام ہے

ساقی سے ہو جو ہو تشنگی بہی لطف ہے
ٹوٹا جو شیشہ میری بغل کا تو جام ہے

فصل بہار بات کی بات اس چمن مین ہے
آواز غنچہ رخصت گل کا پیام ہے

مستی ٹپک رہی ہی یہان بالبال سے
تمہین لہو نہین ہے یہ لعل فام ہے

منہ دیکھ رہا ہوں اور چپ ہوں — کیا بات کروں وہ بد زبان ہے
اب منت باغبان عبث ہے — بے تجھ کے دن آ گئے خزان ہے
گلزار نہیں مقام عشرت + — بلبل پہ جفاے باغبان ہے ق
گل کو بھی ہے کچھ غم نہانے — غنچے کے جہاں نہیں فغان ہے
گردون نے ہی سبکو مار رکھا — جو زندہ بھی ہے وہ نیمجان ہے ق
یہ کاہکشان نہیں سر دہر — کھینچے ہوی تیغ آسمان ہے
کیا قیس سے ملتفت ہو لیلے — ننگا ہی وہ ننگ خاندان ہے
پروانے سے شمع کیا چھپے گے — میں بھی ہوں جو نکا تو جہان ہے

دیکھا لے ہجر تیرا دیوان
اک دفتر حال عاشقان ہے

گھر بیٹھے ہی نصیب جو آفت سفر میں ہے — جلتا ہماری روح کو دوران سر میں ہے
برباد دی بہار گلستان نظر میں ہے — ہر ایک گل کا داغ ہماری جگر میں ہے
ممکن نہیں کہ صحبت بد کا نہ ہو اثر — دیکھو کہ پیچ زلف میں ہے بل کمر میں ہے
کانٹا کھٹک رہا ہے فلک کی نگاہ میں — فرش ایک بوریے کا جو ہے اپنے گھر میں ہے
انسان جان دیتا ہے دولت کیواسطے — جنت کی نعمتوں کا مزا سیم و زر میں ہے
دنیا و دولت ہی ایدل عاقل — اک ساعت قبول ان آٹھوں پہر میں ہے
اوصاف ہیں پوچھیے دندان یار کے — موتی ہی آب و تاب میں ہیرا اثر میں ہے

اوسکی تصویر آرام جان ہے
سینہ پر رکہ کے سوتا ہون اوسکو
مین مہمان ہون مرا دل وہان ہے
دہیان آتا ہون پہرتا ہے اوسکا
تیری آنکہون سے وہ کل نہان ہے
نہین سوجہتی سیر گلشن
کبہی پہولون مرا دل کہان ہے
عشق مین ہجر تو کیا ہون
ہم تو بہار دن مین خزان ہے
اتنا تعمیر ور کیون باغبان ہے

زلف محبوب ہی یاد ہے
آنسو بہنے لگے دیکھتے ہے
جان پروانہ ہے اوس پری پر
شمع سوزان ہے اک استخوان ہے
بے مروت ہے وہ بیوفا ہے
ساری محنت مری رائگان ہی
کیا تڑپتی گزرتی ہی اپنی
درد دل مین ہی لب پر فغان ہے

ردیف نون

[illegible]

مقدر کا پانسا بدلتا نہین ہے	۷۶۳	فلک رنگ کی نرد چلتا نہین ہے
اوٹہاؤن کسے زور چلتا نہین ہے		رقیب ایسا پتہر ہی ٹلتا نہین ہے
شب ہجر ایسے گزرتی ہے مجہپر		تعجب ہی کیون دم نکلتا نہین ہے
خدا ہی جو دل آج سینے مین ٹہہرے		ہمارے سنبہالی سنبہلتا نہین ہے
قیامت سی کس بات مین کم ہی قت		غضب دن چڑہا ہی کہ ڈہلتا نہین ہے
ثمر کیا ملے گا جو بوتا ہون کانٹے		خط سبز کا عشق پہلتا نہین ہے
پلانے مین کیون دیر کرتا ہی ساقی		ادا مین کچہ اوسکا نکلتا نہین ہے
چہوڑا ڈالی کیا اوسنی ہاتہو نسی مہندی		کلیجی کو اب کوی ملتا نہین ہے
فروزان رہی جہاڑ جنکے محل مین		چراغ اونکی قبر و نپہ جلتا نہین ہے
نہ نکلے گا دل اوسکے گیسو مین پہنسکر		یہ کالا کبہی من اوگلتا نہین ہے
ہر محفل ارشاد ہوتا ہے مجکو		تو بیٹہا ہی رومال جہلتا نہین ہے
ہم اوس کوچی مین کچہ سمجہکر گری ہین		قدم ہر جگہ پہ پہسلتا نہین ہے

ای ہجر قدم سر کو بنا پار اوتر جا
پل تخت ہی جلاد کی شمشیر نہین ہے

رہی فکر اعمال اے ہجر ہر دم
کہ آیا ہوا وقت ٹلتا نہین ہے

ہر طرف مجمع عاشقان ہے	۷۶۴	تیرے دم کا یہ سارا سمان ہے

[illegible]

نہ پوچھو مرے بعد کیا گزرے تجھپر — گریبان دیکھو تو سو چار تو ہے
دیت لیکے چھوڑینگے ترک فلک کو — شفق یہ نہین عاشقونکا لہو ہے
مین ڈھونڈون اسے محتسب نشہ کیسا — مرا دل ہے کسکے بغل مین سبو ہے
دہن تنگ ہے بات کیونکر سمائی — تری گفتگو مین مجھے گفتگو ہے
قدم میرے لیکر یہ کہتا ہی مجنون — مین چیلا ہوا تیرا تو میرا گرو ہے

کوی جام پی آج ای بحر تو بہے
کہ یارونکا جلسہ لب آبجو ہے

کسکو دیکھون کہ چار سو ہی وہی — میری آنکھون کے روبرو ہی وہی
لب بلب یار سے رہا ہر دن — کیا مزا ہے کہ آرزو ہے وہی
نہ ملا آنکھ مجھسے اوبے دید — یا دہن گل کے بات تو ہی وہی
مشک چھڑکا ہی تیری زلفون نے — سونگھ لی میرے داغ بو ہی وہی
ہنسے اوسکا شباب ہی دیکھا — کچھ نہ بدلا مزاج خو ہے وہی
نہین جاتے چلی گئے اوسکے — میری جو چڑھ ہی گفتگو ہی مجھے
وہ جو مہندی لگا ی بیٹھا ہے — میرا قاتل مرا عدو ہی وہی
سانولا رنگ ہو کہ گورا ہو — آن ہو جسمین خوبرو ہی وہی
میری بٹی ہوی ہے ریگ روان — مرگئے پر بھی جستجو ہی وہی
جسکو کہتے ہین لوگ کالا ناگ — کاکل یار مو بمو ہے وہی

مروی پر ہے وہ ظلم کرتا ہے	ق	میرے قاتل کا یہ وطیرہ ہے
حکم ہے دفن ہوں وہاں کشتے		چاندنی کا جہاں ذخیرہ ہے

آج اس سے ملے توکل اس سے
بحر یہ کون سا وطیرہ ہے

شکوہ نہ کر از لسے یہی کارخانہ ہی	۵۶۸	آج اسکا در ہی توکل اسکا زمانہ ہے
لاریب غم کے بعد خوشی کا زمانہ ہی		لی شب اپنی سینہ زنی شادیانہ ہے
تکیے کی یاد جاہی مسند پہ بیٹھ کر		نگیرہ سر پر آج ہی کل شامیانہ ہے
جاتا ہی چار تار نفس چار عنصری		غافل سمجھ نہ تار نفس تازیانہ ہے
بھوکا ہی خال یار کی بوسی کا اک جہان		کیا جانیے نصیب میں کسکی یہ دانہ ہے
پیدا جنون عشق ہوا جسنے سن لیا		افسون ہی جسکا نام وہ میرا فسانہ ہے
اللہ نے دیا ہی دل ایسا غنی ہمیں		قارونکا ہماری بغل میں خزانہ ہے
اوسکی نگاہ قہر ہی اپنے نگاہ مہر		ہم اوسکے ہیں ہدف وہ ہمارا نشانہ ہے
تعریف کیا تناسب اعضا کی کیجیے		ہیں بیں اوسکے کمر قد میانہ ہے
سو حسرتیں ہیں جان کی ہمراہ ہیں بسر		یارب دل آدمی کا ہی یا قید خانہ ہے
ہی شکر کا محل کہ شب غم سحر ہوئی		اوسکا ادا دوگانہ کروں جو یگانہ ہے
زورق نشین بحر فنا ہی ہر اک بشر		ظاہر میں گو مقیم ہی لیکن روانہ ہے
زلف صنم کریم کی ہمت سی ہی بڑی		یہ چھوٹا دل بخیل سی اوسکا دہانہ ہے

نکلے خزانہ مین باغ سی کہیں کی مصفیر	دیکھینگے پہر بہار اگر آب و دانہ ہے

ای تجہ پر سب ہی جوانانہ ذوق و شوق
پیری مین بہی مزاج ترا عاشقانہ ہے

طیار رونی پر دل اندوہ دیدہ ہے	جو چشم ہی نگاہ مین اشک چکیدہ ہے
یہ ضعف ہی کہ آہ بلب نارسیدہ ہے	یہ شکل ہے کہ آئنہ بہی آبدیدہ ہے
تیرا کوئی نظیر نہین تو جریدہ ہے	پر تو مین انتخاب ہی جو ر زمین چیدہ ہے
وہ میرا حال دیکھے یہ نادیدہ آرزو ہے	وہ میرا دکہ مثنی سخن ناشنیدہ ہے
کس ہول مین ہی کہ جو وفا کس سے پوچہیے	کس باغ مین ہوای محبت وزیدہ ہے
ادنی سے ناموافقت روزگار ہے	نالو جس سی ہم مین وہ ہسی میدہ ہے
ای ہو و داہ تو ہی چمن مین بلند ہو	تسکین ہو کہ ابر بہاری دمیدہ ہے
دل تعزیت سرا ہی غم ہجر یار مین	گیسو مین تار اشک کی نالہ جریدہ ہے
کیونکر نہ آنکہ ڈالیے رخسار صاف پر	آئینہ دیکھنے کے لیے آفریدہ ہے
سوتی کا دل فگار ہی بالی کی چاہ مین	جہلے گلی کی طوق یہ گردن بریدہ ہے
کیونکر تڑپ تڑپ کی نہ کاٹونگا زندگی	عاشق جو زلف کا ہی وہ گز دم گزیدہ ہے
بس اپنے دلکو اب ہدف تیر جانیے	باندہی ہی جو کمان وہ ہسی کشیدہ ہے
پہنائیں بیڑیان کسے زخمی کسی کیا	کچھ سر نگون ہی زلف کچہ ابرو خمیدہ ہے
پروانی کی نگاہ مین روشن چراغ ہی	بلبل کے آنکہ مین وہ گل نو دمیدہ ہے

ردیف یائے تحتانی

قران ہارسے با نہو دوڑ کبو نہ ہن
بھی فغان نظمی ہی او نظمی انہین جلا ہے
روز ازل تازہ بلا دربی جان ہوئی ہے
ہہین ہے تو ورکی اوٹ کہان نا نہی ہے
دوانہ دو ہین او تات تیر ہوئی ہے
دلہین بنا ہی قلق لب بہ فغان ہوئی ہے
چمن بچو ہم شبنم پیہ بہ تزان ہوئی ہے بہار
گلشن ہستی عاشق سے نبھی کی ہے

تبسم رہتا ہی ہم ہین او را و ہین ایک ہی
ایک آتا ہی جہان ریح و ہان تیر ہے
بند رہتی نہین پیلا دہر ایک او دہر جاتا ہے
اوسکی مژگان کا خیال آٹہہر رہتا ہے
لا ہی نشتر کی مقابل کہ جہان رہتی ہے
کسکے صورت کا یہ جلوہ ہی مری آنکہو مین
کسکی تصویر کہ مردلہین نہان رہتی ہے

قطعہ

کہانتک نیک صحبت گا اثر ہو کا نہ انسانکو	ملی تانبا جو سونی ہی تو رنگت آہی جاتی ہے
خدا صورت دکہلائی مجہی آتش عذار و نکے	ہزار انسے ہی دل ٹہنڈا حرارت آہی جاتی ہے
دعای مغفرت جب مانگتی ہین اوس سے رو رو کر	برابر جو شمین خالق کی رحمت آہی جاتی ہے

کوئی محبوب وسکی جانکا سایل جو ہوتا ہی
جہکا لیتا ہی بحر آنکہین مروت آہی جاتی ہے

ہر ایک پہول کا دامن صبا جہٹکتے ہی	۲ ، ۵	کبہی اودہر جو مرے مرغ خاک جا بہٹکتے ہے
کٹھو یونکے بہین آنکہ مین کہٹکتے ہے		بنت کی ہی دہ بہار اب کلی چٹکتی ہے
اوسے بہی مجہسے محبت ہی کہل گیا عقدہ		کہ درد دہر سے مجہی زلف میر ٹکتی ہے
وہ حسن ہے جو کبہی شبکو وہ نکلتا ہے		زمین پہ پانی کی جا چاندنی چہٹکتی ہے
ضرور چاہی رخسار پاک پر گیسو		سنا ہی کبہی مین زنجیر اک لٹکتی ہے
چلے سواری یوسف وہ راہ اور ہی سے		ہٹرن ہوی ہی زلیخا کہان بہٹکتی ہے
نہ اوملے نوک مژہ ہی گرنج بالی کی		وکیا جبہی ہو ہی دلمین جو کہٹکتا ہے
وہ دن گئی کہ چہپاتی تہی تو بلین لاجرع		گلے مین آج تو پانی کی بوند اٹکتی ہے
ستم ہین ہر کو ہی تجہسے کیا سفاک		بلا ہی دیکہلے سایہ ترا ٹہٹہکتے ہے
حریم یار سے بہتر نہین بہشت کو بے		گل کی جسم سے ایرح کیون ہٹکتے ہے
شراب عشق کی حدت سہاری کیونکر		یہ حال نشار کا ہی کہو ری جہلکتی ہے
کبہے جو درد جگر سی ذرا سنبہلتا ہون		تو بیقراری دل مجکو دہی ہٹکتی ہے

دیوان نواب ...

جسہی او رشمع میں نہ انہیں گیا ہی ...
بہار ہی کی بہین سی نہی ہی ...
کان اور ادا ... ہیں نہ ...
[illegible]

[illegible]

آمد عشق مین لب پر ہو ضرر سے اسم صنم | نقش در پر ہین لگاؤن کہ وبا آتی ہے

جل بجھونگا انہین گرم آنسوؤن مین شمع کی طرح | اشک امڈی ہوئی ہین سیل فنا آتی ہے

ترک دنیا بہی ہے بے شبہ فریب زاہد | پہولونسے بوئی لی تی بوئے ریا آتی ہے

ہار پہولونکی اوڑاتی ہین بدن کی بو باس | ہاتہ کا رنگ چرانیکو حنا آتی ہے

بسمل ہجر سے پوچھے کوئی مرنیکی خوشی | جان آتی ہے بدن مین کہ قضا آتی ہے

ذائقہ تلخ ہے ایسا مرض ہجر انسے | زہر ہو جاتی ہے سینہ تک جو دوا آتی ہے

وہ مسیحا اگر آئی تو ٹہر جاؤن مین | نفس باز پسین سے یہ صدا آتی ہے

اوس گل اندام کو شاید کہ پسینا آیا | عطر مین ڈوبی ہوئی باد صبا آتی ہے

کیون عیادت کو ہماری وہ قدم رنجہ کرین | اپنی وعدہ شکنی مین ہاتہ اونکی بلا آتی ہے

سامنے یار کی گلدستی کہڑی رہتی ہین | شوق پابوسی مین باغوسی حنا آتی ہے

کہول دیتی ہین ملک شل دہن با قبول | سیر ہو لیسے کبہی لب تک جو دعا آتی ہے

کشتے شمشیر محبت کے پڑی ہین ٹہنڈے | کوچۂ زخم سے کیا سرد ہوا آتی ہے

اوج پر آیا ہے نجم طرب انگیز اپنا | کانمین نغمۂ زہرہ کی صدا آتی ہے

قبر پر آؤ تو اٹہون سے بے تعظیم ابہی | مٹی پر بہی مجہی رسم وفا آتی ہے

جان ستانیکی تو غمزے ہین بہت یاد تمہین | کوئی مردہ جیسے ایسے بہی ادا آتی ہے

چہرۂ رشک چمن پر تمہین لازم ہے نقاب | گل بجا لو ہو جاتی ہین حیا آتی ہے

داغ کو کیون نہ کلیجے سے لگائی رکھون | مجکو اس پہول سے خوشبوئی وفا آتی ہے

کیا عجب رات کا وعدہ وہ فراموش کرے
خود واقف نہین کس مشکل کی شب ہوتی ہے

کس سہافت سے گئے سوی زلیخا یوسف
جذبۂ عشق مین تاثیر غضب ہوتی ہے

واہ کیا ہونٹہ ہین جس وقت وہ کرتی ہین سنگار
شفق شام سی سرخی لب ہوتی ہے

زندگی تلخ ہی برگشتگی قسمت سے
زہر ملتا ہی جو شکر کی طلب ہوتی ہے

دوستو درد محبت کی دوا بند نہین
لاکہ سمجہاو تسلی مجہی کب ہوتی ہے

گہر سی اللہ کی پہرتا ہون جو دل پہرتا ہے
ایسے ہی ہوتے ہی الفت مجہی جب ہوتی ہے

خوان نعمت پہ ذرا دیکہ مگس کا رتبہ
ہوس رزق بہی ذلت کا سبب ہوتی ہے

عشق گیسوے سیہ فام نے مارا ہی مجہی
یہ سبب ہے جو مری عرس مین شب ہوتی ہے

محتسب تاک مین رہتا ہی رہی کیا پروا
غیر کی سامنی کب بنت عنب ہوتی ہے

محفل رقص مین ہے شمع کو روتی دیکہا
جان محزون کو مسرت و طرب ہوتی ہے

زیست ہوتی ہی جو ملتا ہی دہن کا بوسہ
شیرہ جان مجہی شیرینی لب ہوتی ہے

رویت اوس ماہ دوہفتہ کی جو ہوتی ہے نصیب
شب اول بہی مجہی چودہوین شب ہوتی ہے

ولمین کہتا ہون وہ آئینگے عیادت کی لیی
مجکو تسکین سی ہوتی ہی جو تب ہوتی ہے

مرض عشق مین کیا ہی کہ گہلا جاتا ہون
درد سر بہی نہین ہوتا ہی نہ تپ ہوتی ہے

سرفروشان محبت کی ہی مٹی بہی عزیز
دیکہ قبر شہدا جای ادب ہوتی ہے

بیوفا وہ تو نسیم دن رات کی صحبت ہی جیسے
کوی پوچہی کہ ملاقات بہی اب ہوتی ہے

خوبرو یار کی گالی بہی گوارا ہی مجہی
چمن حسن کی حنظل بہی رطب ہوتی ہے

عکس خسارسی آئینی ہین ہیولونکی ہنگیر — وے کہ یہ جہان عقوبت نہین شجر ہوتی ہے
اپنے محسن کو سمجہتا ہو نہین صاحب اکسیر — وقت پر خاک کی چٹکی مجہی زر ہوتی ہے
بحر روتے ہو تو کچہ جوہر تاثیر ہی ہے — بوند رہتی ہی نکل کر کہ گہر ہوتی ہے

تنگ ہون کشمکش خوف و رجا سی ہی بچبر
جان ادہر ہوتی ہی اپنی نہ ادہر ہوتی ہے

۵۰۸
اب مرنا ہی اپنی خوشی ہی جینی سی بیزاری ہے — عشق ہین ایسے ہلکے ہوئی ہین جان ہمنکو بہاری ہے
شکلی کے چرچی ہوتی ہین جبکی ہی رہنا بہتر ہے — دلکو جلانا دلسوزی ہی غم دینا غمخواری ہے
کسکا وعدہ کون آتا ہی چین سی سو تا ہو گا وہ — رات بہت آئی ہی اے دل ناحق بیداری ہے
داو تہا اپنا جب تہ سہی ہو پڑ سکنے کی آتے ہے — اب کچہ چال نہین بن آتی جیتی بازی ہاری ہے
لوٹتی دیکہا غش ہین دیکہا مرتے بہی دیکہا او سنے مجہے — آنا نہ پوچہا کون ہے یہ اس شخص کو کیا بیماری ہے
ہجر ستم ہی کلفت و غم ہی کس سے کہیے حال اپنا — دنکو پڑی ہی ہنا سنہ ڈہانکی رات کو گریہ و زاری ہے

اودہو کپڑی سی لو چلو کیا بیٹہے ہو بچبر او داس دو اس
سیر کے دن ہین پہول کہلی ہین جوش پہ فصل بہاری ہے

۵۰۹
کیسی بسی ہوئی ہین یہ خوشبو سہنکی ہی — جامی کی جو کلی ہی کلی یاسمن ہین ہے
آنکہونکو دید مد نظر اوس بدن کی ہی — کانونکو لو لگی ہوئی اوسکی سخن کی ہے
یاران ہمزبان کا سخن یادگار ہی — جو سطر تذکرہ کی ہی صف انجمن کی ہے
تمثیل سے دلیل سے وجہ مجاز سے — ان شاعرونکو پرورش اپنی سخن کی ہے

دشت وحشت مین جو تہلکتا ہوں تو کہتا ہی دل
واہ کیا کہنا سیان دو چار منزل اور ہے

شکر کر اپنی صفای حسن پر غمزہ نہ کر
آینہ رو پیار کرنیکے ہین قابل اور ہے

تاری آنکھون کے بناؤ نمین یہ جیتے ہی مجھی
یار کے رخسار پر ہو دو سرا تل اور ہے

چاند مین ہی داغ اوسکے حسن مین دھبا نہین
ہی کوی آفاق مین اوسکے مقابل اور ہے

گو ریتک مر کی پوچھینگے یہ ہمکو ہی یقین
بار عصیان سے ہوی بھاری یہ منزل اور ہے

دو مین الفین ایک دل ہی کسکو دون کسکو نہ دون
مانگتا ہون مین خدا سے دوسرا دل اور ہے

دل کھلے جیسے چاہا اپنا بس وہی ہی دلکشا
کوی جانان سے سوا ہی عیش منزل اور ہے

بوسہ کیونکر دون تجھے تو تم ین کہتا ہی وہ شوخ
ایک تو منگتا نہین حاضر مین سایل اور ہے

جب گلی ملنی پہ وہ راضی ہوی ہین خوش ہوا
ہاتہ پہیلائے تو ہاتہون ٹہ گیا دل اور ہے

کل یہ صحبت مین یہان آئی نظر مین ہی نہ ہے
بحر کیا اتنی جمائی کوی محفل اور ہے

ردیف یای تحتانی

۵۸۱
کوئی یہان رہیگا نہ اک حال پر کبھی
یہ حال ہی کہ شام کبھی ہی سحر کبھی

ہرگز نہ یون کراہتی دو دو پہر کبھی
ہوتا جو تیر دل سا ہمارا جگر کبھی

میرے لیے ہی آفت جان اوسکی نازکی
بجلی گری جو یار کی بجلی کمر کبھی

تمسے گلی لپٹ کی جو سوز نا صیب ہے
آنکھونکو پھوٹی جو کہلین عمر بھر کبھی

کھینچینگے سل تار اگر جنتر مین ہی
سیدہی ہو گئے یار کی ٹیڑہی نظر کبھی

ہر چند بالبال ہے دشمن ہوا کری
وہ زلف کیا ہی اژدہی ہے نہ ڈر کبھی

اتنو جو چاہتی ہین آپ وہ فرماتی ہین — بدزبانی یہ طبیعت کبھی ایسی تو نہ تھی
گھر سے جنگل کیطرف پاؤن اٹھے جاتے ہین — کچھ عجب حال ہے وحشت کبھی ایسی تو نہ تھی
پتلیان سحر کی پتلی نظر آتی ہین مجھے — تیری آنکھون مین شرارت کبھی ایسی تو نہ تھی
کبھی ہر بات لطیفہ کبھی ذو معنین — بات چیت آپکی حضرت کبھی ایسی تو نہ تھی

منہ سے منہ کسکے ملا تو نے جو روحت آئے
• بحر دیکھ آئینہ صورت کبھی ایسی تو نہ تھی

۵۸۳

توڑ کر پاے طلب بندۂ مضطر بیٹھے — حاصل آئینے کو ہے نان و نمک گھر بیٹھے
آدمی سنگدلون پاس نہ حاجت لیجائے — شکم گرسنہ پر باندہ کی پتھر بیٹھے
اتحاد اہل غرض سے نہین کہتا کوئی — ایکدن ملکے نہ محتاج و توانگر بیٹھے
عاکف عشق ہین ہر جا ہمین خلوت ہے — بیٹھے تنہائی مین یا کعبے کی اندر بیٹھے
حسرت لطف ہے تجھسے ہمین اے قاتل — تیری تلوار کی سایے مین مہر بیٹھے
نہ لکھا تمنے جواب ایک ہماری خط کا — گھس گئے اپنے قلم تھک کی کبوتر بیٹھے
گل تو کیا خار سے ٹوٹا جو کسی صبح سے — بلبلون کے رگ جان پر گئی نشتر بیٹھے
صبح تک نیند نہ آئی شب فرقت ہمکو — کبھی منہ ہانک کی لیٹے کبھی اٹھکر بیٹھے
اوٹھ گیا جامۂ عشق جو مین نے ناسی — پھاڑ کر اپنا گریبان رفو گر بیٹھے

• بحر مصرع یہ کہدے اپنی سر لوح مزار
مرسے کر اوٹھے ہم ایسے کسی پر بیٹھے

رکڑون جو ایڑیان بہی تو پوچھون نہ تنگ یار
تقدیر نے دیے ہین وہ تجربے سا مجھے

قربان تیرے ہین تری بخشش کے مین نثار
بوسے کی بدلے داغ کیا ہی عطا مجھے

اک بوسہ اپنی دست حنائی کا دی مجھے
کافی ہی میرے خون کا یہ خون بہا مجھے

شاید کہ قافلے مین ہی ابرو کمان کوی
اک تیر مارتے ہی صدای درا مجھے

جب مین نے ہاتھ پاون نکالی شباب مین
اے عشق تونے کردیا بیدست و پا مجھے

کم کی ہی مین نے سب سے ملاقات بکقلم
نا آشنا ہی کوی یا آشنا مجھے

نکلو نہ گھر سے زلف دو تا کو سنوار کر
دو ہرے بلاو نمین نکرو مبتلا مجھے

سرمایہ حیات تمہین جانتا ہون مین
کوئی نہین عزیز تمہاری سوا مجھے

ای ہجر وصل یار ہی ہین نے نصیب ہون
معشوق بہی ملا تو بڑا پارسا مجھے

یار خود رفتہ ہی شکوہ ہی فراموش مجھے
۵۸۶ گوش کر اوسکو ملی ہین لب خاموش مجھے

اب تو پہنچی ہی یہ نوبت مری بیہوشی کی
سر پہ نقارے بجاؤ تو نہ ہو ہوش مجھے

بلبلونکا ہے عدو باغ مین تیا پتا
گل کے تہالے نظر آلی پہ خسپوش مجھے

اپنے سر جرم لیے یہ بہی حق قاتل کا
خود گران بار ہوا کر کی سبکدوش مجھے

یہ سمجھ کر وہ بڑہاتا نہین گیسو تا دوش
تا نہ سمجھے کوی ضحاک کا ہمدوش مجھے

وہ شراب اور کباب آج مجھی دی ساقی
کہ نہ یاد مریا کہین بہنوش مجھے

سبزہ گرد لب جانان ہی تو ہو کیا غم ہی
لذت بوسہ نہ نیش بہی ہی نغش مجھے

ردیف شین معجمہ

سوای راہ عدم کچھ نظر نہین آتا	نظارہ موی کمر کا ہوا د بال مجھے
صفای سیر اور اوسکی ہوی جمع ہوای مین	غبار قمقمہ دل ہوا گلال مجھے

خدا کی دید کا ای ہجر کیا مین قایل ہون
کہ بندی کا بھی میسر نہین جمال مجھے

٥٨٨

عطر بالو نمین لگاتا ہی سونگھاتا ہی مجھے	یہ بھی اک پیچ ہی وہ دام مین لاتا ہی مجھے
دہیان رہ رہ کی ملاقات کا آتا ہی مجھے	دیکھ اون اوس گل غنچی ابھی ہلاتا ہی مجھے
اوسطرف جا کی سلامت نہین پہر آتا کوی	کدہر ایجوش محبت لیے جاتا ہی مجھے
یہ کبھی طرز ملاقات نہ تہا اوس گل کا	کسنے یہ آگ لگای کہ جلاتا ہی مجھے
صبح ہو جاتی ہی فرقت مین نہین نیند آتی	رات بہر یہ دل بیتاب جگاتا ہی مجھے
مین تو سر اپنا ٹہیلی یہ لیے پہرتا ہون	ہاتہ کیا قبضی یہ کہ رکہ کی ڈراتا ہی مجھے
ہاتہ پکڑین جو نہ احباب چہری گہونپ نہین	دلکو پہلو سی نکالون کہ ستاتا ہی مجھے
پڑ رہون پاینتی اوسکی یہ مجہی حسرت ہے	دیکھون کب طالع بیدار سولاتا ہی مجھے
روٹھ کر میری فریمین خلل انداز نہ ہو	گالیان کہانا ہی مجھی چہیڑ کی بہاتا ہی مجھے
یاد آتا ہی مجھے برق شمایل میرا	ابر کیون اپنی طرح آکی رلاتا ہی مجھے
ناز کرتی ہین جو اناں چمن ہی کیا خوب	گل باد ام بھی اب آنکہ دکہاتا ہی مجھے
میرا ساقی وہ سخی ہی جو طلب کرتا ہون	بہر کے ساغر ہی کوثر سی پلاتا ہی مجھے
دل پاسے نہ ملون دلکو تسلی کیا دون	سخت ناچار ہون کچہ بن نہین آتا ہی مجھے

دور ہی دور سی دیدار کی حسرت رکھے — پھر ہی شمع سی پروانہ جو صحبت رکھے

اب تو رکھا ہی قدم کوچہ رسوائی مین — حق تعالی مری عزت مرے حرمت رکھے

اوس پریرو کو جلانیکی خوشی ایسی ہے — سیرِ کلمین جو پہنے ہو وہ نوبت رکھے

کھینچے نرگس کو نہ کانٹو نپہ دم سیر کہین — حال بیمار پہ وہ چشم عنایت رکھے

سابقہ افعی گیسو سے پڑا ہی جسکو — کیا بھلا اثر دہ سے وہ دہشت رکھے

لوٹ دنیا مین اسیطرح نظر پاک رہی — جسطرح آنکھ نہ سرمی سی کدورت رکھے

دشت وحشت کی کرے سیر جو دیوانہ عشق — جو بگولی کیطرح پاؤن مین طاقت رکھے

چمن حسن کی کیا سیر کرے طائر دل — ہوش اوڑ جائین جو پرواز کی طاقت رکھے

قبر پر پھول چڑہین اور ہمین داغ ملین — کوئی مردہ بہی ہمارے سی نہ قسمت رکھے

مرنیکے بعد بہی اندیشہ رسوائی ہے — پوٹ مین لیکئی کچھ خلق نہ تہمت رکھے

رنج پر رنج سہے شکر کرے فقر یہی — آج فاقہ ہو توکل روزیکی نیت رکھے

دار منصور کی حق مین ہی یہ ہو دہ بان — وہ انا الحق کہی جو کچھ نہ حقیقت رکھے

لہر وٹہا نا اوسی سیاہ نہین شعلی کیطرح — خس خاشاک سی دنیا مین جو حاجت رکھے

سبکی نظرونسے گرے ہتی ہین اہل اغراض — سبکی آنکھوں مین وہ ٹہیرے جو نہ حاجت رکھے

منہ لگاؤ تم ادہی طوطی خطکے مانند — بات کرنیکی جو مطلق نہ لیاقت رکھے

پھر نہ ان سنت دو ناک نہ شرمندہ کرے — اپنا ممنون مجھے سیر قناعت رکھے

پھوٹ کر تا ہو عملین اوت کیطرح فکر ونسے — تا کجا جوٹ سی محفوظ طبیعت رکھے

کہاے کچہ سو رہین تجویز مین آتا ہی ہی — شب فرقت کی مریضونکا مداوا ہی یہے

تشنہ دیدکی کیا خوب خبر لی تمنے — منہ مین پانی تو جوانی مجہی شکوا ہی یہے

دیکہین کیا جی پہ گزرتی ہی شب وعدۂ وصل — بند ہو جائین نہ آنکہین کہ مین ترکا ہی یہے

جلوۂ قامت جانان کو قیامت سمجہو — مردی او نہ کہ جسمی دیکہین وہ تماشا ہی یہے

زلف پیچانکی ہوا سے مجہے اللہ بچائی — ہوش آندہیکے اوڑا دینی بگولا ہی یہے

محفل مین کہون یار سی کیا حال اپنا — قفل اغیار کی منہ پر نہین کہٹکا ہی یہے

غم کچہ اسکا نہین اشکو نمین اثر ہو نہ ہو — ائے ہی چشم ہنسینگے ہمین رونا ہی یہے

بخدا او صنم جدائی مین اگر موت آئے — ملک الموت کو سمجہون کہ مسیحا ہی یہے

زینت و لہو و تفاخر سے نہ مالوف رہو — ہمکو قرآن سی ثابت ہی کہ دنیا ہی یہے

کوی اس زلف کے پہندی مین گرفتار نہو — جسکا مارا ہوا مجنون ہے وہ لیلا ہی یہے

سانپ کے قسم یہ مچہلی ہی جو بہنے ہی وہ شوخ — زہر ہی جسمین چہ ہندیکا وہ ہندلہی یہے

اسکی رنگت سی مجہی خون کی بو آتی ہے — جسکا یہ تہا ہی رنگی دوپٹا ہی یہے

جسنے دیکہا تجہی وہ تیرا خریدار ہوا — ای صنم تو ہی کہ یوسف مجہی دہوکا ہی یہے

کیا ہی خسار پہ چمکتی ہین گیسو جی غش ہے — طور پر شعلہ بنا تہا وہ بہبوکا ہی یہے

کو یہ عشق مین جگی ہی فقیری اپنی — ہم گدا جسکے ہین چاند کا ٹکڑا ہی یہے

ہو قمیں بجلی کی وڑائی ہی ہی تبسیی + — جس سے خورشید جہپکتا ہی وہ مکھڑا ہی یہے

حال اسوقت مری انکا نہ پوچھو یجان — دوڑ کر تمسے لپٹ جاؤن ارادا ہی یہے

مر مر گئے اسطرح بسر کی شب فرقت	سکتہ سا رہا سانس وہ دو پہر آئے
ہر مے کو خریدیں نکے تری کوچی کی مٹی	اک ٹوکری اکسیر سیہ اگر آئے
منزل پہ کہا حال کہ بازار جہاں مین	جان سفری زاد سفر بیچ کر آئے
رکھا قدم اوسنے جو مین دروازے کے اندر	اک جان سے اپنی تن بیجان مین پھر آئے
عقبے مین کسی شی کی مجھے کیا ہو توقع	دنیا مین مری کونسی امید بر آئے
خمخانہ ساقی مین ہے بر شک فلاطون	یہ عقل نہ زاہد کو کبھی عمر بھر آئے
گلزار مین دیکھا جو مرے سرو روان کو	قمری سر شمشاد سے نیچے اوتر آئے
ہر اوسنے جھکایا مجھے خونبار جو دیکھا	آنکھوں مین حیا آنسوونکی بدلی بھر آئے
فرقت مین جو اولجھی ہوی بالونکی خبر لے	آرہ لیے کنگھے کمر بالای سر آئے
تا منزل اول نہ چھٹا روح سے قالب	لپٹے ہوی دامن سے یہ گرد سفر آئے
ہم ایسے پراندوہ اوٹھے داغ عنائی	جب دفن ہوی گورکی چھاتی بھر آئے
ایعشق مجھے خدمت خارا شکنی ہے	فرہاد سے ہوگی نہ کبھی عہدہ بر آئے
مقبول جہان ہے سخن ابن ہیچمدان کا	اطفال کی باتین ہین سے ہرزہ در آئے

اے بحر یہ طوفان ہے یا حشمت دل ہے
پل ٹوٹ گیا سینے کا جب جوش پر آئے

کبھی نہ دنیا مین چین پایا ہمیشہ رنج و الم اوٹھایا	۵۹۰	یہان کے ہنسنے سے ہاتھ اوٹھایا چلی عدم کو قدم اوٹھایا
اسیر دل جگر ہمارا مرے اگ بھڑکی اوٹھی لپٹ سی		فرشتے بھی الامان پکارے وہ داغ دل مین غم اوٹھایا

ریختی ولی

پہلے سی پاؤن نکالی تو چلی عشق کی راہ — کام اول ہی مین ہم منزل اول آئے
منزلت شہر خموشان مین کرو فکر کی نہین — کون پرسان ہی عزا اسی کہ پیدل آئے
نام کہ جاتی مرشد کی ہی دولت ہم — گنج ہاتہ آئی جو غازی سر مقتل آئے

حج کو جاؤ کہ زیارت کو تردد کیا ہی
زندگی شرط ہی بحر آج گئی کل آئے

	٥٩٧	
یاد جسوقت کرے جنبش مژگان آئے		لاکہ نشتر کی تلے اپنی رگ جان آئے
تلوی جلنے لگے مہندی جو لگائی اوسنے		درد سر ہونے لگا رامش افشان آئے
آجکا دن بہی کٹا یار نہ آیا افسوس		تارے گنوانی مجہی پہر شب ہجران آئے
اوس مسیحائی کسیدن نہ مجہی یاد کیا		کوئی ہچکی نہ مری درد کی درمان آئے
ٹکڑے ہوتا ہی جگر سنکے فغان بلبل		کسطرح تجکو ہنسی ایگل خندان آئے
دیکہنا ضبط ہمارا کہ دم آیا لب پر		وہ جو دلمین تہی نہ پر کسی عنوان آئے
وائی قسمت کہیے صرصر نے اولٹ دی نقاب		اوڑکی چہرہ پہ مین لف پریشان آئے
یار کے قدمو نسے روشن نہ ہوا گہر اپنا		دل جلانیکے لیے شمع شبستان آئے
تہی مجہی پر وہی ہاتہونکی صفائی منظور		سان پر لگ کی نہ پہر تیغ صفاہان آئے

مر گئے ہم نہ زمانے کی ہوا بدلے بحر
کوئے بدلے مری گور پہ گریان آئے

	٥٩٨	
دل ہے صاف کدر یار نہ آئی بالی		آئنی پر کبہی زنگار نہ آئی پائے

ردیف یائے تحتانی

قطعہ

١٢ اب نہین ہرزہ گردی مین بحر
ضعیف سے اب ہی جیا کیجیے

ردیف یای مجہول

کاٹ کر رکہدو سر اپنا بھی عزیزکا ہی قبول اوٹہ کی زیر قدم آنکہین مین بچہاؤن یارب بحث اچھی نہین معیوب ہی لازم تو یہ ہے		یار کے قبضی مین تلوار نہ آنے پائے طاقت آجای وہ دلدار نہ آنی پائے کہ قوافی مین بہی تکرار نہ آنے پائے
	بحر کچہ غم نہ کرو دلکی جدا ہونے کا اب بغلمین یہ بداطوار نہ آنی پائے	
خلق کی باتو نسے بیگانی کو ابنا کیجیے اوسکے ہاتہون آگمین جلنا گوارا کیجیے دست بردار اپنی جینی سی ہین کیا دکہلا مین نبض سوچ رکہنا تہا مقرر کوئی تقڑ اس ہیچ کا ناتی ہے ہی فقیر ہمین بہی پیر استاد کو	٥٩٩	چال وہ چلیے کہ دلمین راہ پیدا کیجیے اپنی دلکو کیون ہتہیلی کا پہپہولا کیجیے تسنخ قسمت مٹی تو کچہ مداوا کیجیے پہنس گئے اب تو ہم اوسکی دام مین کیا کیجیے بہیک کی ٹکڑو نپہ مرشد کا پیالا کیجیے
	چین دینے کے نہین اے بحر یہ بلبل تہار دنکو تڑپا کیجیے راتو نکو رویا کیجیے	
مرض پالیے یا دوا کیجیے کسیکی نشانی ہے داغ فراق پہنسا یا ہمین آپ نے دام مین نہ پوچھو مزاج اپنے بیمار کا بہو ونمین بہی زلفونکا بل آگیا	٦٠٠	محبت کا ہے درد کیا کیجیے اسے سینے سے کیا جدا کیجیے کوئی آج قید سے رہا کیجیے دم وا پسین ہی دعا کیجیے مقدر کے ہین پیچ کیا کیجیے

بن ٹہن کے گہر مین بیٹہیے یا چوک جائیے
جو بات ہو حضور کے شایان کیجیے

کہبراکے اوٹہ کہڑی ہوی کیون بیٹہیے بہی
محفل کو دوستون کے نہ ویران کیجیے

سنظور ہر طرح ہی مجہی آپکی خوشی
یہ جان نذر ہی تم احسان کیجیے

خالق نہ دیگی ہیکو محبت کا جو صلہ
مرجائیے نہ جیا دہ کا ارمان کیجیے

شعر سخن کو ہجر مین بہی گا نہ چہوڑ
بلبل کی کیون دماغ پریشان کیجیے

۶۰۲

ان گلونسے صورت گل کیا جدائی کیجیے
چار دنکی واسطے کیا آشنائی کیجیے

حسن کی خیرات مانگی ہی جو ہاتہ آئی کہین
تاج سلطانی کو کشکول گدائی کیجیے

وای غیرت جین پیشانی منعم دیکہیے
کہینچکر قشقہ جبین پر بینوائی کیجیے

ہجر مین حال ہی کوئی نہین پہچانتا
آشناؤنسے دوبارا آشنائی کیجیے

پاؤن رکہنے کا اگر قدغن ہی کوی زین
سر کے بہل چلیے اگر اپنی رسائی کیجیے

جان نثار روز مین ہمار اپنا بہی ہوجائی کہین
ہاتہ پر سر رکہ کی قسمت آزمائی کیجیے

جا بیہ پہلو نکی لیتی ہین کانٹونکو آب
باغ عالم مین بروں سے بہی بہلائی کیجیے

تیرے چہلے کا جو اپنی ہاتہ پر گل کہائیے
دست بیضا سی برابر کی کلائی کیجیے

منہ چہپا کر ایسا تڑپا یا کہ ٹوٹی استخوان
اب دکہا کر زلف کا رسوائی کیجیے

جان و دل سی آپ پر قربان ہین مالک ہین آپ
جانستانی کیجیے یا دلربائی کیجیے

ایک دلسی آفتین دو ہری جہیلی جائینگے
زلف کو سنڈ و ہی مہر کج ادائی کیجیے

کیون ہماری سدرہ ہوئی سگان کوی ادب
لو لگی ہی جان کو کسکے چراغ حسن کے

گوشت یہ کسکی لیی ہی استخوان کسکے لیے
محفلو نمین پھرتی ہین پروانہ ساں کسکے لیے

اوٹھ گئی احباب سب اب کون ہی محفلین یکجہر
نقش پا کی شکل بیٹھی ہو یہان کسکی لیے

۴۰۵

ذی مقدرت نہ مست غنا ہو تو جانیے
جم جرعہ نوش جام گدا ہو تو جانیے

عیسے سے ہی عاشقو نکی دوا ہو تو جانیے
بیمار ہجر کو جو شفا ہو تو جانیے

بلبل پھڑک کی جال سے آزاد ہو گیا
زلفو نمین پھنس کے کوی رہا ہو تو جانیے

کیونکہ یقین ہو کہ وہ پوری ہین بات کے
ہمسے جو کوی وعدہ وفا ہو تو جانیے

سلجھا ہی اپنی بال جو تمنی تو لطف کیا
ہم عاشقو نکی عقدہ کشا ہو تو جانیے

بتلاے کون کعبۂ مقصود کا پتا
اپنا ہی دل جو قبلہ نما ہو تو جانیے

فصل بہار تمکو مبارک ہو بلبلو
اپنا نہال عشق ہرا ہو تو جانیے

محراب مین سجود کیی شیخ نے تو کیا
خنجر تلے جو سجدہ ادا ہو تو جانیے

کہتا ہی ظلم یار کی رفتار ناز سے
پامال ساری خلق خدا ہو تو جانیے

ارباب عشق قائل تاثیر عشق ہین
معشوق عاشقو نپہ فدا ہو تو جانیے

تا گوش ماہ کلبک کا نالہ گیا تو کیا
تم تک ہماری آہ رسا ہو تو جانیے

سوزن ہی وہ نکیلی فقرہ نام کے لیے
چاک جگر کسیکا سیا ہو تو جانیے

زاہد بہی دیکھکر اوسی کرتی ہین دعا
یارب یہ حور ہمکو عطا ہو تو جانیے

ردیف نون

قطعہ

ہم مسافر ہیں سرا دنیا ہے چند ہے مقام	ق	چار دن کے واسطے کیا دولت و زر چاہیے
زیست پر جسکو حکومت ہو وہ ڈہونڈہے سلطنت		جو رہے دنیا میں اوسکو تخت و افسر چاہیے
اسپ چوبی پر نہ چڑھنا ہو جسے انجام کار		ہاتھی گھوڑا پالکی اوسکو میسر چاہیے
خاک پر جسکو نہ سونا ہو اوسے دیبا ہے فرش		گور میں جسکو نہ رہنا ہو اوسے گھر چاہیے
اپنے آگے تو امیری سے فقیری خوب ہے		فرش و مسند چاہیے کیا گر نہ گھر چاہیے
ساز دنیا ہیچ ہے سامان عشرت ہیچ ہے		چاہیے اطلس کمخاب و مشجر چاہیے

بحر جو جیتے ہوئے کام آئے وہ درکار ہے
ایک تسمہ ایک تہمد ایک چادر چاہیے

غازۂ توبہ سے زیبا روی انسان چاہیے	۴۰۸	ہاتھ میں آئینے کے جاتر عصیان چاہیے
چار دیوار عناصر جلوہ گاہ یار ہے		قد آدم آئینہ ہے چشم عرفان چاہیے
دورۂ عالم میں خواہان سلیمانی نہ ہو		اس نگہ ہی پر نگین داغ حرمان چاہیے
روشنی آنکھوں کی ہے مانند ساغر نوری		لاؤ بوتل سامنے شمع شبستان چاہیے
جو کڑے ہیں جھیل جاتی ہیں کڑیاں عشق کے		دانۂ زنجیر کو دندان سوہان چاہیے
واہ کیا ابروی جانان میں کجی دل آفرین ہے		ان کمانوں کے لیے چلہ رگ جان چاہیے
کوئی لادے خاک کوی یار سینے پر ملوں		درد اوٹھا ہے جگر میں آج درمان چاہیے
آمد آمد اپنے دل میں ہے غم محبوب کے		جان نکلی تن سے استقبال مہمان چاہیے
یار کے سیب ذقن کا وصف لکھتے ہیں بحر		آم کہاں کے کھمارے باغ رضوان چاہیے

ردیف الجیم

یا الٰہی خیر پھر آئے بہار		کیا شرارہ لائی سودا دیکھیے
گل جو کچھ صورت ہوئی تہی شگفتے	ق	اور ہی ہے آج نقشا دیکھیے
ابروؤن مین پھر گرہ پڑنے لگی		بل طبیعت مین پھر آیا دیکھیے
درد مند چشم ہین درمان طلب		دیکھتے ہی ہین مسیحا دیکھیے
دیکھیے داغی دلونکو اذن عام		پہول والونکا بہی میلا دیکھیے
انتظار یار کہتا ہے یہ ہے		زندگی جبتک ہی رستا دیکھیے
وصل ثابت ہی تفاول سے مگر		کب وہ آتا ہی زمانا دیکھیے
کیا بلا ہی بد ہے یہ باد خزان		ہوگئی سب پہول پتا دیکھیے
بزم ناپرسان مین قسمت لائی ہے		بیٹھیے اپنے اگر جا دیکھیے

سحر اگر چمکا ستارہ عیش کا
اڑلیے گردونکا مجرا دیکھیے

کب سولاتا ہی چھپر کھٹ دیکھیے	۲۱۱	پھر بھی لیتی ہین وہ کروٹ دیکھیے
ساغری ہین دوالی کے چراغ		مغبچونمین چلکے جگمگاہٹ دیکھیے
پردۂ فانوس مین روشن ہے شمع		گوری گوری سنہ پہ گھونگھٹ دیکھیے
ہم بُری حالون مین ہین تو کیا آپ کو		آپ بس اپنے سجاوٹ دیکھیے
کعبۂ مقصود ہے بیت الصنم		کیجیے سجدی جو چوکھٹ دیکھیے
سب لگے ہین یار کے قدمونکی ساتھ		کہائیے کچھوی پرانوٹ دیکھیے

ردیف الیاء

اثر جذبۂ عاشق جو نمایاں ہو جاے
دیدۂ کبک کا تار اسہ تابان ہو جاے

جزو مین کل کا ہی عالم جو خدا آنکھین دے
ہر ورق طفل شگوفہ کو گلستان ہو جاے

ہمنو کیا ہین جو خضر سی بھی کری بازی عشق
گوی دل کی لیے سینہ کف چوگان ہو جاے

جو معشوق بھی جو سر عاشق ہی یہی
سر اگر خاک پہ لوٹی دُر غلطان ہو جاے

دیکھین اوس بت کو تو ماہیت ہا دگر قلب
قلب نا قوس ہو زنار رگ جان ہو جاے

مجسے سیل مژہ یار جو کاوش کرے
دیدۂ داغ مین ہر سر شب ہجران ہو جاے

سیکھ لے مجسے اگر معنی ترکی بندش
نفس کے منہ مین گہر قطرۂ نیسان ہو جاے

جوش پر آی اگر داغ عنادل کی بہار
وجد ہر گل کو ہو طاؤس گلستان ہو جاے

دانۂ خال کے خاطر مین عبث دیتا ہون
یہ وہ غلہ نہین بارش سی جو ارزان ہو جاے

نحب برگشتہ ہین ایسی مین ڈہونڈہوں معشوق
قاف مین حور پری خلد مین نہان ہو جاے

بحر اگر اوس گل خورشید کا سایہ پڑ جاے
چاندسی چاندنی کا پہول دو چندان ہو جاے

۶۱۴

بال ہاتہ آی تو تابع وہ پری رو ہو جاے
موٹہ زر کی مری محبوب کو جادو ہو جاے

آب افشان لب دریا ہون جو دندان صنم
کہل کے ہنسی در شہسوار کی جلو ہو جاے

اپنی محسن کی بہلا کچہ تو کری رو دار
ماہ نو چہرۂ خورشید کا ابرو ہو جاے

مین وہ گم ہون جو مجھی خضر بھی ڈہونڈہی نہ پای
عمر مانند نفس صرف تگا پو ہو جاے

رنگ کے ساتہ اوڑی آپ بھی ہلکا ہو کر
لعل دیکھے تری جگنی کو تو جگنو ہو جاے

[illegible]

اوسکے جلوے سے ہوں محروم گستاخی کے سبب / صاف دل ہو تو ابھی آینہ داری ہو جاے

ستنجا ہی نہیں ملنی کا جو گزرا ہفتہ / سات دن ہر کوئی گو ہفت ہزاری ہو جاے

مژہ یار نے تو زخم ہمارے نہ سیے / سوئی اپنی کہیں عیسی کی نہ پیاری ہو جاے

زلف یاد آئے تو کیونکر نہ کرے دل فریاد / تار چھیڑے جائیں جو تو بھی یہ ستاری ہو جاے

نہ تھکے گریہ و فریاد میں یہ دیدۂ دل / اپنے اپنی غم و اندوہ میں باری ہو جاے

سازواری ہو قدم فصل بہاری تیرا / جان بلبل کو بھی یہ حول بہاری ہو جاے

اے بت ہم بھی تو جانیں کہ صنم ہوتا ہے / تم میں بھی کوئی صنم جان ہماری ہو جاے

جیسے ہی ہر کہا کر اوسی اتنا یہ جو ہوں / کیا کرے وہ جو کوئی جا نسے عاری ہو جاے

شعلۂ حسن جو بھڑکے تہ داماں چمن / رتبے میں گھانس کا تنکا بھی کناری ہو جاے

تیری ہاتھ آئے اور سے بہت مشکل ہے / طائر رنگ حنا بار شکاری ہو جاے

تیرے کشتوں کو تمنا ہے ملے خضر کی عمر / دہن زخم سے گریہ شکر گزاری ہو جاے

بحر جار آنسووں سے پار لگے کا بیڑا / رو و رو دینے سے اگر کار براری ہو جاے

٦١٦

حسن کامل ہے تو ہو زور نمائی ہو جاے / مہر سے پنجہ یہ تو سے کلائی ہو جاے

تیری قد سو نہ سے جو آنکھوں کو جدائی ہو جاے / شیر سے روئیں کہ قالین ترائی ہو جاے

علم آہ میں باندہوں رگ جاں کا چلہ / اوسکی درگاہ میں شاید کہ رسائی ہو جاے

جھک گئی پیٹ میں ابرو سی جو شکل محراب / ہر صنم دیر میں مسجود خدائی ہو جاے

ایصنم دولت دیدار لٹائی تو جاے
دور قحط خلق خدا جام گدائی ہو جاے
ہاتھ آیا ہے مجھی پاروہ نازک اندام
چوم لوں اوسکی ہتھیلی تو حنائی ہو جاے
حسرت باغ اسیری نہ ہو پیدا صیاد
بال و پر سے بھی گلے میں جو رسائی ہو جاے

[illegible]

آنکھین مندیکی نکلوا کی ماہ پاؤں تلے
کوئی بیمار محبت نہیں لاغر ہما

تمکو گھوری نہ کوئی چشم نمائی ہوجاے
نبض ساقط ہو تو سعد م کلائی ہوجاے

کوئی صورت نہیں افعی کی گرفتار چٹین
حکم ہیہانسی کا انہیں تو رہائی ہوجاے

دشت گردی کا ہی نشانہ ہی حسرت ہے
می انگور مجھی آبلہ پائی ہوجاے

سجدہ ہی کرتا نہیں بت کو سکے آگی
ہی یہ اندیشہ عبادت نہ ریائی ہوجاے

جو کہ سنکر ہین وہ معراج کا اقرار کرین
اوسکے کوٹھی پر اگر اپنی رسائی ہوجاے

زاہد و دعوت رندان ہی شراب و ...
کبھی میخانی مین بھی روزہ کشائی ہوجاے

پتلیان آنکہ نہیں جبتک ہین منور ہی جہان
بت ہوں پوشش تو اندھیر خدائی ہوجاے

بحر جو بات ہو مقبول بری بھی اچھی
نغمہ وہ نالہ ہی جسکی شنوائی ہوجاے

نقوش جام کی ساقی فسونگری ہوجاے
پری اوڑا و نمین بنت العنب کی ہوجاے

کبھی جو زیب بدن جامہ زری ہوجاے
وہ اوڑ چلو کہ پری کو بھی پری ہوجاے ۶۱۸

ہر ایک شعر مین فکر بلند کا ہی یہ قصد
کہ اس زمین کو فلک سی برابری ہوجاے

اگر ملے تری کوچی کی خاک بردار
طبق نیاز کا پریونکو ٹوکری ہوجاے

نہ تاک غیر کو چشم کحیل سے ظالم
نہ میل سرمہ مجھی تیر کی سری ہوجاے

بہار سبزہ شمشیر استحان دیکھین
کبھی تو کھیت پہ کشتہ دل ہری ہوجاے

سفید سر ہو تو عشق کا کیا تعجب ہی
پڑی جو برف تو اعضا کبھی ٹھہر ہوجاے

ردیف یای تحتانی

کہان نصیب کہ ہم باریاب خدمت ہون
قبول ہو جو غلامی سکندری ہوجاے
سر بریدہ سنان پر بلند کر ظالم
مجھے سپاہ شہیدان کی افسری ہوجاے
خدا کی دیدہ عاشق مین وہ دیا ہی اثر
جو دیو بر نظر انداز ہوں پری ہوجاے

امید لطف و کرم خاکسار رکھتی ہین	ای آفتاب کبھی ذرہ پروری ہو جای
خدا کی فضل سی سرسبز ہے کلام اپنا	عجب نہین ہی جو شاخ قلم ہری ہو جای

متاع بحر کو شعری کہنا کی لیتا ہی
خدا کری کہ خریدار مشتری ہو جای

فاقہ مستان محبت کو می کوثر دے
ای ہلال رمضان بہر کی مجہی ساغر دے

یار کی ابرو ومین ہو جو تصرف کی جگہ
کوی اس بیت مین معنی محبت بہر دے

حیف ہی ہم نہین قائل تری ساقی کی
تو وہ ہی ہنس کو دانی کی عوض گوہر دے

میکشو موسم گرما مین ہی برید ضرور
آب تربز ہو شراب اور گزک ہون سر دے

زیب و زینت نہین ارباب فنا کی گہرمین
خانہ گور کو درکار نہین چہت بر دے

در و دیوار سے یہ معلوم ہوا ای جراح
دل نہین ہی کوی یہ بہتا ہی ای نشتر دے

یون مجہی سیر دکہا باغ بہا کی یارب
ہاتہ کو زردی مری طائر دلکو پر دے

تا کجا کوی جدائی مین رہون آوارہ
کہول اب تو در الفت مجہی دلمین گہر دے

حسرت صید گہ یار ہی ایسی مجکو
مرغ دل تیر سی کہتا ہی مجہی شہپر دے

آرزو ہی شفق صبح کا عالم دیکہون
کہو ساقی سی کہ کنتر مین می احمر دے

اسقدر مجسے مخالف ہی مانی کی ہوا
شمع روشن کرون گہر مین تو صبا گل کر دے

کونسا دل ہی کہ جو تجہسی گرفتار نہین
بال باندہی تو نی لغو نکی ہین لا کہون بر دے

باغبان گل کسی سمجہا ہی تو بلبل کیسا
جلوہ عاشق کو دکہاتا ہی صنم دیر پردے

اچھونکی کوی بات نہین ناگوار طبع — میٹھے ہین گالیان بھی جو صاحب جمال دے
کے دن یہان رہیگا عمارت اوٹھا کی تو — عقبے مین گھر بنا جو خدا تجکو مال دے
قنا داگر سنے تیری شیرین سخن کا وصف — کہاری کنوین مین قند کی کوزونکو ڈال دے
ساقی فزا ہی گرمیو مین آب سرد کا — بوتل شراب ناب کی شوربے مین جہال دے
کامل سے دو ہفتہ ہوا شب تو کیا — جسکو نہ ہو زوال خدا وہ کمال دے
استاد کوی ایسا نہین جس سے تو کہو — میری غزل کے عیب و ہنر دیکھ بہال دے

پینے کا ذوق شوق اگر ہی تو اسکی سال
لکھ بحر بھٹیونکا اجار اسوال دے

نعمت دنیا سے میری بینوا پیدا کرے — اپنے رو ٹھی سو کھی ٹکڑ و نمین مزا پیدا کرے ۲۲۲
درد اوس بیدرد کے دلمین نہ پیدا کرے — کچہ رسائی میری آہ نارسا پیدا کرے
یا تو یہ دل پائمال خلق ہو سبزے کی شکل — یا کسی تک دسترس مثل حنا پیدا کرے
عشق جسکا نام ہی وہ ہی موتکا پیغام ہے — جان دو بہر جو جیسی وہ دلربا پیدا کرے
چال ایسی چل کہ عالی مرتبہ ہو جو مین قدم — شمس کے تسخیر تیرا نقش پا پیدا کرے
حال غم روشن ہوا مین بہر یہ شعر اہی — کیونکہ اپنا اشک اختر کی ضیا پیدا کرے
دونون عالم مین نظر آتا نہین تیرا نظیر — ہی وہ احول جو کہ تجسا دوسرا پیدا کرے
زاہد و ایسا ہو تو دامن اگر رکھ دو دن مقیم — سوچ کوثر کی تمہارا بوریا پیدا کرے
ایک دو کا شکوہ کس کسکی شکایت کیجیی — اور خلقت ہو نئی دنیا خدا پیدا کرے

ردیف ی

قطعہ

زبان ہم ہی ہین کہ سمجھا اپنی زبان

صفائی تو ہین سیاہ دل کہ کدر گزرے

خلاف محتسب اتنا ... کیل بہلو

خدا کے لیے سر پہ لگی تیر گزرے

تمہاری پاس ہی او نہ کہ ہم نہیں ہم پہ گزرے

جو بسمل ہین ہی تہری کوی دم بہ گزرے

وہ بیوفا ہوری پاس ایک دم بہ گزرے

اگرچہ سینے مین بیچ یار ... بہتی ہین

برنگ سایہ نشیب و فراز ...

خوشی نہین جو ہمی غم نہین جو ہم بہ گزرے

یہ راستی ہی کہ ہین کہ لا لہ بہل کنارے

مگر نہ زلف کی مانند پیچ و خم بہ گزرے

برنگ برق ہنشین کیون نہ اپنی ہستی

کر گیا وجود مین ہم ای کیا عدم بہ گزرے

طریق راہ نمائی مین جو نکین سرگردان

بنین گی میل سنازل اگر قدم بہ گزرے

گل مراد ملا کسکو باغ دنیا مین

ہمین تو پہول ہی اج ای نعم بہ گزرے

کمینی کو سر پر چڑہایا ہی تمنے	اوتر جائیگی ساری عزت تمہارے
کہان شیشۂ دلنی کہائی ہے ٹکر	کہان جا لگی پہوٹی ہی قسمت تمہارے

کہو کچہ ایسی ہی تہی شکل آگے
ہوی کسکے پیچہے یہ صورت تمہارے

۶۲۴

کبہی نہ اپنی جہالت سی آپ در گزرے	جو کچہ مزاج مبارک مین آیا کر گزرے
فساد ہی رہی جبتک رہا شباب اپنا	ہزار شکر کہ ایام شور و شر گزرے
بنی ہی جان پر ایسی کہ اب نہین امید	کوی گہڑی کوی ساعت کوی پہر گزرے
کبہی جو یار کی آنکہو نسی لڑ گئین آنکہین	مژہ کی تیر کلیجی کو توڑ کر گزرے
عدم سی ای تہی ہستی مین کیا بری ساعت	نہ اسقدر جیے ہم رنج جسقدر گزرے
خدا نے چاہا تو وسعت کو اب چاہینگے	اگرچہ سانحہ گزریگا جان پر گزرے
مثال باد صبا کوچہ گرد ہتی ہین	کبہی ادہر کو گئی ہم کبہی ادہر گزرے
برنگ لالہ گئی ہم یہانسے داغ بدل	بشکل سرو نہ پہل پایا بی ثمر گزرے
جہان پونہچ ہوی اپنی وہان گئی سوبار	جہان ہوا نہ گزارا وہانسے در گزرے
کب آئیگا وہ آنیکا دن کب آئیگا	فراق مین تو کئی چاند اقمی گزرے
جنہین سمجہتے تہی ہم یہ رہینگے اپنی بعد	ہزار حیف کہ وہ ہمسی پیشتر گزرے
نہ دیکہی آئنی مین پہر کبہی جمال اپنا	اگر پری کے نگاہونسی وہ بشر گزرے
سمجہ تجلی زر کو چراغ کم روغن	کہان امید کہ عشرت مین رات بہر گزرے

[illegible]

کبھی افسوں نہیں نپائیگا یہ تاثیر کوئی ۶۲۶ کان رکھکر تو سنی یار کی تقریر کوئی
بیٹھتے ہیں جو کبھی پاس اوٹھا دیتی ہو اپنے گھر آپ کی کرتا ہے یہ توقیر کوئی
آج تو عید ہے احباب گلے ملتے ہیں دور کرتے سے بھی ہو جاتی بغلگیر کوئی
کیا ہے عاشق کو تمنا ہے یہاں رہنے کی کوچۂ یار ہے منصب کو جاگیر کوئی
محتسب کا ہے جو کھٹکا تو یہ طرب سے کہو اسطرح گائی ترانہ نہو تحریر کوئی
کس سے احوال جہاں پوچھے غافل ہیں جہاں خواب میں خواب کی دیتا نہیں تعبیر کوئی
کونسا گھر ہے کہ جس سے نہیں مردہ نکلا دار فانی میں مبارک نہیں تعمیر کوئی
چہرۂ یار کے اوصاف رقم کرتا ہوں نہ لکھی سورۂ والشمس کی تفسیر کوئی
تیری ایک ایک گرہ سنگ غلاخن سمجھے تجکو پہچانی جو اے زلف گرہگیر کوئی
نقش ثانی کو سمجھتا نہیں نقش اول بیچی یوسف کو خریدے جو وہ تصویر کوئی
اسطرح ڈوب گئی دلمیں نکیلی وہ مژہ میں نے جانا کہ کلیجے میں لگا تیر کوئی
اپنی زلفوں کی طرح مجھسے اولجھتا کیوں ہے عقدہ کھلتا نہیں کچھ بات ہے تقصیر کوئی

زندگی ہجر کی آروں سے نہیں کٹتی بحر
کمر یار کی لا دے مجھے شمشیر کوئی

سو ہوس ہوں بناتا نہیں اکسیر کوئی ۶۲۷ پیش جاتی نہیں تقدیر سے تدبیر کوئی
نیند آتی نہیں اتو نکوا نہیں سنتا ہوں کانتک اونکے گیا نالۂ شبگیر کوئی
ابرو قہر کا نہیں جو زد سے نگاہوں میں جو توڑ ترکش حسن میں اوسکی نہ رہا تیر کوئی

[illegible]

قطعہ

سمجھ و زرع حسن کو باغ سبز
تو جہ کہ ہر تم سے اسے دل ہوے
کسی تل کا دانہ ملا آج تک
کسی زلف کے بال حاصل ہوے
مسلط ہوے جان پر کالے ناگ
طبیعت جو زلفونپہ مائل ہوے
لگی کیسے سر سے ہوا سے غرور
یہ آندی جب اوٹھی نہ زائل ہوے

مسیحا پر انجیل نازل ہوے
مخطوط ہوا روی جان بخشش یار
نوازش سے دستک جا حاصل ہوے
[illegible] خوشی حاصل ہوے
[illegible] قابل ہوے
[illegible] ثابت جو حاصل ہوے
[illegible] فلک بیش کی بیمار ہوے
[illegible] ناروں کی ثشت

خزان مین بھی نہ چھٹا دامن چمن ہم سے	ہوی جو سوکھ کی کانٹا تو خار سبت ہوے
بنا ہی بخیہ قصاب ستم سے ظلم انکا	سب انگلیان ہوین چھریان تیز دست ہوے
حباب سی بھی جو ہیبون کی دل مین نازک تر	نظر کی بھی جو لگی ٹھیس شکست ہوے

تڑپ دکھانہ اودی بحر ماہی دل کی
غضب ہوا جو وہ تار نگاہ شست ہوے

٦٢٩

اپنی اعمال سے ہم بین خبردار ہوے	سوتے تھے سر پہ جو دہوپ آئی تو بیدار ہوے
گالہ پہ شونکو نظر آئی جو اوسکے رخسار	کانٹو نکی طرح نہ پھولونکی خریدار ہوے
ابرو ونکو ہوئی جنبش تو چلین تلوارین	کبھی جھپکی جو پلک برچھیونکی دار ہوے
ناتوانی کے عنایت سی ہوی نقش قدم	تیرہ بختی کے سبب سایہ دیوار ہوے
زخم سینے کی بہار آئی جو ہم نے اوسکو دیکھا	سبزے کانونکی مجھی ہم زنگار ہوے
کیا سلوک اپنی اقارب سی کرین آپ ہی دل	آب پیکان سے کہان تر لب سوفار ہوے
کچھ نہین فکر مساوات کی عالم مین یہان	داغ کام آئی کبھی پہول جو درکار ہوے
مین ہرن وہ عاشق لاغر کہ مجھی رہتی ہین	کوہ ذرہ سے ہوی گرد بیٹھے تو نکے غبار ہوے
استقدر دشت محبت مین ہی سرگردان	پھیلیے پاون بنی راستی ہموار ہوے
کیا خرامان ہوا وہ گل کہ چلی باد بہار	نقش پا پھول ہوی آتی گلزار ہوے
ہر طرف لوگ تماشی کو کھڑی رہتی ہین	ہم جو دیوانی ہوی رونق بازار ہوے
اتنو عاشق سی نہ شرماؤ گلی سی لگجاؤ	سبزہ آغاز ہوا روئین نمودار ہوے

رباعی مستزاد

[illegible]

قطعہ

[illegible]

بنی جسد مین زرِ غزل سے زمین | طبیعت جب اپنی محصّل ہوے

رہی عمر بہر بحر طوفان مین
نہ کشتی کبہی روبساحل ہوے

۶۳۱

بچہڑ کر ملاقات مشکل ہوے | بر نمین نہ پہر روح داخل ہوے
محبت ہی دونون طرف پر ہی فرق | کہین داغ ٹہیری کہین تل ہوے
گلوا اوا شتر ہوا پرسل ہو گیا | کسیدن جو یارونکی محفل ہوے
چہری تیز رکہتی ہی وہ چشم مست | مژہ سے بطرمی ہی بسمل ہوے
توانائی ایسے سفر کر گئے | کہ نبضون کو تحریک مشکل ہوے
سماے یہ آنکہو نمین محرم کی جام | کٹوری تری چشم محفل ہوے
ق تری چشم بیمار کے دید سے | یہ تاثیر اسی گل شمائل ہوے
کہ نرگس ہی زرد اپنی آنکہین ہین سرخ | ہوا اوسکو یرقان انہین سل ہوے
لبون کا جو بوسہ لیا مر گئے | نصیبون نسے شکر ہلاہل ہوے
جہنکائی کنوین تونے زہرہ جبین | فرشتونکی بہی عقل زائل ہوے
نہ پوچہو جو مہڑکتی ہی کیون میری آنکہ | کسے تیر مژگانکے بسمل ہوے
رہی داغ بنکر مرے آنکہ مین | جو پتلی نہ اوس گال کا تل ہوے
ق چلے سیکدین سے یہ حسرت لیے | نہ کیفیت وصل حاصل ہوے
نہ بنت العنب نے کیا اتحاد | کہ اپنی لہو مین نہ شامل ہوے

[illegible]

کبھی دیکھ لی جو رنگ بہار تعجب ہر ایک گل ہو چراغ چمن
کبھی ایک روز رہا ہی غضب نہ لگا تغیر رنج و تعب

نہ مزا ملا نہ پیٹ بھرا کبھی ہر نوالہ زہر ہوا
یہ طریق ہی مسافروںکا شام آیا صبح گیا

کوئی سمجھی یا نہ سمجھی کچھ ہی ہین معنی عزت ہے
رہا انتظار روز یہی ہا خاک گل ہو نہ کبھی

نہ تو اسلحا نہ رخت بدن نہ فرش تن سے اسیر چمن
بخدا یہ ہی فاسی بعید کوئی خاک کہی خشم ابد

نہ ڈر کسی سی بادہ کشو پیو شوق سی مگر کچہ دو

وہ خدا دی ہی اسکو یہین کبھی جنت خلد ورد ہوے
کبھی ایک شب عیش و طرب مجھی عمر بھر ہوے

ترے ان نعمت ای دنیا مجھی توشۂ سفر ہوے
جو رہا بھی چند روز رہا یہ اکسیکا گھر ہوے

جو بات اوسنی چاہی ہی ہو ہی چاہی عمر بھر ہوے
مرے غمین خزان ہی ہی کوئی شاخ خشک تر ہوے

مین خرید کہتا اپنا کفن مجھی قلم ارا ستفسر ہوے
سو غیر جسکی نگہ سی ہی یہ وہ نگہ کبھی ادھر ہوے

ابھی تھی حلال قاضیونکو می سرخ آب زر ہوے

کہو بحر کیا ہوا فی الفور مین کہتا تہا بری ہین یہ لوگ
ہے تم ذلیل یا کوئی اور کوئی بات کارگر ہوے

نقاب مین نہین ہو جہ بنہ چھپا ئی ہوے
نہ پوچھو کسلیے آنسو مین ڈبڈبائی ہوے

بنی گا داغ جگر ایکدن چراغ مراد
جنی ہی یار قمر چہرنی ضرور افشان

بنا دیا مری قسمت نی پھول کو کانٹا
بجا نہین کوئی کہا یل تمہاری ابرو نکا

٦٢٤

کسی غریب کا آتی ہین دل دو کھا ئی ہوے
کسی جگہ سی ہم آتی ہین چوٹ کھا ئی ہوے

بتو ہم اپنی خدا سی ہین لو لگا ئی ہوے
ستارے آج فلک پر ہین جھلملا ئی ہوے

کھٹکتے ہین مری آنکھو نمین وہ سما ئی ہوے
یہ دونون بیچی ہین سر مین بچھا ئی ہوے

ردیف یای تحتانی

[illegible]

روشن ہوا چراغ تمنا نہ خلق سے	خالق سے لو لگائی جو بی آہری ہوے
تو قیر اب ہماری نہین اونکے سامنے	وہ دن گئے کہ آپ تھی ہم اب اری ہوے
مٹی دل و دماغ ہوی کسر نفس سے	صد و نمین خاک پاک ہین ہم بھی بھہر ہوے
پیری مین یاد آئی جو کشت عدم تو کیا	کب ہوی ہی تخم عمل کب ہری ہوے
خالی نہ دوستو نسی وطن ہو دعا یہ ہے	تعویذ جسکیطرح رہین گھر بھہر ہوے
ہم بھی وسیلی چشمۂ الفت مین غرق ہین	خضر اپنی زندگی مین ہین جسپر مر ہوے
ای آہوان چشم صنم تمسے الحذر	پھولی کبھی چمن نہ تمہاری چیری ہوے
جسدن فراق یار کا پانسا پلٹ گیا	ہم جی او ٹھینگے نرد کی صورت مری ہوے
گولی کی ٹپی پر سے مجھی تاکتی ہین وہ	بندوق کیطرح ہین وہ مجسے بھہر ہوے
یہ حال ہو تو لطف ملاقات خاک ہو	بھڑکی ہوی وہ ہمسے ہم اونسے ڈری ہوے
رونے سے بھی نہ سبز ہوی کشت آرزو	ہم خار خشک ہی رہے جنگل ہری ہوے
لیجا ہماری پاس سے لی بنا یہ لعل داغ	مدت ہوی ہی تیری ہر ہر سری ہوے

فرمایا رحم رونی پر اوس سبزہ رنگ نی
ای بحر تخم اشک ہماری ہری ہوے

اسد رجہ ماہ رخ کی بلند اختری ہوے	۶۳۶	خورشید آسمانسے تجھی ہمسری ہوے
مقبول بے نیاز جہل ہنبری ہوے		درگاہ یار مین جو مری حاضری ہوے
قرآن او تیرا روی مخطط کیواسطے		اوسکے لب مسیح کو پیغمبری ہوے

کچھ پوچھیے نہ حال اسیران زلف کا
رکھ دین وہ اپنا ہاتھ اگر میرے سینے پر
اوٹھینگے آج ڈولیو پر چار پائیان
آزاد سے کلام خوش آمد بعید ہے
نادان نان بلب ہین بخوبی جہان مین
دل گھر ہے بدگمانیونکا اوسکی سمت سے
بلبل کے غم مین گل کا گریبان چاک ہے

پھانسی اجل سے مانگ رہی ہین پھنسی ہوے
ہاتھون دل و جگر او بہر آئین دھنسی ہوے
فتنے کی عطر ہے ہین دوپٹی بسی ہوے
کلمہ پڑہ رہین وہ جو ہین قفس مین پھنسی ہوے
دانا ہین آسیا ہی فلک مین پسی ہوے
وسواس درکہ دیکھ کی سو وسوسی ہوے
رہنے دین دست بقچی شگوفی کسے ہوے

ای بحر کیا یہ حال بنایا ہے عشق مین
مو ہای سر بڑہی ہوی کیڑی جیسی ہوے

۶۳۸

جائے قدسی مین بھی آلودہ دامانی ہوے
جان صدقی کان کے موتی پہ ایجانی ہوے
روز فرقت پہلی ذیحجہ کی ایجانی ہوی
اونکے تختے تختہ تابوت ہمکو ہوگئے
ہمنے جب چشم خریدار سے دیکھا باغ کو
تیلیونکو اور ہی صورت نظر آنی لگے
دل دیا نادانکو کیا جان دو بھر ہی ہمین
داغ سوزان محبت سے ضیای قلب ہے

چاند سے پیر ہمین داغ پشیمانی ہوے
ایک قطرہ مین ہماری ناو طوفانی ہوے
عید سے دس روز پہلے اپنی قربانی ہوے
اونکی بسم اللہ ہماری فاتحہ خوانی ہوے
پہول مہنگی ہوگئی داغونکی ارزانی ہوے
جب ہوا دل آئینہ آنکھونکو حیرانی ہوے
دیدہ و دانستہ چوکی سخت نادانی ہوے
شمع جب روشن ہوی فانوس نورانی ہوے

رباعیات

احباب سے کوئی ہمکو پیارا نہ ہوا
رنج اٹھا کے ... ہوا

ولہ

ولہ

ولہ

رباعیات

سمجھے رہی آپ کو بشر پا بر کاب دو گھوڑونکی جوکی ہی پی عمر روان	طے منزل ہستی ہوی جاتی ہی شتاب ابلق ہی شیب اور ادہم ہی شباب

ولہ

خم آگیا قد مین ابرو ونکی صورت غم کھایا جوانی کا یہ مین نے دنرات	سب لٹ گئی عضو گیسو ونکی صورت سب گر گئے دانت آنسوونکی صورت

ولہ

اللہ نے دکھائی ہین وہ پیاری رخسار ای یار تم آئی کیا مرادین آئین	شاد بیسی ہین قمقمی ہمارے رخسار منت کی چراغ ہین تمہاری رخسار

ولہ

دنیا کو سمجھ نہ کاروان یوسف اپنا ہی بھائی سے خوب آگاہ ہو نہین	ای دوست یہ ہی دشمن جان یوسف بھائی سب ہین برادران یوسف

ولہ

ہر وقت دگرگون ہی زمانی کا حال امید ترقی کی تنزل مین رہی	دسنے جو مہینا تو مہینی سی ہی سال ای کشتۂ یاس ہی گھڑین گھڑیال

ولہ

کہتا ہون جو حال دل تو ہوتا ہو خجل ایوا ای عجب بلائی گھیرا ہی مجھے	کرتا ہون جو ضبط آپ ہوتا ہی دل گویم مشکل وگر نہ گویم مشکل

تعریف کر شفتگان جو یہ ملنی ہی تو ہو
یہ رسم ہی مردی ہی کو سبزی ہی ہین

ولہ

سنتے ہین رقیب کی مدارا تین ہین
صحبت دنرات ہی ملاقاتین ہین
یاد ر نہین آتا ہے جو چاہو سو کہو
عاشق کو وہ منہ لگا کے یہ باتین ہین

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

ولہ

اسباب تجمل کی جو طیاری ہی
کیا فائدہ ناحق کی گرانباری ہی
غافل یہ بوجہ اپنی سر پر نہ دہر
جانا تجہی دور کی سفر بہاری ہی

ولہ

کیون آگی کسیکی ہاتہ پہیلاتا ہی
کیون کوچہ بکوچہ ٹہوکرین کہاتا ہی
بچی کی طرح تجھ قناعت مین ہی [illegible]
رازق پتہر کو رزق پہنچاتا ہی

ولہ

طالع سے ہمیشہ بخت منحوس رہی
ارمانون سی حسرتون سی مایوس رہی
کیا شیب و شباب سی خجالت ہی مجہی
دونون مری ہاتہون کو افسوس رہی

ولہ

انسان مین عقل نور یزدانی ہی
یہ نور نہین تو پہر پشیمانی ہی
افزائش عقل مین جو [illegible]
[illegible]

نعمت کی نہ دولت کی طلبگار رہو	دنیا کی حلاوتوں سے بیزار رہو
کہانا نہ فریب نفس امارہ کا	دشمن ہی گہات مین خبردار رہو
ولہ	
دنیا مین یہ کچہ کساد بازاری ہی	تذلیل کمال اہل جوہر کے ہی
اندیشہ ہے سبکو آبرو ریزی کا	گوہر کی گرہ مین آبرو باندہی ہی
ولہ	
افسوس پیام مرگ لائی پیری	دکہلاتی ہی شان جانگزائی پیری
کیسا یہ عصا قد خمیدہ کیسا	ہی تیر و کمان بدست آئی پیری
ولہ	
جسوقت چلی یہ جان پیاری اپنی	یارونکو ہوی دریغ یاری اپنی
دو گام دیا نہ چوب دستی نے ہی ساتہ	دنیا سے گئی چہڑی سواری اپنی
ولہ	
ای رب کریم جب مرادم ٹوٹے	قزاق اجل متاع ہستی لوٹے
امید یہ ہی تیری عنایت سے مجھے	مجھسے نہ پنجتن کا دامن چھوٹے
ولہ	
کیا رتبہ ہی عالمونکا اللہ غنی	یہ لوگ ہین نائب رسول مدنی
فرماتے ہین مصطفے یہ انکی حق مین	من اکرم عالما فقد اکرمنی

ولہ

[illegible]

تقریظ از منشی امیر اللہ صاحب تسلیم تخلص شاگرد نسیم دہلوی

بحر معانی اوس سخن آموز ازل کے فیض حمد سے پر جوش ہی کہ دو بر دو دریای رحمت اوسکے
ہفت قلزم ربع مسکون نے رتبہ قطرۂ شبنم کا پایا پھر نکتہ دانی السنہ فصیح عرب و عجم کے نعت و منقبت آل اطہار
اور صحابہ کبار سے پر تاب ہی کہ جنکے ضیائی ایات حیات بحر وزرہ میں شش جہت کو پیمانہ نور بنایا
بعد اسکے دانای عالم ہیچمدانی گویا حج جہان زبانی یعنی کم اشہرستان ذوق سلیم شیخ **امیر اللہ تسلیم** شاگرد
نسیم دہلوی مغفور گوش یاران فن کو مژدۂ تازہ سے مرہون منت کرتا ہی اور دل ارباب سخن کو نوید راحت
افزا سے گنجینہ مسرت کرتا ہی یعنی لوح طلسم نازک خیالی سرنامہ دفتر مضامین عالی دیوان فیض بنیان مصنفہ
سحبان زمان حسان دوران فرمان فرمای اقلیم شعر و ابیانی شہنشاہ جہان شیرین زبانی جناب شیخ
امداد علی صاحب تخلص **بحر** شاگرد رشید خداوند سخن عیسی فن شیخ **امام بخش ناسخ**
مطبع مصطفائی شہر لکھنؤ محلہ محمد نگر میں تاریخ انتیسوین شعبان ۱۲۸۵ھ ہجری میں چھپکر اختتام
کو پہنچا کمال خوبی و زیبائی سے سرمۂ چشم مردمان اولی الابصار ہوا سبحان اللہ عجب کلام
تاثیر فزا ہی اگر دیباچہ دفتر حسن و عشق کہیے تو بجا ہی بلاغت کو فکر رسا پر ناز ہی فصاحت
زبان سے دمساز ہی محاورے کے چوچلے استعمال مرغوب تحقیق لغت و صحت الفاظ بہت خوب روز آمد ہیں کہ
مناسبات سے مالا مال چستی بندش و درد چسپی استعارہ و اصطلاح کا سبحان خیال مصرع ہلال ابروی
مہوشان سے کمال خوشنمائی میں بڑھ کر ہر نقطہ نقطۂ خال خورشید رویان عنبرین مو روشن تر
سواد سطر پر زلف شب تمنا کا گمان ہی بیاض صفحہ سے روشنی رخسار صبح نوروز نمایاں ہے
کاغذ صورت آئینۂ آسمان روشن جدول نہر کہکشان کا جوبن واقعی یہ دیوان یادگار ہی انتخاب روزگار ہے

از مولوی محمد انوار حسین صاحب سہسوانی تسلیم تخلص

ایضاً

ایضاً

ایضاً

از جناب وارث علی خان صاحب
ناظم تخلص شاگرد مصنف

شاعر نامی اند و هم استاد
هم فصیح و بلیغ و سحر بیان
گشت بندش محاورات درست
در مضامین نظم و شسته زبان
این سن انطباع قسم بگو
خوب ای بحر طبع شد دیوان ۱۲۸۵

ایضاً

شد زبان قدر دان قاصر بیان حسن نظم
بسکه بی مثل تصنیف عالی این اردو [illegible]
این چنین انطباع ای ناظم خوش گفته [illegible]
چشمهٔ آب بقا دیوان بحر از طبع است

ایضاً

مضامین و بندش ایچه دید همه دیوان
جهان شد ز نظم این ثنا خوان بحر
سن طبع ناظم بیچین گفت هم
بدم فیض نایاب دیوان بحر ۱۲۸۵

از مرزا غیرت علی خان صاحب تخلص نبیرهٔ حیدر بیگ خان مغفور

دیوان جناب بحر کامل استاد	تازه مضمون کلام شیرین مطبوع
اشعار بآب و تاب سلک گوهر	گوهر افشانی مضامین مطبوع
طوطی شگفته نطق طبعم سالش	گفتا شده بوستان رنگین مطبوع ۱۲۸۵

از میر وزیر صاحب نور تخلص شاگرد مرزا محمد رضا برق

وه جناب بحر کا جب دیوان چھپا	کس هنر سے کر دیا هی مرحلهٔ عیبو نکا طی
نور نے کیا طبع کی تاریخ سنقوطی کهی	بحر کا دیوان عکس چشمهٔ خورشید هی ۱۲۸۵

از جناب منشی محمد امداد حسین صاحب صفیر تخلص رئیس فرخ آباد شاگرد مصنف

طبع چو شد نسخهٔ دیوان بحر	یافت از فیض سخن کائنات
گفت جنان مصرع سالش صفیر	هست همه چشمهٔ آب حیات ۱۲۸۵

از مرزا باقر حسین صاحب خلف مرزا آغا حسین بلیغ تخلص شاگرد صفیر

گشت مطبوع چو مجموعهٔ بحر	داد صد لطف زبان سو سے
گفت تاریخ بلیغ کم گو	طبع شد بحر فصاحت اعلی ۱۲۸۵

از منشی میر طاهر علی صاحب خلف منشی اطهر علی صاحب طاهر تخلص شاگرد صفیر

لکھنؤ مین جو تکلف سے تمام	حضرت بحر کا دیوان چھپا
سال تاریخ کها طاهر نے	آج یه نظم کا دریا دیکھا ۱۲۸۵

[illegible]

ریختها

[illegible]